اعداد و ترتیب

محمد حارث باسم

مطالعہ پاکستان

برائے جماعت بارھویں

JOIN FOR MORE!!!

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	باب اول: قیامِ پاکستان	
	کثیر الانتخابی سوالات	02
	مختصر جواب کے سوالات	05-20
01	آمدِ اسلام سے قبل برصغیر کے حالات	05
02	علی گڑھ تحریک	06
03	دو قومی نظریہ	07
04	ہندو اور مسلم معاشرے کا تقابلی جائزہ	08
05	نظریہ پاکستان	09
06	تقسیمِ بنگال	10
07	مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد	11
08	میثاقِ لکھنؤ 1916ء	11
09	تحریکِ خلافت	12
10	نہرو رپورٹ	14
11	قائد اعظم کے چودہ نکات	15
12	خطبہ الٰہ آباد	15
13	گول میز کانفرنس	16
14	قرار دادِ پاکستان	17
15	کرپس مشن (Cripps Mission)	18
16	لارڈ ویول کا منصوبہ	19
17	شملہ کانفرنس	19
	بیانیہ جواب کے سوالات	21-32
01	دو قومی نظریہ	21
02	نظریہ پاکستان	24

JOIN FOR MORE!!!

www.facebook.com/cs.mhb haris.basim@yahoo.com www.twitter.com/HarisBasim

03	نظریہ پاکستان قائد اعظم کے ارشادات کی روشنی میں	27
04	مسلم لیگ کے قیام کے اسباب	29
05	قائد اعظم کے چودہ نکات	31

باب دوم: تاریخ پاکستان

	کثیر الانتخابی سوالات	34
	مختصر جواب کے سوالات	36-40
01	کرپس مشن (Cripps Mission)	36
02	کابینہ مشن	36
03	3 جون کا منصوبہ	37
04	قانون آزادیٔ ہند 1947ء	38
05	ریڈ کلف ایوارڈ	38
06	سندھ طاس معاہدہ	39
	بیانیہ جواب کے سوالات	41-50
01	1940ء سے 1947ء تک کے اہم سیاسی واقعات	41
02	قیامِ پاکستان کے مقاصد	43
03	پاکستان کے ابتدائی مسائل	46
04	قائد اعظم کی خدمات	48

باب سوم: اسلامی جمہوری ریاست کا قیام

	کثیر الانتخابی سوالات	52
	مختصر جواب کے سوالات	53-58
01	قرار دادِ مقاصد	53
02	قرار دادِ مقاصد کی اہمیت	54
03	1956ء کا آئین	54
04	1962ء کا آئین	55
05	اسلامی نظریاتی کونسل	55
06	معاہدہ تاشقند 1966ء	56

JOIN FOR MORE!!!

57	سقوطِ ڈھاکہ	07
57	1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات	08
59-63	بیانیہ جواب کے سوالات	
59	قرار دادِ مقاصد	01
61	1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات	02
	باب چہارم: ارضِ پاکستان	
65	کثیر الانتخابی سوالات	
68-70	مختصر جواب کے سوالات	
68	پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت	01
69	پاکستان کی آب وہوا	02
70	پاکستان کے قدرتی وسائل	03
71-74	بیانیہ جواب کے سوالات	
71	پاکستان کے محل وقوع کی سیاسی و جغرافیائی اہمیت	01
73	پاکستان کی آب وہوا	02
	باب پنجم: پاکستان کا کلچر (ثقافت)	
76	کثیر الانتخابی سوالات	
77-80	مختصر جواب کے سوالات	
77	پاکستان کی ثقافت	01
78	پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ	02
79	وادیٔ سندھ کی تہذیب	03
80	گندھارا آرٹ	04
81-85	بیانیہ جواب کے سوالات	
81	پاکستان کی ثقافت	01
83	پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ	02
	باب ششم: پاکستانی زبانیں	
87	کثیر الانتخابی سوالات	

JOIN FOR MORE!!!

88-94	مختصر جواب کے سوالات	
88	اردو زبان	01
89	اردو زبان بحیثیت قومی زبان	02
89	سندھی زبان	03
91	پشتو زبان	04
91	پنجابی زبان	05
92	بلوچی زبان	06
93	کشمیری زبان	07
94	براہوی زبان	08
95-99	بیانیہ جواب کے سوالات	
95	اردو زبان بحیثیت قومی زبان	01
97	پاکستان کی علاقائی زبانیں	02
	باب ہفتم: اقتصادی منصوبہ بندی اور ترقی	
101-108	کثیر الانتخابی سوالات	
102	مختصر جواب کے سوالات	
102	پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی	01
103	پانچواں پانچ سالہ منصوبہ	02
103	چھٹا پانچ سالہ منصوبہ	03
104	ساتواں پانچ سالہ منصوبہ	04
105	آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ	05
105	پاکستان میں زراعت کی اہمیت	06
106	پاکستان کی فصلیں	07
107	پاکستان میں صنعتی ترقی	08
107	پاکستان میں دیہی اور شہری زندگی میں فرق	09
109-114	بیانیہ جواب کے سوالات	
109	پاکستان کے زرعی مسائل	01

JOIN FOR MORE!!!

111	زرعی مسائل کے حل کے لیے اقدامات	02
112	پاکستان کی صنعتیں	03
114	پاکستان میں تعلیم	04
	باب ہشتم: پاکستان اور عالمی برادری	
116	کثیر الانتخابی سوالات	
118-122	مختصر جواب کے سوالات	
118	پاکستان کی خارجہ پالیسی	01
119	اقتصادی تعاون کی تنظیم(ECO)	02
120	اسلامی کانفرنس کی تنظیم(OIC)	03
120	غیر وابستہ ممالک کی تحریک(NAM)	04
121	اقوامِ متحدہ(UNO)	05
122	سارک(SAARC)	06
123-	بیانیہ جواب کے سوالات	
123	پاکستان کی خارجہ پالیسی	01
125	پاک۔بھارت تعلقات	02
127	پاک۔چین تعلقات	03
129	پاکستان کی معلومات عامہ	xx
133	مخففات(Abbreviations)	xx
134	اہم تاریخی واقعات	xx
135	مراجع و مصادر	xx

JOIN FOR MORE!!!

www.harisbasim.tk

باب اول

قیامِ پاکستان

JOIN
FOR
MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات

☆......آمدِ اسلام سے قبل برصغیر کے حالات

☆......علی گڑھ تحریک

☆......دوقومی نظریہ

☆......ہندو اور مسلم معاشرے کا تقابلی جائزہ

☆......نظریہ پاکستان

☆......تقسیم بنگال

☆......مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد

☆......میثاق لکھنؤ ۱۹۱۶ء

☆......تحریک خلافت

☆......نہرو رپورٹ

☆......قائداعظم کے چودہ نکات

☆......خطبہ الہ آباد

☆......گول میز کانفرنس

☆......قراردادِ پاکستان

☆......کرپس مشن ۱۹۴۲ء

☆......لارڈ ویول کا منصوبہ

☆......شملہ کانفرنس

بیانیہ جواب کے سوالات

☆......دوقومی نظریہ

☆......نظریہ پاکستان

☆......نظریہ پاکستان قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں

☆......مسلم لیگ کے قیام کے اسباب

☆......قائداعظم کے چودہ نکات

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔محمد بن قاسم نے سندھ کس سن میں فتح کیا؟

☆ 725ء ☆ 715ء ☆ **712ء** ☆ 716ء

۲۔برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے قبل ہندوؤں میں کل بڑی ذاتیں تھیں:

☆ **4** ☆ 5 ☆ 6 ☆ 2

۳۔مسلمانوں کے زوال کے بعد انگریزوں نے جنوبی ایشیاء میں اپنا تسلط کب قائم کیا؟

☆ 1847ء ☆ 1837ء ☆ **1857ء** ☆ 1827ء

۴۔آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی:

☆ **1906ء** ☆ 1908ء ☆ 1904ء ☆ 1902ء

JOIN FOR MORE!!!

۵۔پاکستان کے اس صوبے کو "باب الاسلام" کہا جاتا ہے:

☆ **سندھ** ☆ پنجاب ☆ بلوچستان ☆ خیبر پختونخواہ

۶۔1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انہوں نے مسلمانوں کی نشاۃ میں اہم کردار ادا کیا:

☆ مولانا محمد علی ☆ **سر سید احمد** ☆ علامہ اقبال ☆ نواب وقار الملک

۷۔تقسیم بنگال اس سن میں ہوئی:

☆ 1911ء ☆ 1906ء ☆ **1905ء** ☆ 1857ء

۸۔تقسیم بنگال کی تنسیخ اس سن میں ہوئی:

☆ **1911ء** ☆ 1906ء ☆ 1905ء ☆ 1857ء

۹۔آل انڈیا مسلم کے پہلے صدر تھے:

☆ مولانا محمد علی ☆ **سر آغا خان** ☆ علامہ اقبال ☆ نواب وقار الملک

۱۰۔ترکی میں خلافت عثمانیہ کو بچانے کیلئے ہندوستان میں یہ تحریک چلائی گئی:

☆ علی گڑھ تحریک ☆ شدھی تحریک ☆ **تحریک خلافت** ☆ تحریک آزادی

۱۱۔علامہ اقبال نے اپنا خطبہ الٰہ آباد پیش کیا:

☆ 1920ء ☆ **1930ء** ☆ 1916ء ☆ 1857ء

۱۲۔جواہر لال نہرو نے اپنی "نہرو رپورٹ" پیش کی:

☆ 1925ء ☆ 1927ء ☆ **1928ء** ☆ 1929ء

۱۳۔قائداعظم نے چودہ نکات پیش کئے:

☆ 1925ء ☆ 1927ء ☆ 1928ء ☆ **1929ء**

۱۴۔1930-1932ء کے درمیان تین گول میز کانفرنسیں یہاں منعقد ہوئیں:

☆ بمبئی ☆ لاہور ☆ **لندن** ☆ ترکی

۱۵۔قراردادِ پاکستان کب پیش کی گئی؟

☆ **1940ء** ☆ 1933ء ☆ 1935ء ☆ 1947ء

۱۶۔قراردادِ پاکستان انہوں نے پیش کی:

☆ سرسید احمد ☆ قائداعظم ☆ علامہ اقبال ☆ **مولوی فضل الحق**

۱۷۔قراردادِ پاکستان کہاں پیش کی گئی؟

☆ بمبئی ☆ **لاہور** ☆ لندن ☆ ترکی

۱۸۔قراردادِ پاکستان کا دوسرا نام ہے:

☆ قراردادِ مقاصد ☆ **قراردادِ لاہور** ☆ قراردادِ فنون ☆ قراردادِ آزادی

۱۹۔شملہ کانفرنس اس سن میں منعقد ہوئی:

☆ 1940ء ☆ 1943ء ☆ 1944ء ☆ **1945ء**

۲۰۔قیامِ پاکستان کی بنیاد اس نظریے پر ہے:

☆ نظریہ مساوات ☆ نظریہ اخوت ☆ **دوقومی نظریہ** ☆ جمہوری نظریہ

۲۱۔جنوبی ایشیاء میں مسلمانوں کی آمد کے بعد جو نیا آرٹ پیدا ہوا اس کا نام ہے:

☆ گندھارا آرٹ ☆ اسلامک آرٹ ☆ اینگلو انڈین آرٹ ☆ **انڈو اسلامک آرٹ**

۲۲۔قدیم ہندو معاشرے میں بیوہ کو خاوند کی لاش کے ساتھ زندہ جلائے جانے کی رسم کہلاتی ہے:

☆ بھگتی ☆ شدھی ☆ سدھی ☆ **ستی**

۲۳۔میثاق لکھنؤ اس سن میں ہوا:

☆ 1920ء ☆ 1918ء ☆ 1917ء ☆ **1916ء**

۲۴۔ہندوستان چھوڑ دو تحریک انہوں نے شروع کی:

☆ قائداعظم ☆ نہرو ☆ **گاندھی** ☆ لیاقت علی خان

۲۵۔تحریک خلافت ان کی سربراہی میں شروع ہوئی:

☆ قائداعظم ☆ **مولانا محمد علی جوہر** ☆ وقار الملک ☆ لیاقت علی خان

۲۶۔مولانا محمد علی جوہر یہاں مدفون ہیں:

☆ لندن ☆ **بیت المقدس** ☆ مکہ مکرمہ ☆ مدینہ منورہ

۲۷۔مارچ 1942ء میں برطانوی حکومت کی طرف سے ہندوستان میں بھیجا گیا:

☆ **کرپس مشن** ☆ کابینہ مشن ☆ ۳ جون کا منصوبہ ☆ ویول کا منصوبہ

۲۸۔سرسید احمد خان نے شروع کی:

☆ **علی گڑھ تحریک** ☆ شدھی تحریک ☆ تحریک خلافت ☆ تحریک آزادی

۲۹۔سندھ کو بمبئی سے اس سال الگ کیا گیا:

☆ 1950ء ☆ 1940ء ☆ **1936ء** ☆ 1960ء

JOIN FOR MORE!!!

۳۰۔ دوقومی نظریہ سے پہلے انہوں نے پیش کیا:

☆ **سر سید احمد خان** ☆ قائداعظم ☆ علامہ اقبال ☆ لیاقت علی خان

۳۱۔ لفظ پاکستان کے خالق ہیں:

☆ **چوہدری رحمت علی** ☆ حفیظ جالندھری ☆ علامہ اقبال ☆ فیض احمد فیض

۳۲۔ چوہدری رحمت علی نے پاکستان کا نام اس سال تجویز کیا:

☆ 1947ء ☆ 1940ء ☆ 1936ء ☆ **1933ء**

۳۳۔ قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت اس سال سنبھالی:

☆ 1940ء ☆ 1939ء ☆ **1934ء** ☆ 1930ء

۳۴۔ سر سید نے یہ رسالہ جاری کیا:

☆ تعمیر مسلم ☆ **تہذیب الاخلاق** ☆ مسلم تہذیب ☆ تعلیم و تربیت

۳۵۔ ان کو شیر بنگال بھی کہا جاتا ہے:

☆ مولوی تمیز الدین ☆ **مولوی فضل الحق** ☆ خواجہ ناظم الدین ☆ لیاقت علی خان

۳۶۔ شملہ وفد کی تعداد تھی:

☆ 34 ☆ **35** ☆ 36 ☆ 37

۳۷۔ اجرک اس صوبے کی ثقافت ہے:

☆ **سندھ** ☆ خیبر پختونخواہ ☆ بلوچستان ☆ پنجاب

۳۸۔ علامہ اقبال اس شہر میں پیدا ہوئے:

☆ کراچی ☆ **سیالکوٹ** ☆ لاہور ☆ دہلی

۳۹۔ ہندوؤں کی سب سے کم تر ذات اس کو سمجھا جاتا ہے:

☆ برہمن ☆ کھشتری ☆ ویش ☆ **شودر**

۴۰۔ ''اُچ شریف'' اس سلسلے کے بزرگوں کا مرکز تھا:

☆ نقشبندیہ ☆ قلندریہ ☆ **قادریہ** ☆ سہروردیہ

۴۱۔ ۱۸۸۵ء میں انہوں نے کانگریس کی بنیاد ڈالی:

☆ گاندھی جی ☆ پنڈت نہرو ☆ **مسٹر ہیوم** ☆ سر آغا خان

۴۲۔ ۱۹۴۵ء میں انگلستان میں اس پارٹی نے اقتدار سنبھال کر کابینہ مشن روانہ کیا:

☆ **لبرل پارٹی** ☆ لیبر پارٹی ☆ کنزرویٹو پارٹی ☆ کیبنٹ پارٹی

۴۳۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی والدہ اس نام سے مشہور ہیں:

☆ آبادی بیگم ☆ خاتونِ پاکستان ☆ **بی اماں** ☆ خاتونِ اول

۴۴۔ قائداعظم نے صوبہ سرحد میں اصلاحات نافذ کرنے کا مطالبہ کیا:

☆ 1925ء ☆ 1926ء ☆ **1927ء** ☆ 1928ء

JOIN FOR MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: اسلام کی آمد سے قبل برصغیر پاک و ہند کے حالات بیان کریں۔

آمدِ اسلام سے قبل برصغیر کے حالات

تعارف:

پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے۔ بنیادی طور پر یہ جنوبی ایشیاء میں اسلام کے آنے کی وجہ سے معرض وجود میں آیا۔ اسلام اس علاقے میں عرب تاجروں کے ذریعے سے پھیلا۔ اسلام کی باقاعدہ اشاعت محمد بن قاسم کی آمد سے شروع ہوئی جس نے سندھ میں راجہ داہر کو شکست دی۔

JOIN
FOR
MORE!!!

اسلام سے پہلے جنوبی ایشیاء کے حالات:

اسلام سے پہلے جنوبی ایشیاء بہت سے چھوٹی ریاستوں پر مشتمل تھا جو ہمیشہ ایک دوسرے سے دست و گریباں رہتی تھیں۔ ہندو تعداد میں زیادہ ہونے کے باعث اقلیتوں کو پریشان کرتے رہتے تھے۔ ہندو سماج بے قاعدگیوں اور معاشرتی ناانصافیوں سے بھرپور تھا۔ اس سماج کی بنیادی برائیاں مندرجہ ذیل ہیں:

☆......متفرق سماج:

یہ چار حصوں پر مشتمل سماج تھا:

۱۔ برہمن (پجاری)

۲۔ کھشتری (جنگجو)

۳۔ ویش (کاریگر)

۴۔ شودر (نچلا مزدور طبقہ)

برہمن اور کھشتری دونوں کو سماج میں عزت و حیثیت حاصل تھی جبکہ دوسرے دونوں طبقے انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں تھے۔

☆......تعصب و تنگ نظری:

تنگ نظری ہندو سماج کا خاصہ تھی۔ خصوصاً نچلے طبقے ''ویش'' اور ''شودر'' اور عورتوں کو بہت ہی کم مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

☆......عورت کی حیثیت:

ہندو معاشرے میں عورتیں ظلم و زیادتی کا شکار تھیں۔ بیوہ عورتوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا اور زیادہ تر ان کو ان کے شوہروں کی میت کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔

☆......☆......☆

علی گڑھ تحریک
Ali Garh Movement

تعارف:

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلمان نہایت درجہ مایوس اور مضطرب تھے۔ مسلمانوں کی ذہنی، معاشی اور سیاسی پستی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ سر سید نے نئے زمانے کے مزاج اور تقاضوں کو سمجھتے ہوئے مسلمانوں کے لیے ایک جامع پروگرام بنایا۔ وہ مسلمانوں کا کھویا ہوا وقار بحال کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں کی بہتری کی تدبیریں ہی ان کا مقصدِ حیات تھیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو جدید تعلیم حاصل کرنے، ہنگامہ آرائی سے بچنے، شورش سے دور رہنے اور انگریزی حکومت سے وفاداری کا درس دیا۔ سر سید کی ان کوششوں کو تحریک علی گڑھ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سر سید کی خدمات:

سر سید نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لیے مندرجہ ذیل خدمات انجام دیں:

JOIN FOR MORE!!!

فارسی مدرسہ مراد آباد:

سر سید نے 1859ء میں مراد آباد میں ایک فارسی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ سر سید کی تعلیمی سرگرمی کا نقطہ آغاز تھا۔ اس مدرسے میں فارسی کے علاوہ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔

وکٹوریہ اسکول غازی پور:

سر سید نے 1864ء میں غازی پور میں جدید طرز کا پہلا مدرسہ وکٹوریہ اسکول قائم کیا۔ اس اسکول میں جدید علوم کے علاوہ پانچ زبانیں انگریزی، اردو، عربی، فارسی، سنسکرت پڑھانے کا زبردست انتظام تھا۔

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ:

3 مارچ 1866ء کو سائنٹیفک سوسائٹی نے ایک میگزین "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" جاری کیا۔ اس کا مقصد انگریزوں اور ہندوستانیوں کو ایک دوسرے کے جذبات و احساسات سے آگاہ کرنا تھا۔

رسالہ تہذیب الاخلاق کا اجراء:

سر سید نے انگلستان سے واپس آکر مسلمانوں کی تعلیمی و سماجی اصلاح کے لیے 24 دسمبر 1870ء کو بنارس سے رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا۔ یہ رسالہ چھ سال تک جاری رہا۔

محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کا قیام:

سر سید اور ان کے رفقاء نے 24 مئی 1875ء کو ایم۔ اے۔ او اسکول (مدرسۃ العلوم) کی بنیاد رکھی۔ اگلے سال سر سید سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے کر علی گڑھ آ گئے اور کالج کے قیام میں مصروف ہو گئے۔ 8 جنوری 1877ء کو وائسرائے ہند لارڈ لٹن (Lord Lytton) نے کالج کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆......☆......☆

سوال: دوقومی نظریہ کی وضاحت کریں۔

دوقومی نظریہ
Two Nation Theory

دوقومی نظریہ کا مفہوم:

دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں انسانوں کے دوگروہ یا دوقومیں آباد ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جواللہ تعالی کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہےاوردوسرا گروہ وہ ہے جواللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔

ایشیاء میں دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں آباد ہیں: مسلمان اور ہندو، اگرچہ یہ دونوں قومیں کئی سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں لیکن مدغم ہرگز نہ ہوسکیں۔

قومیت کی بنیاد:

قومیت کی بنیاددوچیزوں پر ہوتی ہے:

(۱) رنگ ونسل (۲) مذہب

یہاں قومیت سے مرادوہ قومیت ہے جس کی بنیاد مذہب پہ ہونہ کہ رنگ ونسل پہ،یعنی مسلم اور ہندودوا لگ الگ قومیں ہیں اور ان میں وجہ امتیاز رنگ ونسل ہے نہ آباؤاجداد،علاقہ ہے نہ خاندان، بلکہ دونوں قوموں کے درمیان جو دیوار ہے وہ مذہب کی دیوار ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

دوقومی نظریہ قائداعظم کی نظر میں:

قائداعظم نے دوقومی نظریہ کے حوالے سے فرمایا:

”قومیت کی ہر تعریف کے مطابق مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ان کے پاس اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہونی چاہئے“

دوقومی نظریہ کی اہمیت:

دوقومی نظریہ کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ یہی وہ نظریہ ہے جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی،نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا:

لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان

قائداعظم کی مخلص، ولولہ انگیز اور ایمان دارانہ قیادت کے سامنے تمام باطل قوتوں کو جھکنا پڑا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے منصۂ شہود پر ابھرا۔

☆......☆......☆

سوال: برصغیر کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان پانچ مذہبی اور ثقافتی فرق بیان کریں۔

ہندو اور مسلم معاشرے کا تقابلی جائزہ

Comparative Analysis of Hindu and Muslim Society

تعارف:

برصغیر میں دو بڑی اقوام آباد ہیں، ایک مسلم دوسری ہندو۔ دونوں اقوام کے مابین مختلف ثقافتی اور مذہبی فرق پائے جاتے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے برصغیر کے مسلمان مجبور ہوئے کہ ایک الگ مسلم ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ذیل میں برصغیر کے مسلمان اور ہندوؤں کے درمیان پائے جانے والے فرق میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......مذہبی فرق:

ہندو اور مسلمان دو الگ الگ مذاہب کے پیروکار ہیں۔ اسلام توحید اور انسانی برابری کا درس دیتا ہے۔ مسلمان ایک خدا اور ایک رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں اور اپنی زندگی کے ہر شعبے کیلئے قرآن پاک سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

دوسری طرف ہندو مختلف نظریات سے مرکب تہذیب کے پرستار ہیں۔ ان کے معاشرے میں انسان کو مختلف طبقوں میں تقسیم کرکے ذات پات کے اختلافات کو ہوا دی جاتی ہے اور زندگی گزارنے کا نہایت تنگ دستور ہے۔

☆......ثقافتی فرق:

مسلمان اسلامی تہذیب کے پیروکار ہیں جبکہ ہندو اپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں مردوں کو جلایا جاتا ہے جبکہ مسلمان اپنی میّتوں کو زیرِ زمین دفن کرتے ہیں۔ گائے ہندوؤں کے نزدیک احترام خداوندی کے لائق و مستحق ہے جبکہ مسلمان سنت ابراہیمی کو ادا کرتے ہوئے ذبح کرتے ہیں۔

☆......معاشرتی فرق:

برصغیر کی دو الگ قومیں ہندو اور مسلم اپنے اپنے معاشرتی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ لباس، خوراک، طریقۂ زندگی، گھروں کی تعمیر، آداب و تسلیم کے انداز، غرض سب کچھ ہی جدا جدا ہے۔

☆......تعلیمی فرق:

ہندو تعلیم کے میدان میں بہت آگے اور جدید تعلیم سے آراستہ تھے کیونکہ انہوں نے انگریزی اور جدید تعلیم کو بہت جلد اپنے معاشرے کا حصہ بنایا جبکہ مسلمان جدید اور انگریزی تعلیم سے ناآشنا تھے۔ اس تعلیمی فرق نے دونوں اقوام کی معاشی صورتحال پر گہرا اثر ڈالا۔

☆......سیاسی فرق:

دونوں اقوام ہندو اور مسلم کے سیاسی اختلاف نے دو قومی نظریہ کے وجود اور ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔

☆......زبان کا فرق:

ہندو اور مسلم دو الگ الگ زبانیں بولنے والی اقوام ہیں۔ مسلمان اردو بولتے ہیں جو فارسی (عربی) رسم الخط میں لکھی جاتی

ہے، جبکہ ہندو ہندی زبان کے بولنے والے ہیں جو دیوانگری (سنسکرت) رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ 1867ء میں بنارس کے ہندوؤں کی جانب سے اردو کے خلاف چلائی گئی تحریک نے دونوں اقوام کی زبانوں کے فرق کو واضح کیا۔

☆......☆......☆

سوال: نظریۂ پاکستان کی وضاحت کریں۔

نظریۂ پاکستان

Ideology of Pakistan

نظریۂ پاکستان کی وضاحت:

نظریۂ پاکستان کوئی نیا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ وہی نظریہ ہے جس کی بنیاد محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے رکھی تھی اور ہجرت کے بعد اسی کے مدار پر مدینہ میں ایک اسلامی ریاست قائم کی تھی۔ دراصل پاکستان کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ اسلام۔ اس طرح پاکستان کے تصور اور نظریہ کیلئے کسی مقام کی قید نہیں ہے بلکہ اس کیلئے اسلامی نظریہ حیات کی ضرورت ہے۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا:

"نظریۂ پاکستان کی بنیاد اس دن پڑ گئی تھی جس دن ہندوستان کا پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا"

نظریۂ پاکستان کے بنیادی عنصر:

نظریۂ پاکستان کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جنہیں نظریہ پاکستان کے ارکان یا بنیادی عنصر کہا جا سکتا ہے:

(۱) اسلام:

پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور یہ ملک اسلئے قائم کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکیں۔ اسلام اور پاکستان کا باہمی رشتہ وہی ہے جو انسانی جسم کا روح کے ساتھ ہے۔

(۲) دوقومی نظریہ:

دوقومی نظریہ ہی وہ نظریہ ہے جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی، نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں جو کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔

(۳) خطۂ ارضی:

نظریۂ پاکستان کا دوسرا مخصوص عنصر خطۂ ارضی ہے۔ سرزمینِ پاکستان، نظریہ پاکستان کا جسمی تشخص ہے۔ اس کی علاقائی سالمیت کو نقصان پہنچانا دراصل نظریۂ پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے۔

(۴) جمہوریت:

جمہوریت، جمہور سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے "عوام یا قوم"، پاکستان کا قیام جمہوری طریقہ کار کے مطابق عمل میں آیا۔ مختلف صوبائی اسمبلیوں کے ارکان نے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔

(۵) اردو زبان:

1867ء میں کچھ ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو رائج کرنے کی تحریک چلائی اور اس بات کا اعلان کیا کہ اردو مسلمانوں کی

JOIN FOR MORE!!!

زبان ہے۔اس لحاظ سے نظریۂ پاکستان میں اردو زبان کا کردار بہت کلیدی ہے۔

☆......☆......☆

سوال: تقسیم بنگال کب اور کیوں عمل میں آئی؟ اس کا ردعمل بیان کریں۔

تقسیم بنگال

Partition of Bengal

تقسیم بنگال:

برطانوی ہند میں بنگال کا صوبہ آبادی اور رقبے کے لحاظ سے دیگر تمام صوبوں سے بڑا تھا۔ایک اندازے کے مطابق اس کا کل رقبہ دو لاکھ مربع میل سے زیادہ اور اس کی آبادی آٹھ کروڑ پچاس لاکھ کے لگ بھگ تھی۔1905ء میں جس وقت لارڈ کرزن (Lord Curzon) ہندوستان کا وائسرائے تھا، اس کی سفارش پر برطانوی پارلیمنٹ نے انتظامی سہولت کے پیش نظر بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ منظور کرلیا۔کیونکہ انگریزوں کے مطابق اتنے بڑے اور وسیع صوبے کا انتظام صحیح طریقے سے چلانا ایک گورنر کے بس کی بات نہ تھی۔اس تقسیم کے نتیجے میں بنگال کے دو صوبے بن گئے۔

۱۔مشرقی بنگال (رقبہ: 106،540 مربع میل)

۲۔مغربی بنگال (رقبہ: 141،580 مربع میل)

تقسیم بنگال سے ہندوؤں اور مسلمانوں پر مختلف اثرات مرتب ہوئے۔

JOIN FOR MORE!!!

تقسیم بنگال پر مسلمانوں کا ردعمل:

مسلمان اس تقسیم سے بڑے خوش تھے، کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، جو ایک نیا صوبہ بن گیا۔مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے تقسیم کے فیصلے کا خیر مقدم کیا۔مسلمانوں نے بہت سی قراردادیں منظور کرا کر حکومت برطانیہ کو روانہ کیں اور تقسیم بنگال پر حکومت کا شکریہ ادا کیا۔

تقسیم بنگال پر ہندوؤں کا ردعمل:

دوسری جانب ہندو اس تقسیم سے بڑے برہم اور سیخ پا ہوئے۔اگرچہ مغربی بنگال میں ان ہی کی اکثریت تھی لیکن وہ ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ بنگال پر ان کی اقتصادی اور سیاسی اجارہ داری اور بالادستی ختم ہوجائے۔یہی وجہ تھی کہ ہندوؤں نے تقسیم بنگال کو ماننے سے انکار کردیا اور اس تقسیم کی منسوخی کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا۔عدم تعاون کی تحریک شروع کردی، انگریزی مال کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔قانون کی خلاف ورزیاں شروع کردی گئیں، ٹیکسوں کی ادائیگیاں روک دی گئیں اور بالآخر تشدد پر اتر آئے۔یہاں تک کہ وائسرائے کو قتل کرنے کی سازشیں تیار ہونے لگیں۔

تنسیخ بنگال:

ان حالات سے انگریز سرکار نے آخرکار گھٹنے ٹیک دیئے اور 1911ء میں بنگال کی تقسیم منسوخ کردی گئی اور بنگال کو پھر سے ایک صوبہ بنا دیا گیا۔اس منسوخی سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا لیکن وہ بے چارے کچھ نہیں کرسکتے تھے۔اس تنسیخ پر ہندوؤں نے انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا اور اس طرح مسلمانوں پر ہندوؤں کے تمام عزائم واضح ہوگئے۔

☆......☆......☆

سوال: مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد بیان کریں۔

مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد
Aims & Objectives of AIML

پس منظر:

بیسویں صدی کے آغاز میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے مسلمانانِ ہند کو اپنی الگ سیاسی تنظیم بنانے کا احساس دلایا۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ سرسید احمد خان کے خیالات کے زیرِاثر سیاست سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہے، لیکن رفتہ رفتہ حالات نے انہیں اپنی روش تبدیل کرنے پر مجبور کردیا۔ خود سرسید احمد خان کی زندگی میں ''محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن'' کا قیامِ عمل میں آیا۔ اس طرح مسلمان ذہنی طور پر عملی سیاست کیلئے تیار ہوتے جارہے تھے۔ بالآخر 1905ء میں تقسیم بنگال اور 1906ء میں شملہ وفد کے واقعات ایک طرح سے الگ تنظیم کا ابتدائیہ ثابت ہوئے۔

JOIN
FOR
MORE!!!

مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد:

مسلم لیگ کے مقاصد اس طرح طے کئے گئے:

حکومت برطانیہ کیلئے جذبۂ وفاداری:

برصغیر کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کے لئے جذبۂ وفاداری کو ابھارنا اور حکومت اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا۔

مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ:

مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنا اور ان کی ضروریات سے حکومت کو آگاہ کرنا۔

دوسری اقوام کے ساتھ تعاون:

مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام کے ساتھ تعاون کرنا۔

☆......☆......☆

سوال: میثاق لکھنؤ کی اہمیت تحریر کریں۔

میثاق لکھنؤ ۱۹۱۶ء
Lacknow Pact 1916

پس منظر:

دسمبر 1916ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان چند سیاسی اصولوں کا ایک سمجھوتا ہوا جسے میثاقِ لکھنؤ کہا جاتا ہے۔ یہ وہ واحد معاہدہ ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خوش اسلوبی سے انجام پایا۔ اسی معاہدے کی بدولت مسلمانوں کو کچھ فائدے حاصل ہوئے۔ چنانچہ مسلمان بعد میں اپنے حقوق کیلئے جدوجہد کرنے کے قابل ہوسکے۔ اس معاہدے کے ذریعے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان سیاسی اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

معاہدے کے اہم نکات:

معاہدے کی شرائط و نکات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کانگریس اور مسلم لیگ وسیع اختیارات کیلیئے جدوجہد کریں۔

۲۔ مرکزی قانون ساز میں مسلمانوں کی تعداد 1/3 سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔

۳۔ مجلس قانون ساز کی اکثریت منتخب ممبروں پر مشتمل ہو۔

۴۔ مسلم نمائندے جداگانہ طریقہ انتخاب کے ذریعے منتخب ہوں گے۔

۵۔ بنگال، پنجاب میں مسلمان اپنی آبادی کے تناسب سے کم نمائندگی لیں گے۔

۶۔ کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جس کی مخالفت کسی ایک فرقے کی 2/3 اکثریت نے کی ہو۔

میثاق لکھنؤ کی اہمیت:

اس معاہدے سے مسلمانوں کو چار فائدے حاصل ہوئے:

☆...... ہندوؤں نے اس بات کو تسلیم کرلیا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور ان کی نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے۔

☆...... کانگریس نے مسلمانوں کا جداگانہ انتخاب کا حق تسلیم کرلیا۔

☆...... مسلمانوں کی مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں میں نشستیں مختص ہوگئیں۔

☆...... مسلمانوں کو اس بات کا اطمینان ہوگیا کہ اگر وہ اسمبلی میں مسلمانوں کے بارے میں کسی بل کی مخالفت کریں گے تو وہ پاس نہیں ہوسکے گا۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

تحریک خلافت

Khilafat Movement

پس منظر:

پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے برطانیہ کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا۔ ترکی کی جنگ میں شمولیت سے ہندوستان کے مسلمان پریشان ہوئے کہ اگر انگریز کامیاب ہوگیا تو ترکی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزوں کا ساتھ دینے کے لیے وزیراعظم برطانیہ لائیڈ جارج سے وعدہ لیا کہ جنگ کے دوران میں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی نہیں ہوگی اور جنگ کے بعد مسلمانوں کی خلافت محفوظ رہے گی۔

جنگ عظیم اول میں جرمنی کو شکست اور برطانیہ کو فتح ہوئی۔ جنگ کے خاتمے کے بعد برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے اپنی فوجیں بصرہ اور جدہ میں داخل کردیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریزوں کو وعدے یاد دلانے کے لیے اور خلافت کے تحفظ کے لیے ایک تحریک شروع کی جسے "تحریک خلافت" کا نام دیا گیا۔

خلافت کمیٹی کا قیام:

5 جولائی 1919ء کو خلافت کے مسئلے پر رائے عامہ کو منظم کرنے اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے بمبئی میں آل انڈیا خلافت کمیٹی قائم کردی گئی جس کے صدر سیٹھ چھوٹانی اور سیکرٹری حاجی صدیق کھتری منتخب ہوئے۔

تحریک خلافت مقاصد:

تحریک خلافت کے بڑے بڑے مقاصد یہ تھے:

(۱) ترکی کی خلافت برقرار رکھی جائے۔

(۲) مقامات مقدسہ (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) ترکی کی تحویل میں رہیں۔

(۳) ترکی سلطنت کو تقسیم نہ کیا جائے۔

ناکامی کے اسباب:

تحریک خلافت مندرجہ ذیل اسباب کی وجہ سے ناکام رہی:

۱۔ ناپائیدار اتحاد:

ہندوؤں اور مسلمانوں کا اتحاد، سطحی، جذباتی اور وقتی تھا۔ دونوں قوموں کو حکومت کے خلاف نفرت نے عارضی طور پر اکھٹا کردیا تھا لیکن شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں نے جلد ہی اس اتحاد کو پارہ پارہ کردیا اور تحریک خلافت کمزور ہونا شروع ہوگئی۔

JOIN FOR MORE!!!

۲۔ گاندھی جی کی قلابازی:

گاندھی نے اس تحریک کو اس وقت ختم کرنے کا اعلان کیا جب مسلمانوں کے تمام رہنما جیل میں تھے اور تحریک کی قیادت سنبھالنے والا کوئی موجود نہیں تھا۔ اس سے تحریک بھی ختم ہوکر رہ گئی اور مسلمانوں کا اپنے قائدین سے بھی اعتماد اٹھ گیا۔

۳۔ ترکی میں صدارت کا اعلان:

مارچ 1924ء میں مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک نے ترکی کے علاقے آزاد کرا کے جمہوریہ کے قیام اور اپنی صدارت کا اعلان کردیا اور ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔

۴۔ سعودی عرب کا قیام:

سعودی عرب کو سازش کرکے ترکی سلطنت سے الگ کرلیا گیا۔ جس پر شاہ عبدالعزیز نے سعودی عرب کے نام سے الگ مملکت کے قیام کا اعلان کردیا جس سے تحریک خلافت ماند پڑ گئی۔

تحریک خلافت کے نتائج:

تحریک خلافت جیسی عوامی تحریک کی مثال برصغیر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تحریک اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہی لیکن اس نے ہندوستان کی سیاست اور مسلمانوں کی تاریخ پر گہرے نقوش مرتب کیے۔

(۱) ہندو مسلم اتحاد کا خاتمہ

(۲) سیاسی شعور کی بیداری

(۳) پرجوش قیادت کا ابھرنا

(۴) علماء اور طلبہ کا سیاست میں داخلہ

(۵) داخلی مسائل کی طرف توجہ

(۶) کانگریس اور جمعیت علمائے ہند میں تعاون

☆......☆......☆

نہرو رپورٹ
Nehru Report

پس منظر:

1927ء میں حکومت برطانیہ نے شاہی فرمان کے تحت ہندوستان کے لیے سائمن کمیشن کا تقرر کیا گیا۔ جس کا مقصد آئینی اصلاحات کا جائزہ لینا تھا۔ اس کمیشن میں کسی مسلمان یا ہندو کو شامل نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ہندوستان بھر میں اس کمیشن کا بائیکاٹ کیا گیا اور جلسے جلوس ہوئے۔ اس کمیشن کی سفارشات کو بھی یکسر مسترد کر دیا گیا۔

نہرو رپورٹ:

سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کے بعد 19 مئی 1928ء کو مقامی سیاسی پارٹیوں کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس آل پارٹیز کانفرنس میں موتی لعل نہرو کی سربراہی میں ایک نو رکنی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کمیٹی کا مقصد ہندوستان کے لیے ہندوستانیوں کے ذریعے ایک ایسے آئینی ڈھانچے کو تشکیل دینا تھا جو ہندوستان میں آباد تمام قومیتوں کے لیے قابل قبول ہو، یا جس کو کم از کم کانفرنس میں شریک تمام پارٹیوں کی حمایت حاصل ہو۔ اس کمیٹی نے جو آئینی رپورٹ تیار کی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ میں اسے ''نہرو رپورٹ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ رپورٹ اگست 1928ء میں شائع ہوئی۔

JOIN FOR MORE!!!

اہم نکات:

نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ جن شقوں سے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ جداگانہ طریقہ انتخابات کو منسوخ کرنے کے لیے کہا گیا۔
۲۔ ہندوستان کے لیے وفاقی طرز حکومت کی بجائے وحدانی طرز حکومت کی سفارش کی گئی۔
۳۔ مکمل آزادی کی بجائے نوآبادیاتی طرز آزادی کے لیے کہا گیا۔
۴۔ ہندی کو ہندوستان کی سرکاری زبان بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔

ان سفارشات کو دیکھتے ہوئے کمیٹی کے جانبدارانہ رویے کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کیونکہ معاہدہ لکھنو 1916ء میں کانگریس نے مسلم لیگ کے جن مطالبات کو منظور کیا تھا، نہرو رپورٹ میں ان ہی سے انحراف کیا گیا۔

مسلم لیگ کا ردعمل:

دسمبر 1928ء میں نہرو رپورٹ کے باقاعدہ اور باضابطہ منظوری حاصل کرنے کے لیے ایک آل پارٹیز کنونشن دہلی میں طلب کیا گیا۔ مسلم لیگ نے 23 اراکین پر مشتمل ایک نمائندہ کمیٹی قائداعظم کی سربراہی میں اس مقصد کے لیے قائم کر دی۔ تاکہ مجوزہ کنونشن میں شامل سیاسی جماعتوں کو مسلم لیگ کے مؤقف سے آگاہ کیا جائے۔ قائداعظم نے مذکورہ کنونشن میں نہرو رپورٹ کو مسلم لیگ کے لیے قابل قبول بنانے کے لیے ایک تین نکاتی فارمولہ پیش کیا۔ جسے کنونشن میں شامل تمام سیاسی پارٹیوں نے یکسر مسترد کیا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"This is nothing but parting of the ways"

☆......☆......☆

سوال: قائداعظم کے چودہ نکات میں سے کوئی سے پانچ نکات تحریر کریں۔

قائداعظم کے چودہ نکات

Jinnah's 14 Pionts

تعارف:

1928ء میں ہندو لیڈر موتی لال نہرو نے ایک رپورٹ پیش کی، جسے ''نہرو رپورٹ'' کا نام دیا گیا۔ یہ رپورٹ مکمل طور پر مسلمانوں کے مخالف تھی۔ اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد مسلمانوں نے اسے فوری طور پر رد کر دیا۔ نہرو رپورٹ کا جواب دینے کیلئے قائداعظم نے اپنے چودہ نکات پیش کئے جن میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا۔ ان چودہ نکات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) وفاقی طرزِ حکومت:

ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت رائج کیا جائے اور باقی ماندہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں۔

JOIN FOR MORE!!!

(۲) مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی:

مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی (1/3) نمائندگی دی جائے۔

(۳) صوبائی خودمختاری:

تمام صوبوں کو یکساں صوبائی خودمختاری دی جائے۔

(۴) اقلیتوں کی مؤثر نمائندگی:

ملک کی تمام اسمبلیوں اور منتخب اداروں میں اقلیتوں کو مؤثر نمائندگی دی جائے۔

(۵) سندھ کی علیحدگی:

سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے۔

☆......☆......☆

سوال: علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

خطبہ الٰہ آباد

Allahabad Address of Allama Iqbal

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
کہ مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

پس منظر:

جن دنوں لندن میں پہلی گول میز کانفرنس منعقد ہوئی تو اسی دوران علامہ اقبال کی قیادت میں دسمبر 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت علامہ کر رہے تھے۔ اجلاس میں آپ نے ایک تاریخی خطبہ دیا جو'' خطبہ الٰہ آباد''

کے نام سے مشہور ہے۔

خطبہ کے اہم نکات:

خطبہ الٰہ آباد کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

(۱) اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو اور ہر گوشے کیلیئے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

(۲) ہندو اور مسلم دو علیحدہ قومیں:

ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں اور ان میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں، ان دونوں قوموں کے نظریات میں نمایاں فرق ہے

(۳) ہندوستان مختلف اقوام کا وطن:

علامہ اقبالؒ نے واضح کیا کہ ہندوستان کسی واحد قوم کا وطن نہیں بلکہ مختلف مذاہب اور اقوام کا وطن ہے۔

(۴) اسلام میں دین اور سیاست کی علیحدگی ممکن نہیں:

JOIN FOR MORE!!!

علامہ اقبالؒ نے یہ بات بھی واضح کی کہ یورپ کے مطابق مذہب ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے لیکن اسلام میں خدا، کائنات، روح، مادہ، دین اور سیاست میں علیحدگی ممکن نہیں۔

(۵) مسلم ہند کا قیام:

علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ میری دلی تمنا ہے کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی، صوبہ بلوچستان اور سندھ کو ملا کر ایک الگ مملکت قائم کی جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ میں رہے یا علیحدہ، بہر حال خود مختار ہونی چاہئے اور اب اسی متحدہ مملکت کی تعمیر مسلمانوں کا اہم مسئلہ ہے۔

خطبہ الٰہ آباد کی اہمیت:

قیام پاکستان کے سلسلے میں علامہ اقبالؒ کے خطبہ الٰہ آباد کو بہت اہمیت حاصل ہے، اسی لئے انہیں مصورِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھیں نے پہلی بار پاکستان کا تصور واضح الفاظ میں پیش کیا تھا جسے قائداعظم محمد علی جناح نے عملی جامہ پہنایا۔ اس خطبہ میں علامہ اقبالؒ نے واضح طور پر علیحدہ مسلم ریاست کی تشکیل پر زور دیا۔

☆......☆......☆

سوال: گول میز کانفرنس کب اور کہاں منعقد ہوئی؟

گول میز کانفرنس
Round Table Conference

ابتدائیہ:

نہرو رپورٹ مسلم لیگ کیلیئے اور قائداعظم کے چودہ نکات کانگریس کیلیئے نا قابل قبول تھے۔ نتیجتاً دونوں جماعتوں میں اختلاف کی خلیج وسیع ہوگئی۔ سائمن کمیشن کی رپورٹ مختلف وجوہات پر ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کیلیئے قابل قبول نہ تھیں۔ اس صورت حال میں برطانوی وزیراعظم نے تمام آئینی معاملات پر از سر نو غور کرنے کیلیئے لندن میں گول میز کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان

کیا اور تمام متعلقہ جماعتوں کو اس میں شرکت کی دعوت دی۔

پہلی گول میز کانفرنس 1930:

گول میز کانفرنس کا پہلا اجلاس 12 نومبر 1930ء میں شروع ہوا اور اس کا اختتام 19 جنوری کو ہوا۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر آغا خان، مولانا محمد علی جوہر، قائداعظم سر محمد شفیع اور اے۔ کے۔ فضل الحق شریک ہوئے۔ کانگریس نے اس میں حصہ نہ لیا کیونکہ ان خیال تھا کہ آزاد انڈیا کا آئین بنانا چاہیئے نہ کہ ذمہ دار خود مختار حکومت۔ کانفرنس اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکی البتہ ہند میں وفاقی نظام رائج کرنے کی سفارش کی گئی۔

دوسری گول میز کانفرنس 1931:

اس کا انعقاد 7 دسمبر 1931ء کو ہوا اور یہ 10 دسمبر 1931ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ علامہ اقبال کو بھی اس میں مدعو کیا گیا تھا۔ کانگریس کی نمائندگی گاندھی نے کی۔ یہ کانفرنس بھی ناکام ہوئی کیونکہ گاندھی مسلمانوں کے حقوق دینے کو تیار نہ تھے جبکہ مسلمان اپنے مطالبات سے قدم پیچھے ہٹانے کو تیار نہ تھے۔

JOIN
FOR
MORE!!!

تیسری گول میز کانفرنس 1932:

تیسری گول میز کانفرنس بھی لندن میں ہوئی۔ اس کانفرنس میں کانگریس نے شرکت نہیں کی اور یہ بھی ناکام ہوگئی۔

☆......☆......☆

سوال: قراردادِ لاہور کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

قراردادِ پاکستان

Pakistan Resolution

قراردادِ پاکستان:

آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے ستائیسویں اجلاس میں برصغیر کے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ وطن کے مطالبہ کیلئے دوقومی نظریہ کا بنیاد پر ایک قرارداد 23 مارچ 1940ء کو لاہور کے منٹو پارک (اقبال پارک) میں پیش کی جسے تاریخ میں قرارداد لاہور یا قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا۔ یہ قرارداد بنگال کے وزیر اعلیٰ مولوی اے۔ کے۔ فضل الحق نے پیش کی اور مسلم اقلیتی صوبے یو۔ پی کے رہنما چودھری خلیق الزماں نے اس کی تائید کی اور پھر دوسرے بہت سے نمایاں قائدین نے اس کی حمایت کی جن کا تعلق مختلف صوبوں سے تھا۔ یہ قرارداد 24 مارچ 1940ء کو خوشی اور مبارک باد کے نعروں کے ساتھ اتفاق رائے سے منظور ہوگئی۔

قراردادِ پاکستان کی تائید:

اس قرارداد کی تائید سب سے پہلے چودھری خلیق الزماں نے کی۔ اس کے بعد دوسرے اہم رہنماؤں نے بھی اس کی حمایت کا بھرپور اعلان کیا۔

قائداعظم کا صدارتی خطبہ:

قائداعظم محمد علی جناح نے 22 مارچ 1940ء کو بعد نماز جمعہ اقبال پارک لاہور میں اپنی صدارتی تقریر میں مسلمانوں کیلئے علیحدہ مملکت کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’قومیت کی ہر تعریف کے مطابق مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ان کے پاس اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہونی چاہیئے‘‘

ہندوؤں کا ردعمل:

توقع کے عین مطابق یہ قرارداد ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کی تنقید کا نشانہ بنی۔ ہندو پریس نے قرارداد کی مذمت میں ان گنت اداریے لکھ مارے۔

قراردادِ پاکستان کی اہمیت:

قرارداد پاکستان جدوجہدِ آزادی کا نقطۂ آغاز تھا کیوں کہ اس میں دو قومی نظریہ کی بنیاد پر نہ صرف مسلمانوں کو ایک عظیم مقاصد رکھنے والی قوم ثابت کر دیا گیا تھا بلکہ ان کے اکثریتی علاقوں میں بھی ایک جیسی دستوری اصلاحات نافذ کرنے کی بات کی گئی تھی۔ اس کے بعد قیام پاکستان کیلئے مکمل طور پر راہ ہموار ہوگئی کیوں کہ مسلمانوں کے سماجی قوانین اور سیاست میں سوجھ بوجھ نکھر کر سامنے آنے لگی جس کی بنیاد پر مسلم لیگ ایک فعال جماعت میں تبدیل ہوگئی اور اس نے متفقہ طور پر ایک مقصد کے حصول کیلئے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ مسلمان ایک فیصلے پر پوری طرح متفق ہو چکے تھے اس لئے ان کی جدوجہد میں بھی نمایاں تیزی آ گئی تھی جس نے حصول پاکستان کیلئے راہ ہموار کی۔

JOIN
FOR
MORE!!!

☆......☆......☆

سوال: کرپس مشن پر نوٹ تحریر کریں۔

کرپس مشن ۱۹۴۲ء

Cripps Mission 1942

تعارف:

1942ء کے شروع میں جاپانی فوجیں انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور اور برما پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ برما پر قبضے کے بعد ہندوستان پر جاپانی حملے کا خطرہ بہت بڑھ گیا تھا اور اس حملے کے سدباب کے لیے عوامی حمایت ضروری تھی۔ ان حالات میں ہندوستان کے سیاسی تعطل کو ختم کرنے اور برطانیہ کیلئے سازگار فضا پیدا کرنے کیلئے برطانوی حکومت نے مارچ 1942ء میں سر اسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا۔

کرپس مشن کی تجاویز:

ایک ہفتے تک سر کرپس نے کانگریس، مسلم لیگ اور دوسری اہم سیاسی جماعتوں کے عمائدین سے تبادلۂ خیال کرنے کے بعد 29 مارچ 1942ء کو درج ذیل تجاویز پیش کیں:

☆...... جنگ کے اختتام پر آئین کی تیاری کے لئے ایک منتخب شدہ آئین ساز اسمبلی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆...... جنگ کے دوران کسی قسم کی آئینی تبدیلی عمل میں نہ لائی جائے گی۔

☆...... ملک کے دفاع کی تمام ذمہ داری حکومتِ برطانیہ کے پاس رہے گی۔

☆...... نیا آئین وفاقی طرز کا ہوگا جس میں اقلیتوں کی نگہداشت کی جائے گی۔

☆...... وائسرائے کی انتظامی کونسل سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔

☆...... ان تجاویز کو مکمل طور پر قبول یا مسترد کیا جا سکتا ہے۔ان میں ترامیم کی گنجائش نہیں۔

ان تجاویز میں اگرچہ پاکستان کو جزوی طور پر تسلیم کیا گیا تھا اور قومی حکومت کو محدود اختیارات تفویض کیے گئے تھے لیکن اس کا مقصد ہندوستان میں ایک یونین قائم کرنا تھا۔اس لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔

☆......☆......☆

سوال: لارڈ ویول کا منصوبہ بیان کریں۔

لارڈ ویول کا پلان ۱۹۴۵ء
Lord Wavell's Plan 1945

تعارف:

20 اکتوبر 1942ء کو لارڈ ویول نے وائسرائے کا عہدہ سنبھال کر ہندوستان کے سیاسی بحران کے خاتمے کیلئے کوششیں شروع کیں۔چنانچہ سیاسی بحران کے خاتمے کیلئے 14 جون 1945ء کو اپنے پلان کا اعلان کیا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

منصوبے کے اہم نکات:

اس پلان کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆...... وائسرائے کی انتظامی کونسل کی از سر نو تشکیل کی جائے گی اور اس میں ہندوستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں کو متوازی نمائندگی حاصل ہوگی۔

☆...... مسلمانوں اور اونچی ذات کے ہندوؤں کو کونسل میں مساوی نمائندگی دی جائے گی۔

☆...... صوبوں میں گورنر راج ختم کر کے ذمہ دار حکومتیں قائم کی جائیں گی۔

☆...... انتظامی کونسل کے تمام اراکین ہندوستانی ہوں گے،سوائے وائسرائے اور وزیر جنگ کے، جو انگریز ہوں گے۔

☆...... انتظامی کونسل کو عبوری حکومت کی حیثیت سے مکمل اختیارات حاصل ہوں گے۔

☆......☆......☆

سوال: شملہ کانفرنس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

شملہ کانفرنس
Simla Conference

تعارف:

25 جون 1945ء کو لارڈ ویول نے اپنے منصوبے کی منظوری کیلئے شملہ میں واقع اپنی کوٹھی پر تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کی ایک کانفرنس طلب کی۔اس کانفرنس میں مسلم کی رہنمائی قائداعظم نے کی۔شملہ کانفرنس میں طے پایا کہ وائسرائے کی انتظامی کونسل میں مسلمانوں کے پانچ ممبران شامل ہوں گے۔قائداعظم وائسرائے کی انتظامی کونسل کے پانچوں مسلمان ممبران کی نامزدگی کا حق مسلم لیگ کو دلانا چاہتے تھے اور کسی سرکار پرست یا کانگریس کے پٹھو کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق دینے کیلئے تیار نہ

تھے۔کانگریس،اورخودوائسرائے اس کیلئے تیارنہ ہوئے۔چنانچہ شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔

شرکائے کانفرنس:

اس کانفرنس میں شرکت کیلئے صوبائی وزرائے اعلیٰ، مرکزی قانون ساز مجلس کے نمائندوں سمیت مسلمانوں اور ہندوؤں کے رہنماؤں کو دعوت دی گئی۔مسلم لیگ کی نمائندگی قائداعظم نے کی جبکہ کانگریس کی نمائندگی کے لیے مولانا ابوالکلام آزاد کو گاندھی کی سفارش پر مدعو کیا گیا۔

کانفرنس میں قائداعظم کا موقف:

شملہ کانفرنس میں قائداعظم نے اپنا موقف واضح کیا کہ وہ وائسرائے کی انتظامی کونسل کے پانچوں مسلمان ممبران کی نامزدگی کا حق مسلم لیگ کو دلانا چاہتے ہیں۔

حکومت اور کانگریس کا موقف:

حکومت وائسرائے کی انتظامی کونسل میں مسلمانوں کو نمائندگی دینے پر تو تیار تھی لیکن مسلم ممبران کی نامزدگی کا حق اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔اس موقف پر کانگریس نے حسب روایت لارڈ ویول کا بھرپور ساتھ دیا۔چنانچہ کانگریس اور خود وائسرائے مسلم ممبران کی نامزدگی کا حق مسلمانوں کو دینے پر راضی نہ ہوئے۔

کانفرنس کی ناکامی:

اس کانفرنس کی ناکامی دراصل کانگریس اور حکومت کی ہٹ دھرمی تھی،اس کی اصل وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت تسلیم نہیں کیا گیا۔
۲۔ وائسرائے کی انتظامی کونسل کے مسلم ممبران کی نامزدگی کا حق مسلم لیگ کو نہیں دیا گیا۔
۳۔ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دینے سے انکار کیا گیا۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

بیانیہ جواب کے سوالات

دوقومی نظریہ

Two Nation Theory

نظریہ کی تعریف:

مشہور فلسفی جارج کراس نے نظریہ کی یہ تعریف کی ہے:

''عام نظریات کا کوئی ضابطہ یا کوئی ایسا پروگرام جس کی بنیاد فکر اور فلسفہ پر ہو۔''

ہم جامع الفاظ میں نظریہ کی یہ تعریف کر سکتے ہیں:

''کسی ملک کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی معاملات کا ایک ایسا لائحہ عمل جو واقعات اور حقائق کی روشنی میں کسی قوم کا نصب العین بن جائے۔''

JOIN FOR MORE!!!

اس تعریف کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے عصرِ حاضر تک اس روئے زمین پر جتنی بھی قومیں وجود میں آئیں ان کے وجود میں دو اہم نظریات کارفرما ہیں:

(۱) اسلامی نظریاتی قومیت (۲) غیر اسلامی نظریاتی قومیت

دوقومی نظریہ کا مفہوم:

دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں انسانوں کے دو گروہ یا دو قومیں آباد ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرتا ہے اور دوسرا گروہ وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔

ایشیاء میں دوقومی نظریہ سے مراد یہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں دو بڑی قومیں آباد ہیں: مسلمان اور ہندو، اگرچہ یہ دونوں قومیں کئی سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں لیکن مدغم ہرگز نہ ہوسکیں۔

قومیت کی بنیاد:

قومیت کی بنیاد دو چیزوں پر ہوتی ہے:

(۱) رنگ و نسل (۲) مذہب

جہاں بھی قومیت کا تصور پیش کیا جائے وہ ان دو میں سے کسی ایک پر ہی مبنی ہوتا ہے۔ وہ قومیت جس کی بنیاد رنگ و نسل پر ہو اس کو ہمارا مذہب بھی برا سمجھتا ہے اور ہماری ثقافت بھی اسے تحسین کی نگاہوں سے نہیں دیکھتی۔ علامہ اقبال نے بھی اسی قومیت کے بارے میں فرمایا تھا:

ع: قومیت، اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

یہاں قومیت سے مراد وہ قومیت ہے جس کی بنیاد مذہب پہ ہو نہ کہ رنگ و نسل پہ، یعنی مسلم اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں اور ان میں وجہ امتیاز رنگ و نسل ہے نہ آباؤ اجداد، علاقہ ہے نہ خاندان، بلکہ دونوں قوموں کے درمیان جو دیوار ہے وہ مذہب کی دیوار ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پہ انحصار قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

☆......مذہبی فرق:

ہندواور مسلمان دوالگ الگ مذاہب کے پیروکار ہیں۔اسلام توحیداورانسانی برابری کا درس دیتا ہے۔مسلمان ایک خدااور ایک رسولﷺ کے ماننے والے ہیں اوراپنی زندگی کے ہر شعبے کیلئے قرآن پاک سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

دوسری طرف ہندومختلف نظریات سے مرکب تہذیب کے پرستار ہیں۔ان کے معاشرے میں انسان کومختلف طبقوں میں تقسیم کرکے ذات پات کے اختلافات کوہوادی جاتی ہےاورزندگی گزارنے کانہایت تنگ دستور ہے۔

☆......ثقافتی فرق:

مسلمان اسلامی تہذیب کے پیروکار ہیں جبکہ ہندواپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں مردوں کوجلایا جاتا ہے جبکہ مسلمان اپنی میّتوں کوزیرزمین دفن کرتے ہیں۔گائے ہندوؤں کے نزدیک احترام خداوندی کے لائق و مستحق ہے جبکہ مسلمان سنت ابراہیمی کوادا کرتے ہوئے ذبح کرتے ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......معاشرتی فرق:

برصغیر کی دوالگ قومیں ہندواور مسلم اپنے اپنے معاشرتی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔لباس،خوراک،طریقۂ زندگی،گھروں کی تعمیر،آداب وتسلیم کے انداز،غرض سب کچھ ہی جداجدا ہے۔

☆......تعلیمی فرق:

ہندو تعلیم کے میدان میں بہت آگے اور جدید تعلیم سے آراستہ تھےکیونکہ انہوں نے انگریزی اور جدید تعلیم کو بہت جلد اپنے معاشرے کا حصہ بنایا جبکہ مسلمان جدیداورانگریزی تعلیم سے ناآشنا تھے۔اس تعلیمی فرق نے دونوں اقوام کی معاشی صورتحال پر گہرا اثر ڈالا۔

☆......سیاسی فرق:

دونوں اقوام ہندواور مسلم کے سیاسی اختلاف نے دوقومی نظریہ کے وجوداورارتقاء میں اہم کردارادا کیا۔

☆......زبان کا فرق:

ہندواور مسلم دوالگ الگ زبانیں بولنے والی اقوام ہیں۔مسلمان اردو بولتے ہیں جو فارسی (عربی) رسم الخط میں لکھی جاتی ہے، جبکہ ہندو ہندی زبان کے بولنے والے ہیں جو دیوانگری (سنسکرت) رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ 1867ء میں بنارس کے ہندوؤں کی جانب سےاردو کے خلاف چلائی گئی تحریک نے دونوں اقوام کی زبانوں کےفرق کوواضح کیا۔

سرسید احمد خان۔دوقومی نظریہ کے بانی:

سرسید احمد خان نے ایک ایسے وقت میں ہوش سنبھالا جب مسلمان پسماندگی کا شکار تھے اور مسلمانوں کو ہر طرح سے پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔انگریزاور مسلمانوں میں بنیادی فرق تعلیم کا تھا۔انگریز تعلیم یافتہ تھے جبکہ مسلمان تعلیم سے بے بہرہ۔سرسید احمد کو یہ احساس ہوااورانہوں نے مسلمانوں کوتعلیمی میدان میں ترقی دینے کی ٹھانی،اوراس کے لئے انہوں نے تاریخی ''علی گڑھ'' کی بنیاد رکھی۔1867ء سے پہلے تک سرسید مسلم ہندواتحاد کے لئے کوشاں تھے،مگراردو ہندی تنازعے کے بعدان کو ہندو کی تنگ نظری اور

متعصّبانہ نظریات کا علم ہوا اور انہوں نے سب سے پہلے دوقومی نظریہ کا نعرہ بلند کیا۔اس لحاظ سے ہم سرسید احمد کو دوقومی نظریہ کا بانی اور موجد کہہ سکتے ہیں۔

دوقومی نظریہ علامہ اقبال کی نظر میں:

شاعرِ مشرق ،مفکرِ پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے دسمبر 1930ء کو آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس ایک تاریخی خطبہ پیش کیا جو آج بھی ''خطبہ الٰہ آباد'' کے نام سے مشہور ہے۔اس میں انہوں نے کہا:

> ''ہندوستان میں بہت سے فرقے بستے ہیں جو لسان اور ثقافتی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا اپنا رہن سہن اور اپنی عظیم تہذیب ہے جو انہیں باقی ماندہ قوموں سے ممتاز کرتی ہے۔ ہم نے ہندوستان میں اپنی حکومت کو مذہب سے بیگانہ ہو کر کھو دیا اب ایسی غلطی نہیں کریں گے۔''

اقبالؒ نے مزید فرمایا:

> ''میری دلی تمنا ہے کہ پنجاب ،شمال مغربی سرحدی ،صوبہ بلوچستان اور سندھ کو ملا کر ایک الگ مملکت قائم کی جائے۔خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ میں رہے یا علیحدہ ،بہرحال خودمختار ہونی چاہئے اور اب اسی متحدہ مملکت کی تعمیر مسلمانوں کا اہم مسئلہ ہے''

اقبالؒ نے مزید فرمایا:

JOIN FOR MORE!!!

اٹھ! کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے   مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے ہندوستان والو!   تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

دوقومی نظریہ چوہدری رحمت علی کی نظر میں:

چوہدری رحمت علی نے 28 جنوری 1933ء کو ایک کتابچہ ''اب یا کبھی نہیں'' (Now or Never) شائع کیا۔اس کتابچے میں انہوں نے لکھا کہ ہندوستان کے پانچ شمال مغربی صوبوں کی کل آبادی 4 کروڑ ہے جن میں سے 3 کروڑ مسلمان ہیں۔اس لئے ان مسلمانوں کے لئے ایک آزاد ریاست ہونا چاہئے جو پنجاب ،سرحد ،کشمیر ،سندھ اور بلوچستان پر مشتمل ہو اور اسے پاکستان کہا جائے، جس کا مطلب ہے پاک لوگوں کی سرزمین یعنی روحانی طور پر پاکیزہ اور صاف ستھرے۔

دوقومی نظریہ قائداعظم کی نظر میں:

قائداعظم نے 22 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں دوقومی نظریہ کے حوالے سے فرمایا:

> ''اسلام اور ہندومت دو مذاہب نہیں بلکہ حقیقت میں یہ دو معاشرتی نظام ہیں۔اسلئے اس خواہش کو خواب و خیال ہی تصور کرنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تشکیل دے سکیں گے...... یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے ،نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا تعلق دو مختلف تہذیبوں سے ہے، جو بنیادی طور پر متصادم خیالات اور تصورات پر مبنی ہیں۔''

قائداعظم نے مزید فرمایا:

’’قومیت کی ہر تعریف کے مطابق مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور ان کے پاس اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہونی چاہیے‘‘

دوقومی نظریہ کی اہمیت:

دوقومی نظریہ کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ یہی وہ نظریہ ہے جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی، نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا:

لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان

قائداعظم کی مخلص، ولولہ انگیز اور ایمان دارانہ قیادت کے سامنے تمام باطل قوتوں کو جھکنا پڑا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے منصۂ شہود پر ابھرا۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

نظریۂ پاکستان

Ideology of Pakistan

نظریہ کی تعریف:

مشہور فلسفی جارج کراس نے نظریہ کی یہ تعریف کی ہے:

’’عام نظریات کا کوئی ضابطہ یا کوئی ایسا پروگرام جس کی بنیاد فکر اور فلسفہ پر ہو۔‘‘

ہم جامع الفاظ میں نظریہ کی یہ تعریف کر سکتے ہیں:

’’کسی ملک کے معاشی، معاشرتی اور سیاسی معاملات کا ایک ایسا لائحہ عمل جو واقعات اور حقائق کی روشنی میں کسی قوم کا نصب العین بن جائے۔‘‘

اس تعریف کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے عصرِ حاضر تک اس روئے زمین پر جتنی بھی قومیں وجود میں آئیں ان کے وجود میں دو اہم نظریات کارفرما ہیں:

(ا) اسلامی نظریاتی قومیت (۲) غیر اسلامی نظریاتی قومیت

نظریۂ پاکستان کی وضاحت:

نظریۂ پاکستان کوئی نیا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ وہی نظریہ ہے جس کی بنیاد محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال پہلے رکھی تھی اور ہجرت کے بعد اسی کے مدار پر مدینہ میں ایک اسلامی ریاست قائم کی تھی۔ دراصل پاکستان کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ اسلام۔ اس طرح پاکستان کے تصور اور نظریہ کیلئے کسی مقام کی قید نہیں ہے بلکہ اس کیلئے اسلامی نظریہ حیات کی ضرورت ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا:

’’نظریۂ پاکستان کی بنیاد اس دن پڑ گئی تھی جس دن ہندوستان کا پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا‘‘

نظریۂ پاکستان کے بنیادی عنصر:

نظریۂ پاکستان کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جنہیں نظریہ پاکستان کے ارکان یا بنیادی عنصر کہا جا سکتا ہے۔ وہ پانچ چیزیں

مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسلام:

تحریکِ پاکستان کے دوران ایک معروف نعرہ تھا کہ **”پاکستان کا مطلب کیا، لاالٰہ الا اللہ“**۔ گویا پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور یہ ملک اسلئے قائم کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکیں۔ اسلام اور پاکستان کا باہمی رشتہ وہی ہے جو انسانی جسم کا روح کے ساتھ ہے۔ قائد اعظم نے ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ”ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کے ایک ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔“

(۲) دوقومی نظریہ:

پاکستان کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو ہندومت کے تسلط سے نجات دلانا تھا۔ اس تناظر میں دوقومی نظریہ ہی وہ نظریہ ہے جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی، نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں جو کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں، لہٰذا مسلمانوں کو الگ ریاست دی جائے جہاں وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

JOIN FOR MORE!!!

(۳) خطۂ ارضی:

نظریۂ پاکستان کا دوسرا مخصوص عنصر خطۂ ارضی ہے۔ سرزمینِ پاکستان، نظریہ پاکستان کا جسمی تشخص ہے۔ اس کی علاقائی سالمیت کو نقصان پہنچانا دراصل نظریۂ پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے۔ چوہدری رحمت علی لفظ پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پاکستان فارسی اور اردو دونوں زبانوں کا لفظ ہے، جو ہندوستان کے پانچ شمال مغربی صوبوں کے حروف سے مرتب کیا گیا ہے۔ پ، پنجاب کی۔ ا، افغانیہ (خیبر پختونخواہ) کی۔ ک، کشمیر کی۔ س، سندھ کی اور تان، بلوچستان کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے پاک لوگوں کی سرزمین یعنی روحانی طور پر پاکیزہ اور صاف ستھرے۔“

(۴) جمہوریت:

جمہوریت، جمہور سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے ”عوام یا قوم“، پاکستان کا قیام جمہوری طریقہ کار کے مطابق عمل میں آیا۔ مختلف صوبائی اسمبلیوں کے ارکان نے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ پاکستان کی تخلیق اجتماع امت اور جمہوری فیصلے کی بڑی ہی خوبصورت مثال ہے۔ اس کی بقاء، ترقی اور خوشحالی کا راز بھی اسی جمہوریت میں پنہاں ہے۔

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نظریۂ پاکستان کی ان دونوں بنیادوں یعنی اسلام اور جمہوریت پر ناقابلِ شکست یقین رکھتے ہیں۔

(۵) اردو زبان:

1867ء میں کچھ ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو رائج کرنے کی تحریک چلائی، اور فارسی رسم الخط کی جگہ دیوا نگری (ہندی) رسم الخط کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مخالفت کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ فارسی رسم الخط عربی رسم الخط کے مشابہ تھا اور عربی مسلمانوں کی، قرآن و حدیث کی زبان ہے۔ سر سید احمد خان اس سے پہلے تک ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے مگر اس تحریک کے

بعدان پر ہندو کی تنگ نظری اور تعصب کھل کر سامنے آیا اور تب انہوں نے دو قومی نظریہ کا نعرہ لگایا۔اور اس بات کا اعلان کیا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔اس لحاظ سے نظریۂ پاکستان میں اردو زبان کا کردار بہت کلیدی ہے۔

نظریۂ پاکستان اور علامہ اقبال:

مفکرِ پاکستان علامہ اقبال نے جس مملکت کا خواب دیکھا تھا وہ ایک مکمل اسلامی ریاست تھی۔اور اقبال کا مقصد ایک ایسی ریاست قائم کرنا تھا جس میں بسنے والے دو باتوں کو اپنے پلو باندھنے والے ہوں،ایک اسلام اور دوسرا بھائی چارگی۔علامہ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں میں نہ صرف فلسفہ اور ادب کی مدد سے سیاسی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ تحریک پاکستان میں بھی فعال شرکت کی۔انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر　　　خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پہ انحصار　　　قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

JOIN FOR MORE!!!

نظریۂ پاکستان قائداعظم کی نظر میں:

تحریک پاکستان کے سلسلے میں قائداعظم کی خدمات نظریۂ پاکستان کی عملی تفسیر ہیں۔آپ کی مسلم لیگ میں شمولیت، میثاق لکھنؤ کا کارنامہ، چودہ نکات، قرارداد پاکستان اور 1937ئاور 1946ء کے انتخابات نظریۂ پاکستان کے مختلف نام ہیں۔قائد نے گاندھی جی کے نام تحریر کیا:

”ہمارا عقیدہ ہے اور ہم اسی پر قائم ہیں کہ قومیت کی کسی بھی تعریف اور معیار کی رو سے مسلمان اور ہندو دو الگ قومیں ہیں، ہماری قوم دس کروڑ افراد کی قوم ہے۔مزید برآں ہم اپنے مخصوص تمدن، تہذیب، زبان، ادب، فنونِ لطیفہ، تعمیرات، اسماء، رسم ورواج غرضیکہ ہر اعتبار سے ہمارا ایک جداگانہ تصورِ حیات ہے۔“

نظریہ پاکستان کی اہمیت:

مسلمانوں اور دنیا کی دوسری اقوام کے اصولوں میں یہ فرق ہے کہ قومیت کا اسلامی تصور دوسری قوموں کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ہماری قوم کا اصل مقصد اشتراکِ زبان یا اشتراکِ وطن نہیں ہے، بلکہ ہم وگ اس برادری سے تعلق رکھتے ہیں جو محسنِ انسانیت، ہادیٔ عالم حضرت محمدﷺ نے قائم کی ہے اور جس کیلئے ہمارے اپنے عقائد اور نظریاتِ زندگی ہیں۔اس لئے انہیں ایک علیحدہ خطۂ زمین کی ضرورت ہے جہاں وہ اپنی زندگی اسلامی تصورِ حیات کے مطابق گزارنے میں آزاد ہوں۔

☆......☆......☆

نظریہ پاکستان قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں

Ideology of Pakistan in the light of Quaid-e-Azam's Sayings

ابتدائیہ:

قائداعظم محمد علی جناح برصغیر کی ملت اسلامیہ کے محسن اعظم اور پاکستان کے بانی ہیں۔شروع شروع میں محمد علی جناح بھی سر سیداور علامہ اقبال کی طرح متحدہ قومیت یا ہندوستانی قوم پرستی کے حامی تھے۔لیکن بعد میں ہندوؤں کی بعض غیر منصفانہ سرگرمیوں کے باعث قائداعظم کے خیالات میں تبدیلی آئی اور وہ دوقومی نظریہ کے سخت ترین مبلغ بن گئے۔انہوں نے اس بنیاد پر ایک خودمختار ریاست کی طرف پیش قدمی کی اور پاکستان کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

دوقومی نظریہ:

قائداعظم نے اخبار''ٹائم اینڈ ٹائیڈ (Time and Tide)'' کے مضمون میں دوقومی نظریہ کی تفصیلی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

> ''ہندومت اور اسلام دو ممتاز اور مختلف تہذیبیں پیش کرتے ہیں اور مزید برآں دونوں یورپ کی اقوام کی طرح نسلاً، رسم ورواج اور طرز زندگی میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔''

JOIN FOR MORE!!!

کانگریسی وزارتوں کا رویہ:

دسمبر 1938ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ پٹنہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کانگریسی وزارتوں اور گاندھی جی کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

> ''کانگریسی وزارتوں کی مسلمانوں کے ساتھ ناانصافیاں مظالم سے کسی صورت میں کم نہیں ۔لیکن مسلمان ان سے مرعوب نہیں ہوں گے۔مسلمانوں اور مسلم لیگ کی حامی اور مددگار صرف اور صرف مسلم قوم ہے''

جمہوریت:

مارچ 1940ء میں علی گڑھ یونی ورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے جمہوریت کے بارے میں فرمایا:

> ''مجھے بتایا گیا ہے کہ میں اسلام کو نقصان پہنچانے کا مرتکب ہوا ہوں کیونکہ اسلام جمہوریت کی تلقین کرتا ہے مگر جہاں تک مجھے اسلام کا علم ہے وہ ایسی جمہوریت کی وکالت نہیں کرتا جو غیر مسلم اکثریت کو مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے۔ہم کوئی ایسا نظام حکومت قبول نہیں کرسکتے جس کی رو سے ایک غیر مسلم اکثریت تعداد کی بنا پر ہم مسلمانوں پر حکومت کرے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنائے۔''

قرآن پاک کی اہمیت:

26 دسمبر 1943ء کو کراچی میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے قرآن پاک کی طرف

رجوع کرنے کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی:

’’وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔ وہ رشتہ، وہ چٹان اور لنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول اور ایک امت یہی ہمارا نعرہ ہے۔‘‘

پاکستان کا مفہوم:

18 جون 1945ء کو قائداعظم نے پشاور میں مسلمان طلباء سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے مفہوم کے بارے میں فرمایا:

’’پاکستان کا مطلب یہی نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے آزادی چاہتے ہیں۔ اس سے حقیقی مراد مسلم نظریہ ہے جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ ہم نے صرف اپنی آزادی حاصل ہی نہیں کرنی، ہم نے اس قابل بھی بننا ہے کہ ہم اس کی حفاظت کر سکیں اور اسلامی تصورات اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔‘‘

JOIN FOR MORE!!!

رنگ و نسل کا اختلاف:

21 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ اسٹیڈیم کے جلسہ عام سے خطاب کے دوران قائداعظم نے رنگ و نسل کے امتیاز کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

’’اسلام نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ آپ خواہ کچھ بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں آپ بحیثیت مسلمان ایک قوم ہیں۔ آپ نے جو مملکت قائم کی ہے وہ کسی پنجابی، بنگالی، سندھی یا پٹھان کی نہیں ہے بلکہ آپ سب کی ہے۔ میں آپ سے کہوں گا کہ صوبائیت سے چھٹکارا حاصل کر لیجئے کیونکہ جب تک یہ زہر پاکستان کے سیاسی ڈھانچے میں موجود رہے گا آپ کبھی بھی ایک عظیم قوم نہیں بن سکیں گے اور آپ وہ سب کچھ حاصل نہ کر سکیں گے جو میری خواہش ہے کہ آپ حاصل کر لیں۔‘‘

اختتامیہ:

قائداعظم محمد علی جناح کے ان خطابات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ:

- وہ نسلی اور مذہبی امتیاز کے باوجود ایک قوم یعنی پاکستانی قوم کی تشکیل کرنا چاہتے تھے۔
- وہ قرآن پاک سے مسلمانوں کا رشتہ جوڑنا چاہتے تھے۔
- وہ ایک ایسا معاشرہ منظم کرنا چاہتے تھے جس میں جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور اجتماعی عدل کے معاشرتی اصولوں پر اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے۔

☆......☆......☆

مسلم لیگ کے قیام کے اسباب

Formation of All India Muslim league

JOIN FOR MORE!!!

پس منظر:

بیسویں صدی کے آغاز میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے مسلمانان ہند کو اپنی الگ سیاسی تنظیم بنانے کا احساس دلایا۔اگر چہ اس سے پہلے وہ سرسید احمد خان کے خیالات کے زیر اثر سیاست سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہے،لیکن رفتہ رفتہ حالات نے انہیں اپنی روش تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔خود سرسید احمد خان کی زندگی میں **''محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن''** کا قیام عمل میں آیا۔اس طرح مسلمان ذہنی طور پر عملی سیاست کیلئے تیار ہوتے جا رہے تھے۔بالآخر 1905ء میں تقسیم بنگال اور 1906ء میں شملہ وفد کے واقعات ایک طرح سے الگ تنظیم کا ابتدائیہ ثابت ہوئے۔

مسلم لیگ کے قیام کے اسباب:

30 دسمبر 1906ء کو نواب وقار الملک اور مولوی مشتاق حسین کے زیر صدارت مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔مسلم لیگ کے قیام کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اردو ہندی جھگڑا:

1867ء میں بنارس کے ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو رائج کرنے کی تحریک چلائی، اور فارسی رسم الخط کی جگہ دیوا نگری (ہندی) رسم الخط کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔اس مخالفت کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ فارسی رسم الخط عربی رسم الخط کے مشابہ تھا اور عربی مسلمانوں کی ،قرآن وحدیث کی زبان ہے۔حکومت نے اس تنازعے کا فیصلہ یہ کیا کہ ہندی کو عدالتوں میں رائج کر دیا گیا اور اردو کا درجہ پہلے سے کم تر ہو گیا۔اس فیصلے سے مسلمانوں کو علیحدہ سیاسی جماعت کی ضرورت کا احساس ہوا جو کہ مسلم لیگ کے قیام میں مددگار ثابت ہوا۔

(۲) گاؤکشی:

گاؤکشی بھی مسلم لیگ کے قیام میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہے کیونکہ مسلمان گائے کو ذبح کرتے ہیں اور مسلمانوں کا مذہب گائے کے گوشت کو حلال سمجھتا ہے جبکہ ہندو اس کی مخالفت کرتے تھے کیونکہ وہ اس کی پوجا کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہندو اور مسلمانوں میں مذہب کی بنیاد پر بھی اختلافات ہوتے تھے۔

(۳) بندے ماترم:

بندے ماترم ہندوؤں کا ترانہ ہے جس کے معنی ہیں **''ماں میں تیرے آگے جھکتا ہوں''**، یہ ترانہ بنگال کے مشہور ناول نگار بنکم چندر نے اپنے ناول ''آنند مٹھ'' میں لکھا تھا۔اس میں مسلمانوں کو ہندوؤں کا دشمن بتایا گیا تھا اور بھارت کے سپوتوں کو یہ ترغیب دی گئی تھی کہ جب تک مسلمانوں کو یہاں سے نکالا نہ جائے اس وقت تک دھرم محفوظ نہیں۔اس بات پر مسلمانوں اور ہندوؤں کے اختلافات شدت اختیار کر گئے اور اس کے جواب میں مسلمانوں نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

(۴) دوقومی نظریہ:

پاکستان کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو ہندومت کے تسلط سے نجات دلانا تھا۔اس تناظر میں دوقومی نظریہ ہی وہ نظریہ ہے جو

مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی، نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں جو کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں، لہٰذا مسلمانوں کو الگ ریاست دی جائے جہاں وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اور اس الگ ریاست کے قیام کیلئے ایک جماعت کی ضرورت تھی جو مسلم لیگ کی صورت میں پوری ہوئی۔

(۵) کانگریس کا رویہ:

کانگریس کا کہنا تھا کہ وہ ہندوؤں کی نہیں بلکہ ہندوستانیوں کی جماعت ہے جس کا مقصد ہر اس شخص کے حقوق کا تحفظ ہے جو ہندوستانی ہو۔ لیکن یہ دعویٰ صرف زبانی تھا اور حقیقت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ کانگریس کا جہاں بس چلتا وہ مسلمانوں کے خلاف کام کرتے، مسلمان کانگریس کے اس سرد رویے سے تنگ آ چکے تھے اور ایک ایسی جماعت ناگزیر ہو گئی تھی جو صحیح معنوں میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔

(۶) معاشی مسائل:

JOIN FOR MORE!!!

انگریزوں نے برصغیر پر اپنی حکومت قائم کرنے کے بعد مسلمانوں پر اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیئے، ان کی قائم کردہ صنعتوں کو تباہ کر کے ان کی جگہ جدید صنعتیں قائم کیں جس میں سے زیادہ تر ہندو اکثریتی علاقوں میں قائم کی گئیں۔ تجارتی میدان میں بھی مسلمان ہندوؤں سے بہت پیچھے رہ گئے چنانچہ ان حالات میں مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ تنظیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔

(۷) تقسیم بنگال:

یکم اکتوبر 1905ء میں انتظامی ضرورت کے تحت صوبہ بنگال کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ مشرقی بنگال مسلمانوں کے حصے میں آیا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے کیونکہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور انہوں نے مشرقی بنگال کی ترقی کیلئے اقدامات شروع کیے۔ یہ بات ہندوؤں کو ناگوار گزری اور انہوں نے بنگال کی تنسیخ کیلئے تحریک شروع کر دی اور 1911ء میں یہ تقسیم منسوخ کر دی گئی۔ مسلمان ہزار چاہتے ہوئے بھی اس تنسیخ کو نہ روک سکے جس سے مسلمان بہت دلبرداشتہ ہوئے اور انہیں ایک الگ تنظیم کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔

(۸) شملہ وفد کی کامیابی:

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے 35 مسلم عمائدین پر مشتمل ایک وفد نے 11 اکتوبر 1906ء کو شملہ میں وائسرائے لارڈ منٹو سے ملاقات کی اور اپنے مطالبات پیش کیے۔ لارڈ نے مسلمانوں کے مطالبات کا حوصلہ افزاء جواب دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ قائم ہونے والے کسی بھی انتظامی ڈھانچے میں مسلمانوں کو بطور الگ جماعت نمائندگی دی جائے گی۔

مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد:

مسلم لیگ کے مقاصد اس طرح طے کیے گئے:

☆...... برصغیر کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کے لئے جذبۂ وفاداری کو ابھارنا اور حکومت اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا۔

☆...... مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنا اور ان کی ضروریات سے حکومت کو آگاہ کرنا۔

☆...... مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام کے ساتھ تعاون کرنا۔

قائداعظم کے چودہ نکات

Jinnah's 14 Pionts

تعارف:

1928ء میں ہندو لیڈر جواہر لال نہرو نے ایک رپورٹ پیش کی، جسے ''نہرو رپورٹ'' کا نام دیا گیا۔ یہ رپورٹ مکمل طور پر مسلمانوں کے مخالف تھی۔ اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد مسلمانوں نے اسے فوری طور پر رد کر دیا۔ نہرو رپورٹ کا جواب دینے کیلئے قائداعظم نے اپنے چودہ نکات پیش کئے جن میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ چودہ نکات تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) وفاقی طرزِ حکومت:

ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت رائج کیا جائے اور باقی ماندہ اختیارات صوبوں کو حاصل ہوں۔

(۲) مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نمائندگی:

مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی (1/3) نمائندگی دی جائے۔

JOIN FOR MORE!!!

(۳) صوبائی خودمختاری:

تمام صوبوں کو یکساں صوبائی خودمختاری دی جائے۔

(۴) اقلیتوں کی مؤثر نمائندگی:

ملک کی تمام اسمبلیوں اور منتخب اداروں میں اقلیتوں کو مؤثر نمائندگی دی جائے۔

(۵) جداگانہ انتخاب:

جداگانہ انتخاب کا نظام جاری رہے۔ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اسے مخلوط طریقہ انتخاب اختیار کرنے کی اجازت دی جائے۔

(۶) مسلم اکثریتی صوبوں کا تحفظ:

سرحدوں کا ازسرِ نو تعین مسلم اکثریتی صوبوں پنجاب، بنگال، خیبر پختونخواہ میں مسلمانوں کی اکثریت پر اثر انداز نہ ہو۔

(۷) مذہبی آزادی:

ہندوستان میں بسنے والی تمام اقوام کو یکساں مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہئے۔

(۸) فرقوں سے متعلق قانون:

اگر کوئی مسودہ قانون کسی خاص فرقے (کمیونٹی) سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی ممبران اسمبلی اس مسودہ قانون کی مخالفت کریں تو اس پر غور ملتوی کر دیا جائے۔

(۹) پسماندہ علاقوں میں اصلاحات:

ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان اور خیبر پختونخواہ کے پسماندہ علاقوں میں بھی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

(۱۰) ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ:

مسلمانوں کو تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں اہلیت کی بنا پر ملازمتوں میں مناسب حصہ دیا جائے۔

(۱۱) مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کا تحفظ:

مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کا تحفظ کیا جائے اور مسلم اداروں کیلئے مناسب مالی امداد دی جائے۔

(۱۲) وزارتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی:

مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

(۱۳) سندھ کی علیحدگی:

سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے۔

(۱۴) آئین میں ترمیم:

جب تک وفاق میں شامل تمام صوبے متفق نہ ہوں اس وقت تک آئین میں ترمیم نہ کی جائے۔

حرف آخر:

قائداعظم کے چودہ نکات ان کے تدبر اور سیاسی بصیرت کی بہترین مثال ہیں۔انہوں نے ان نکات کے ذریعے مسلمانوں کا مستقبل محفوظ بنا دیا۔ ہندوؤں اور بعض قوم پرست لیڈروں کی مخالفت کے باوجود قائداعظم کے چودہ نکات ہی 1935ء کے آئین کی اساس بنے۔

☆......☆......☆

JOIN
FOR
MORE!!!

باب دوم

تاریخ پاکستان

JOIN
FOR
MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆......کرپس مشن ۱۹۴۲ء

☆......کابینہ مشن ۱۹۴۶ء

☆......۳ جون کا منصوبہ

☆......قانون آزادیٔ ہند ۱۹۴۷ء

☆......ریڈ کلف ایوارڈ

☆......سندھ طاس معاہدہ

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک کے واقعات

☆......قیام پاکستان کے مقاصد

☆......پاکستان کے ابتدائی مسائل

☆......قائداعظم کی خدمات

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ کابینہ مشن ہندوستان میں آیا:

☆ 1940ء ☆ 1943ء ☆ **1946ء** ☆ 1945ء

۲۔ 3 جون 1947ء کو برصغیر کی تقسیم کا منصوبہ انہوں نے پیش کیا:

☆ لارڈ ویول ☆ لارڈ کرزن ☆ اسٹیفورڈ کرپس ☆ **لارڈ ماؤنٹ بیٹن**

۳۔ ہندوستان چھوڑ دو تحریک انہوں نے شروع کی:

☆ قائداعظم ☆ نہرو ☆ **گاندھی** ☆ لیاقت علی خان

۴۔ دوسری جنگ عظیم اس دوران لڑی گئی:

☆ 1913-1918ء ☆ 1916-1920ء ☆ **1939-1945ء** ☆ 1940-1944ء

۵۔ پہلی جنگ عظیم اس دوران لڑی گئی:

☆ **1913-1918ء** ☆ 1916-1920ء ☆ 1939-1945ء ☆ 1940-1944ء

۶۔ مارچ 1942ء میں برطانوی حکومت کی طرف سے ہندوستان میں بھیجا گیا:

☆ **کرپس مشن** ☆ کابینہ مشن ☆ ۳ جون کا منصوبہ ☆ ویول کا منصوبہ

۷۔ بھارت کا پہلا گورنر جنرل اسے بنایا گیا:

☆ پنڈت نہرو ☆ گاندھی ☆ ابوالکلام آزاد ☆ **لارڈ ماؤنٹ بیٹن**

۸۔ پاکستان کا پہلا گورنر جنرل انہیں بنایا گیا:

☆ **قائداعظم** ☆ اسکندر مرزا ☆ خواجہ ناظم الدین ☆ لیاقت علی خان

۹۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم تھے:

☆ قائداعظم ☆ اسکندر مرزا ☆ خواجہ ناظم الدین ☆ **لیاقت علی خان**

۱۰۔ پاکستان کی آزادی کے وقت دارالحکومت بنایا گیا:

☆ لاہور ☆ **کراچی** ☆ اسلام آباد ☆ پشاور

۱۱۔ باؤنڈری (سرحدوں کی حد بندی) کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا:

☆ ماؤنٹ بیٹن ☆ اسٹیفورڈ کرپس ☆ **ریڈکلف** ☆ لارڈ کرزن

۱۲۔ باؤنڈری (سرحدوں کی حد بندی) کا فیصلہ اس نام سے مشہور ہے:

☆ کمیشن ایوارڈ ☆ بیٹن ایوارڈ ☆ **ریڈکلف ایوارڈ** ☆ نہرو ایوارڈ

۱۳۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان نہری پانی کا مسئلہ کس نے حل کروایا؟

☆ اقوام متحدہ ☆ **عالمی بینک** ☆ اسلامی سربراہی تنظیم ☆ امریکہ

۱۴۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان نہری پانی کے مسئلہ کے حل کے لئے کئے جانے والے معاہدے کا نام ہے:

☆ معاہدہ تاشقند ☆ میثاق لکھنؤ ☆ **سندھ طاس معاہدہ** ☆ شملہ معاہدہ

JOIN FOR MORE!!!

۱۵۔سندھ طاس معاہدہ اس سال ہوا:

☆ 1950ء ☆ 1955ء ☆ 1958ء ☆ **1960ء**

۱۶۔سر سید احمد خان نے شروع کی:

☆ **علی گڑھ تحریک** ☆ شدھی تحریک ☆ تحریک خلافت ☆ تحریک آزادی

۱۷۔سندھ کو بمبئی سے اس سال الگ کیا گیا:

☆ 1950ء ☆ 1940ء ☆ **1936ء** ☆ 1960ء

۱۸۔قائداعظم نے یکم جولائی 1948ء کو اس کا افتتاح کیا:

☆ نئے دارالحکومت ☆ قومی اسمبلی ☆ صوبائی اسمبلی ☆ **اسٹیٹ بینک آف پاکستان**

۱۹۔پاکستان کے پہلے صدر تھے:

☆ خواجہ ناظم الدین ☆ ایوب خان ☆ **اسکندر مرزا** ☆ لیاقت علی خان

۲۰۔ان کو شیر بنگال بھی کہا جاتا ہے:

☆ مولوی تمیز الدین ☆ **مولوی فضل الحق** ☆ خواجہ ناظم الدین ☆ لیاقت علی خان

۲۱۔یہ انڈیا کا آخری وائسرائے تھا:

☆ **ماؤنٹ بیٹن** ☆ لارڈ ویول ☆ اسٹیفورڈ کرپس ☆ ریڈکلف

۲۲۔تقسیم کے وقت حد بندی کمیشن کا سربراہ تھا:

☆ ماؤنٹ بیٹن ☆ لارڈ ویول ☆ اسٹیفورڈ کرپس ☆ **ریڈکلف**

۲۳۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن باؤنڈری کمیشن مقرر کیے:

☆ **دو** ☆ تین ☆ چار ☆ ایک

JOIN FOR MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: کرپس مشن پر نوٹ تحریر کریں۔

کرپس مشن ۱۹۴۲ء

Cripps Mission 1942

تعارف:

1942ء کے شروع میں جاپانی فوجیں انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور اور برما پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ برما پر قبضے کے بعد ہندوستان پر جاپانی حملے کا خطرہ بہت بڑھ گیا تھا اور اس حملے کے سدباب کے لیے عوامی حمایت ضروری تھی۔ ان حالات میں ہندوستان کے سیاسی تعطل کو ختم کرنے اور برطانیہ کیلئے سازگار فضا پیدا کرنے کیلئے برطانوی حکومت نے مارچ 1942ء میں سر اسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا۔

JOIN FOR MORE!!!

کرپس مشن کی تجاویز:

ایک ہفتے تک سر کرپس نے کانگریس، مسلم لیگ اور دوسری اہم سیاسی جماعتوں کے عمائدین سے تبادلۂ خیال کرنے کے بعد 29 مارچ 1942ء کو درج ذیل تجاویز پیش کیں:

☆...... جنگ کے اختتام پر آئین کی تیاری کے لئے ایک منتخب شدہ آئین ساز اسمبلی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

☆...... جنگ کے دوران کسی قسم کی آئینی تبدیلی عمل میں نہ لائی جائے گی۔

☆...... ملک کے دفاع کی تمام ذمہ داری حکومتِ برطانیہ کے پاس رہے گی۔

☆...... نیا آئین وفاقی طرز کا ہوگا جس میں اقلیتوں کی نگہداشت کی جائے گی۔

☆...... وائسرائے کی انتظامی کونسل سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔

☆...... ان تجاویز کو مکمل طور پر قبول یا مسترد کیا جاسکتا ہے۔ ان میں ترامیم کی گنجائش نہیں۔

ان تجاویز میں اگرچہ پاکستان کو جزوی طور پر تسلیم کیا گیا تھا اور قومی حکومت کو محدود اختیارات تفویض کیے گئے تھے لیکن اس کا مقصد ہندوستان میں ایک یونین قائم کرنا تھا۔ اس لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔

☆......☆......☆

سوال: کابینہ مشن کی تفصیلات تحریر کریں۔

کابینہ مشن ۱۹۴۶ء

Cabinet Mission 1946

تعارف:

مارچ 1946ء میں برطانوی حکومت نے ہندوستان کے سیاسی و آئینی مسئلے کا حل تلاش کرنے کیلئے تین وزراء پر مشتمل ایک مشن ہندوستان بھیجا۔ مشن نے 24 مارچ کو دہلی پہنچ کر ہندوستان کے قائدین سے گفت وشنید کا سلسلہ شروع کیا مگر دونوں جماعتوں

سے مذاکرات کے بعد کچھ حل نہ نکلا تو اس وفد نے اپنی طرف سے چند تجاویز پیش کیں۔

کابینہ مشن کے ممبران:

۱۔ وزیر ہند لارڈ پیتھک لارنس (سربراہ) (Lord Pethic Lawrence)

۲۔ وزیر تجارت سر اسٹیفورڈ کرپس (Sir Stafford Cripps)

۳۔ وزیر بحریہ اے وی الیگزینڈر (A. V. Alexander)

کابینہ مشن کی تجاویز:

کابینہ مشن نے بہت غور و خوض کے بعد 16 مئی 1946ء کو اپنی مرتب کردہ تجاویز کا اعلان کیا، جن میں:

☆......عبوری حکومت کا قیام

☆......صوبوں کی گروپ بندی

☆......دستور سازی

☆......الگ حکومت قائم کرنے کا اصول

JOIN FOR MORE!!!

پیش کیے گئے۔ مسلم لیگ نے اس مشن کو قبول کر لیا تھا کیونکہ گروپ بندی کی تجویز سے قیام پاکستان کا امکان ہو سکتا تھا۔ مگر بعد میں مسلم لیگ نے اسے مسترد کر دیا۔ جبکہ کانگریس نے 25 جون کو کانگریس ورکنگ کمیٹی نے پلان کے پہلے حصے کو منظور کرتے ہوئے جس کا تعلق آئین سازی سے تھا، عبوری حکومت میں برابری کی بنیاد پر شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

☆......☆......☆

سوال: ۳ جون کا منصوبہ تحریر کریں۔

۳ جون کا منصوبہ ۱۹۴۷ء

3 June Plan 1947

تعارف:

22 مارچ 1947ء کو لارڈ ویول کی جگہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے بن کر ہندوستان آیا۔ اس نے 3 جون کو تقسیم ہند کا منصوبہ پیش کیا۔ ماؤنٹ بیٹن تقریباً ایک ماہ تک ہندو، مسلم اور سکھ رہنماؤں سے ملاقاتیں کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ کابینہ مشن کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حل نہیں کیا جا سکتا اور ہندوستان کی تقسیم ضروری ہوگئی ہے اس کے بعد لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کی آزادی کا ایک پلان بنایا جس کی منظوری کے بعد 3 جون 1947ء کو اس کا اعلان کر دیا گیا تاریخ میں اسے 3 جون کا منصوبہ کہا جاتا ہے۔

منصوبہ کے اہم نکات:

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے 3 جون کے منصوبہ کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک ہندو اکثریت کا علاقہ ہوگا اور دوسرا مسلم اکثریت کا۔

(۲) صوبوں کی حد بندی ایک کمیشن کرے گا۔

(۳) برصغیر کے وہ علاقے جن کی موجودہ آئین ساز اسمبلی میں نمائندگی نہ ہو انہیں فوری طور پر فیصلہ کرنا چاہیے کہ ان کا آئین

موجودہ قانون ساز اسمبلی تیار کرے گی یا نئی قانون ساز اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہوگا۔

(۴) سندھ کی قانون ساز اسمبلی اکثریتی رائے سے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کرے گی۔

(۵) بلوچستان کا شاہی جرگہ اور میونسپل کمیٹیوں کے ارکان بلوچستان کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے۔

☆......☆......☆

سوال: **قانونِ آزادئ ہند ۱۹۴۷ء پر نوٹ تحریر کریں۔**

قانونِ آزادئ ہند ۱۹۴۷ء

Indian Act 1947

تعارف:

۳ جون کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ۴ جولائی ۱۹۴۷ء کو برطانیہ کے وزیر اعظم نے ہندوستان کی آزادی کا مسودہ پیش کیا۔ یہ مسودہ ''قانون آزادئ ہند'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس قانون کی رو سے پاکستان اور ہندوستان کو اپنی اپنی حکومتیں بنانے کی اجازت مل گئی تھی۔ ۴ جولائی کو صوبہ سرحد اور بلوچستان کے عوام نے پاکستان میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ ۸ جولائی کو ریڈ کلف، باؤنڈری کمیشن کا سربراہ بن کر ہندوستان پہنچا اور اس نے نہایات بد دیانتی سے حد بندی کے فرائض انجام دیئے۔

JOIN FOR MORE!!!

قانون کی اہم دفعات:

قانون آزادئ ہند ۱۹۴۷ء کی اہم دفعات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ برطانوی ہند کو دو آزاد ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

۲۔ برطانوی حکومت کو ان دونوں ممالک کے کسی حصے اور کسی معاملے پر عمل داری نہیں رہے گی۔

۳۔ دونوں ممالک کے قانون ساز اداروں کو اپنے اپنے ملک کیلئے قانون بنانے کا اختیار ہوگا۔

۴۔ جب تک دونوں ممالک اپنے آئین تشکیل نہیں کر پاتے اس وقت تک حکومت کا نظام قانون ہند ۱۹۳۵ء کے تحت چلے گا۔

۵۔ کمیشن کی رپورٹ کے مطابق حد بندی کی جائے گی۔

۶۔ برطانوی وزارت میں وزیر ہند کا عہدہ ختم کر دیا جائے گا۔

۷۔ اس ایکٹ نے ہندوستان پر برطانوی بالادستی اور تسلط کو ختم کر دیا۔

☆......☆......☆

سوال: **ریڈ کلف ایوارڈ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟**

ریڈ کلف ایوارڈ

Radcliffe Award

تعارف:

3 جون 1947ء کے جاری کردہ اعلان کے مطابق حکومت برطانیہ نے برصغیر کی تقسیم کے لئے ایک انگریز ماہر قانون وکیل کو

باؤنڈری کمیشن کا سربراہ بنا کر ہندوستان بھیجا جس کا نام سر سیرل ریڈکلف (Sir Cyril Radcliffe) تھا۔اس کی معاونت کے لئے ہندواور مسلمان نمائندے مقرر کئے گئے۔تقسیم کا سب سے بڑا مرحلہ بنگال اور پنجاب کے لئے تھا بنگال میں ہندواور مسلمان آباد تھے مگر کثیر آبادی مسلمانوں کی تھی۔جبکہ پنجاب کا صوبہ سکھوں اور مسلمانوں پر مشتمل تھا۔

سرحدی کمیشن:

بنگال اور پنجاب کی تقسیم کیلئے دو الگ الگ سرحدی کمیشن مقرر کیے گئے۔ ہر کمیشن میں دو نمائندے مسلم لیگ کے اور دو نمائندے کانگریس کے تھے۔یہ حضرات ہائی کورٹوں کے جج تھے۔دونوں کمیشنوں کا صدر ریڈکلف مقرر ہوا۔

ریڈکلف کی بددیانتی:

ریڈکلف نے انتہائی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم اکثریت کے بعض اہم علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے،خصوصاً بنگال میں مرشد آباد اور پنجاب میں گورداس پور کا ضلع ہندوستان کے حوالے کر کے پاکستان کے مفاد پر کاری ضرب لگائی۔گورداس پور کا ضلع کشمیر سے ملحق تھا،ریڈکلف نے یہ ضلع ہندوستان کو دے کر اسے کشمیر میں داخل ہونے کا موقع دیا۔

ریڈکلف ایوارڈ اور قائداعظم:

ریڈکلف ایوارڈ پر تبصرہ کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

”یہ ایوارڈ غیر منصفانہ،ناقابل فہم بلکہ غیر معقول ہے۔جو چکہ میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر چکا ہوں،اس لیے یہ ہم پر لازم ہے“

☆......☆......☆

JOIN
FOR
MORE!!!

سوال: سندھ طاس کا منصوبہ کیا تھا؟

سندھ طاس معاہدہ ۱۹۶۰ء

Indus Basin Treaty 1960

پس منظر:

پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے پاکستان کے علاقے کو سیراب کرنے والی کئی نہروں کے ہیڈ ورکس ہندوستان میں رہ گئے۔اس موقع پر باؤنڈری کمیشن نے دونوں حکومتوں سے وعدہ لیا تھا کہ متبادل نظام وجود میں آنے تک موجودہ نظام کو نہ چھیڑا جائے گا لیکن ہندوستان نے ضرورت کے پہلے ہی موسم گرما (اپریل 1948) میں وعدہ خلافی کی اور پانی بند کر دیا۔نہری پانی کے تنازعہ کے حل کیلئے اقوام متحدہ کے عالمی بینک کے تعاون سے پاکستان اور بھارت کے درمیان ستمبر 1960ء میں معاہدہ ہوا جسے سندھ طاس معاہدہ کہا جاتا ہے۔

سندھ طاس معاہدے کے اہم نکات:

سندھ طاس معاہدے کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

☆......اس معاہدے کی رو سے دریائے ستلج،بیاس اور راوی کے پانی کو استعمال کرنے کے مکمل اختیارات بھارت کو دے دیئے گئے۔

☆......اس معاہدے کی رو سے دریائے سندھ،جہلم اور چناب کے پانی کو استعمال کرنے کے اختیارات پاکستان کو دے دیئے گئے۔

☆......اس معاہدہ کے تحت پاکستان کو رابطہ نہروں کے ذریعے پانی فراہم کیا گیا۔

☆......اس معاہدہ کے مطابق پاکستان کو دو بڑے بند، پانچ بیراج اور آٹھ رابطہ نہریں تعمیر کرنا تھیں تا کہ بھارت کے حصے میں جانے والے دریاؤں کے پانی کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔

☆......اس معاہدہ میں یہ بھی طے پایا کہ بھارت بھی پاکستان کو ان متبادل انتظامات کے لیے سترہ کروڑ ڈالر ادا کرے گا۔

ڈیم:

اس معاہدہ کے تحت جو ڈیم تعمیر ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)منگلا ڈیم (دریائے جہلم)　　(۲)تربیلا ڈیم (دریائے سندھ)

بیراج:

اس معاہدہ کے تحت جو بیراج تعمیر کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)چشمہ بیراج　(۲)رسول بیراج　(۳)مرالہ بیراج　(۴)قادر آباد بیراج　(۵)میلسی بیراج

JOIN FOR MORE!!!

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک کے اہم سیاسی واقعات
Important Events from 1940 to 1947

تعارف:

یوں تو تحریک پاکستان کا آغاز 1867ء میں بنارس سے اٹھنے والے ہندی اردو جھگڑے سے ہو ہی چکا تھا تاہم حقیقی معنوں میں لفظ ''پاکستان'' کے ساتھ تحریک پاکستان کا آغاز 1940ء سے ہوا۔ 1940ء سے لے کر 12 اگست 1947ء تک تحریک پاکستان اور سیاسی واقعات تیز تر نظر آئے۔ ان واقعات کا ایک جائزہ مندرجہ ذیل ہے:

JOIN FOR MORE!!!

☆......قراردادِ پاکستان (۱۹۴۰ء):

22، 23 اور 24 مارچ کو لاہور کے منٹو پارک اور موجودہ اقبال پارک میں 50 ہزار مسلمانوں نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ شیرِ بنگال ''مؤمن فضل الحق'' نے قرارداد لاہور پیش کی جو دوقومی نظریہ کی عملی تفسیر تھی۔ اس قرارداد کو جسے ''قرار دادِ لاہور'' کہا جاتا ہے ہندوؤں نے قراردادِ پاکستان کا نام دیا۔

اس قرارداد میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ جغرافیائی طور پر مسلم اکثریت والے علاقوں کو ملا کر ایک آزاد مملکت بنائی جائے۔ غرض یہ کہ قراردادِ پاکستان میں واضح طور پر ایک آزاد مسلم ریاست کا تصور پیش کیا گیا ہے۔

☆......کرپس مشن (۱۹۴۲ء):

ہندوستان کے سیاسی تعطل کو ختم کرنے اور برطانیہ کیلئے سازگار فضا پیدا کرنے کیلئے برطانوی حکومت نے مارچ 1942ء میں سر اسٹیفورڈ کرپس کو چند تجاویز کے ساتھ ہندوستان بھیجا۔ ان تجاویز میں پاکستان کو جزوی طور پر تسلیم کیا گیا تھا اور قومی حکومت کو محدود اختیارات تفویض کیے گئے تھے۔ اس لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں نے کرپس تجاویز کو مسترد کر دیا۔

☆......ہندوستان چھوڑ دو تحریک (۱۹۴۲ء):

کرپس کی ناکامی کے بعد ہندوستان کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی۔ کانگریس نے حکومت پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے 8 اگست 1942ء کو ہندوستان چھوڑ دو تحریک شروع کی۔ اصل میں کانگریس اس تحریک کے ذریعے اقتدار پر جبری قبضہ کر کے قیام پاکستان کا امکان ختم کرنا چاہتی تھی۔ قائداعظم نے اس تحریک پر گہری تنقید کرتے ہوئے اسے دورخی پستول قرار دیا۔ قائداعظم کی ہدایت پر مسلمان اس تحریک سے بالکل علیحدہ رہے۔

☆......گاندھی جناح گفتگو (۱۹۴۴ء):

ستمبر 1944ء میں بمبئی میں واقع قائداعظم کے گھر پر دونوں رہنماؤں کے درمیان ۲۵ گھنٹے طویل گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو میں قائداعظم اس بات پر مُصر تھے کہ گاندھی جی پہلے لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت اور پاکستان کو تسلیم کریں اور پھر ملک کی جغرافیائی حدود اور باقی تفصیلات پر گفتگو ہو۔ اگرچہ یہ گفتگو لاحاصل رہی مگر گاندھی جی جو پہلے تقسیم کو گناہ کہہ چکے تھے اب اسے تسلیم کیے بیٹھے تھے۔

☆......لارڈ ویول کا منصوبہ (۱۹۴۵ء):

وائسرائے لارڈ ویول نے 14 جون 1945ء کو ایک نشریاتی تقریر میں سیاسی بحران کے خاتمے کیلئے اپنا منصوبہ پیش کیا۔اس منصوبہ میں کہا گیا کہ ہندوستانی رہنماؤں کی کانفرنس بلا کر نئی انتظامی کونسل تشکیل دی جائے گی جس میں وائسرائے اور کمانڈر ان چیف کے علاوہ تمام ارکان ہندوستانی ہوں گے۔کونسل میں اونچی ذات کے ہندو اور مسلمان برابر ہوں گے۔ یہ جنگ کے خاتمے تک عبوری حکومت کی حیثیت سے کام کرے گی۔صوبوں میں گورنر راج ختم کر کے جمہوری حکومتیں قائم کی جائیں گی۔

☆......شملہ کانفرنس (۱۹۴۵ء):

25 جون 1945ء کو لارڈ ویول نے اپنے منصوبے کی منظوری کیلئے شملہ میں واقع اپنی کوٹھی پر ایک کانفرس طلب کی۔اس کانفرنس میں مسلم کی رہنمائی قائداعظم نے کی۔قائداعظم وائسرائے کی انتظامی کونسل کے پانچوں مسلمان ممبران کی نامزدگی کا حق مسلم لیگ کو دلانا چاہتے تھے اور کسی سرکار پرست یا کانگریس کے پٹھو کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق دینے کیلئے تیار نہ تھے۔کانگریس،اور خود وائسرائے اس کیلئے تیار نہ ہوئے۔چنانچہ شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......عام انتخابات (۴۵-۱۹۴۶ء):

46-1945ء میں عام انتخابات منعقد کرائے گئے جس میں مسلم لیگ نے شاندار کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور مسلمانوں کا مطالبۂ پاکستان جائز ہے۔لیگ نے مسلم رائے دہندگان کی 495 میں سے 430 سیٹیں حاصل کر کے 87% ووٹ حاصل کئے تھے۔اس طرح ہمیشہ کیلئے یہ طے ہوگیا کہ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کانگریس نہیں بلکہ مسلم لیگ ہی ہے۔

☆......دہلی کنونشن (۱۹۴۶ء):

10 اپریل 1946ء کو دہلی میں قائداعظم کی زیرِ صدارت مسلم لیگ کے منتخب ممبران کا ایک کنونشن منعقد ہوا جس میں بنگال کے حسین شہید سہروردی کی تجویز پر قراردادِ لاہور میں شامل لفظ مملکتوں کو بدل کر مملکت کر دیا گیا۔کنونشن میں شریک شرکاء نے ایک حلف نامے پر دستخط کیے جس میں کہا گیا تھا کہ حصولِ پاکستان کیلئے وہ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

☆......کابینہ مشن (۱۹۴۶ء):

مارچ 1946ء میں برطانوی حکومت نے ہندوستان کے سیاسی و آئینی مسئلے کا حل تلاش کرنے کیلئے تین وزراء پر مشتمل ایک مشن ہندوستان بھیجا۔مشن نے 24 مارچ کو دہلی پہنچ کر ہندوستان کے قائدین سے گفت وشنید کا سلسلہ شروع کیا مگر دونوں جماعتوں سے مذاکرات کے بعد کچھ حل نہ نکلا تو اس وفد نے اپنی طرف سے چند تجاویز پیش کیں جن میں:

- ☆......عبوری حکومت کا قیام
- ☆......صوبوں کی گروپ بندی
- ☆......دستور سازی
- ☆......الگ حکومت قائم کرنے کا اصول

پیش کیے گئے۔مسلم لیگ نے اس مشن کو قبول کر لیا تھا کیونکہ گروپ بندی کی تجویز سے قیام پاکستان کا امکان ہوسکتا تھا۔مگر بعد میں مسلم لیگ نے اسے مسترد کر دیا۔

☆......۳ جون کا منصوبہ (۱۹۴۷ء):

22 مارچ 1947ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے بن کر ہندوستان آیا۔ اس نے 3 جون کو تقسیم ہند کا منصوبہ پیش کیا۔ اس منصوبہ کے تحت پنجاب، سندھ اور بنگال کی صوبائی اسمبلیوں نے اکثریت رائے سے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ بلوچستان کے شاہی جرگہ اور میونسپل کمیٹی کوئٹہ کے غیر سرکاری ارکان نے پاکستان کی حمایت کی۔ ضلع سلہٹ اور خیبر پختونخواہ کے عوام نے ریفرنڈم کے ذریعے پاکستان کے حق میں رائے دی۔

☆......قیامِ پاکستان (۱۹۴۷ء):

قانونِ آزادی کی بنیاد پر 14 اگست 1947ء کو برصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ ۱۴ اگست کا دن مسلمانوں کی آرزوؤں کی تکمیل، خوابوں کی تعبیر اور نصب العین کے حصول کا دن ہے۔ تحریکِ پاکستان کی کہانی ایک ایسی کہانی ہے جو نا قابل فراموش ہے۔ اس کہانی کا ہر کردار ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

قیام پاکستان کے مقاصد

Cuases of the Demand for Pakistan

پس منظر:

برصغیر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے 23 مارچ 1940ء کو علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔ یہ مطالبہ یکا یک پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کی ایک طویل تاریخ ہے۔ 1867ء سے شروع ہونے والی اس جدوجہد میں بہت سے نشیب وفراز آئے جن میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام (1906)، تحریک خلافت (1919-24) اور قائداعظم کے چودہ نکات (1929) سمیت بہت سے محرکات شامل ہیں۔ علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے 1930ء میں مسلم ریاست کا تصور پیش کیا۔ چوہدری رحمت علی نے 1933ء میں ''مسلم ریاست'' کو پاکستان کا نام دیا۔

الغرض ہندوستان میں ایک آزاد مسلم ریاست کا قیام مسلم حکومت کی عظمت رفتہ کی یاد دلاتا تھا اور یہ امکان اتنا پرکشش تھا کہ اس کی جانب عوام کی توجہ مرکوز نہ ہونا ناممکن تھا۔ اس پس منظر میں مسلم لیگ نے اپنے ستائیسویں سالانہ اجلاس، جو مارچ 1940ء میں عظیم الشان اجتماع کی صورت میں منعقد ہوا، قراردادِ تقسیم ہند منظور کی۔ ذیل میں ہم ان محرکات کا جائزہ لیں گے جن کی بنا پر برصغیر کے مسلمانوں نے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔

1- اسلامی ریاست کے قیام کی خواہش:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ وہ زندگی کے ہر شعبے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق قائم کرنے اور قائم رکھنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس وجہ سے انگریزوں کی غلامی کے تاریک دور میں برصغیر کے مسلمان اسلامی ریاست کے قیام کی زبردست خواہش رکھتے تھے۔ اسلامی ریاست کے قیام کے بغیر اسلامی قوانین کا نفاذ ناممکن تھا۔

2- دوقومی نظریہ:

پاکستان کے قیام کا مقصد مسلمانوں کو ہندو مت کے تسلط سے نجات دلانا تھا۔ اس تناظر میں دوقومی نظریہ ہی وہ نظریہ ہے جو

مطالبہ پاکستان کی بنیاد بنا۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کے تمام علاقائی، نسلی اور ملکی تفرقے مٹ گئے اور سب نے مل کر ایک ہی نعرہ لگایا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں جو کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں، لہٰذا مسلمانوں کو الگ ریاست دی جائے جہاں وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ یہی دو قومی نظریہ قیام پاکستان کے بعد نظریہ پاکستان کہلایا۔

3- مسلمانوں اور ہندوؤں کی تاریخی آویزش:

مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان آویزش اور چپقلش کا آغاز اسی دن شروع ہو گیا تھا جس دن محمد بن قاسم نے سندھ کے راجہ داہر کو شکست دے کر اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی تھی۔ انگریزوں کے دور میں بھی ہندوؤں کی مسلم دشمن سرگرمیاں جاری رہیں۔ مسلمانوں کو یہ خیال ستانے لگا کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد ہندو مسلمان بادشاہوں کے حقیقی یا فرضی مظالم کا انتقام ہم سے لیں گے۔ اس خوف نے بھی مسلمانوں کو علیحدہ وطن کے مطالبے کی طرف راغب کیا۔

4- ہندوؤں اور انگریزوں میں گٹھ جوڑ:

برصغیر میں مسلمان انگریزوں کے سیاسی حریف تھے۔ انگریزوں نے ہندوؤں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا۔ اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ ایک دن مسلمان اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو واپس لینے کیلئے جدوجہد ضرور کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے پیچھے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے بند کر دیے گئے۔ انگریزوں اور ہندوؤں سے بیزاری بھی مطالبہ پاکستان کا سبب بنی۔

JOIN FOR MORE!!!

5- ہندو مہاسبھا کی سرگرمیاں:

ہندو مہاسبھا 1900ء میں قائم ہوئی۔ پہلے پہل یہ جماعت اپنے آپ کو غیر سیاسی کہتی تھی لیکن بعد میں یہ جماعت بھی سیاست کے میدان میں کود پڑی اور اس نے جداگانہ انتخاب کی سرتوڑ مخالفت شروع کر دی۔ ہندو مہاسبھا کے اس اقدام سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان منافقت کی خلیج اور بھی وسیع ہو گئی۔ اس جماعت نے یہ دعویٰ کیا کہ:

> **''مسلمان غیر ملکی ہیں، ہندوستان کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ نہیں، اگر وہ اس کو چھوڑنا چاہیں تو خوشی سے اپنی راہ لیں۔ اگر یہاں رہنا چاہیں تو ہندو بن جائیں اور ہندو معاشرے میں اپنے آپ کو جذب کر لیں۔''**

اس کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک مملکت میں اکٹھے رہنا ناممکن تھا۔

6- اردو زبان کا تحفظ:

1867ء میں بنارس کے ہندوؤں نے اردو کی جگہ ہندی کو رائج کرنے کی تحریک چلائی، اور فارسی رسم الخط کی جگہ دیوناگری (ہندی) رسم الخط کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس مخالفت کی وجہ اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ فارسی رسم الخط عربی رسم الخط کے مشابہ تھا اور عربی مسلمانوں کی، قرآن و حدیث کی زبان ہے۔ حکومت نے اس تنازعے کا فیصلہ یہ کیا کہ ہندی کو عدالتوں میں رائج کر دیا گیا اور اردو کا درجہ پہلے سے کم تر ہو گیا۔ یہ تحریک شروع ہوئی تو بقول سر سید اس سے دونوں قوموں کی راہیں جدا ہو گئیں۔ اس لیے بابائے اردو کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ''پاکستان کی پہلی اینٹ جس نے رکھی وہ اردو زبان ہی تھی''۔

اپریل 1936ء گاندھی نے اپنے ایک خطاب میں کہا:

> **''اردو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ قرآن کے حروف میں لکھی جاتی ہے اور مسلمان بادشاہوں نے اسے پھیلایا۔ مسلمان چاہیں تو اس کو رکھیں اور چاہیں ترک کر دیں۔''**

اس طرح مطالبہ پاکستان کی وجہ یہ بھی تھی کہ اردو زبان کا تحفظ کیا جائے۔

7- مسلم ثقافتی ورثے کا تحفظ:

انگریزوں کے دورِ اقتدار میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ان کے ثقافتی ورثے سے محروم کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کر دیا۔ ان کے مذہب پر تابڑ توڑ حملے کیے۔ ان کی تہذیب وثقافت کا مذاق اڑایا اور اسے اپنے اندر جذب کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ نصاب تعلیم تبدیل کر دیا گیا اور اردو کی جگہ ہندی کو رائج کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے اپنے ثقافتی ورثے کے تحفظ کے لیے ایک الگ مملکت کی ضرورت محسوس کی جس میں وہ آزادی کے ساتھ اپنے ثقافتی ورثے کا تحفظ کر سکیں۔

8- تعصب اور تنگ نظری کی فضا سے نجات:

ہندو ایک متعصب اور تنگ نظر قوم ہے۔ برابری اور مساوات کا تصور ان کی طرزِ زندگی میں شامل نہیں ہے۔ چنانچہ ہندو مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا اپنی نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ انہیں ملیچھ (ناپاک) قرار دیتے اور مسلمانوں کو ہندوؤں کے کی کھانے پینے کی اشیاء کو چھونے تک کی اجازت نہ تھی۔ مسلمان قوم کیلئے اس تعصب اور تنگ نظری کی فضا سے نجات پانے کا صرف ایک ہی راستہ تھا وہ یہ کہ مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل علیحدہ ریاست حاصل کر لی جائے۔ لہٰذا برصغیر کے مسلمانوں نے مارچ 1940ء میں علیحدہ ریاست کا مطالبہ کر دیا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

9- اقتصادی دباؤ:

انگریز کے دورِ اقتدار میں ہندوؤں نے تجارت اور صنعت کے میدان سے مسلمان کو عملاً نکال باہر کیا۔ انہوں نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ کوئی مسلمان ان شعبوں میں اترنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ مسلمان غریب تھے اور ساتھ ہی اوٹ پٹانگ معاشرتی رسم ورواج کا شکار بھی تھے۔ انہیں اپنی رسومات کی ادائیگی کے لیے ہندو مہاجنوں سے قرضہ لینا پڑتا تھا اور پھر ساری عمر قرضہ اتارنے میں گزار دیتے تھے۔ وہ سیاسی طور پر انگریزوں کے غلام تھے اور اقتصادی طور پر ہندوؤں کے زیرِ نگیں تھے۔ ان حالات میں مسلمان اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کی اقتصادی بہتری علیحدہ وطن کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

10- کانگریسی وزارتوں کا رویہ:

کانگریس نے اپنے ڈھائی سالہ میں مسلم دشمنی پر مبنی متعدد اقدامات کیے۔ بندے ماترم، ترنگا جھنڈا اور گاندھی جی کی مورتی کو قومی سطح پر متعارف کرایا گیا۔ اردو کی جگہ ہندی زبان رائج کی اور ذبیحہ گاؤ کو ممنوع قرار دیا۔ علاوہ ازیں کانگریس راج میں بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ ان فسادات نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے لیے اور اپنی آنے نسلوں کے تحفظ کیلئے مناسب اقدام کریں۔

حرفِ آخر:

مندرجہ بالا وجوہات اور مشکلات نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے لیے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کریں۔ چنانچہ 23 مارچ 1940ء کو برصغیر کے مسلمانوں نے لاہور کے تاریخی اجتماع میں علیحدہ مملکت قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور صرف سات سال میں ہندوؤں اور انگریزوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ ساری کامیابی قائداعظم کی انتھک کوشش، خلوص اور ملی جذبہ کے تحت حاصل ہوئی۔

☆......☆......☆

پاکستان کے ابتدائی مسائل

Initial Problems of Pakistan

تعارف:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان اور ہندوستان کا مشترکہ گورنر جنرل بننا چاہتا تھا لیکن قائداعظم نے اس کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور وہ خود پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ اس کے بعد ماؤنٹ بیٹن سے جہاں تک ممکن ہوسکا اس نے پاکستان کے مفاد کو نقصان پہنچایا۔ اس لئے ابتداء ہی سے پاکستان کو کئی سنگین مسائل سے دوچار ہونا پڑا۔

پاکستان کے ابتدائی مسائل:

پاکستان کو قیام کے فوراً بعد جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

JOIN FOR MORE!!!

(۱) سرحدوں کا تعین:

3 جون کے منصوبے سے بنگال اور پنجاب کی تقسیم کیلئے دو الگ الگ سرحدی کمیشن مقرر کئے گئے۔ دونوں کمیشنوں کا صدر ایک انگریز ماہر قانون سر ریڈکلف (Sir Radcliffe) مقرر ہوا۔ ریڈکلف نے انتہائی جانب داری اور بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم اکثریت کے بعض اہم علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے جس سے وہاں کی مسلم اکثریتی آبادی کو گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

(۲) مسلم کش فسادات:

قیام پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی ہندو اکثریت والے علاقوں میں شدید مسلم کش فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پورے ملک سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے کیلئے ہندوؤں کی دو انتہا پسند تنظیموں ''ہندو مہا سبھا'' اور ''راشٹریہ سیوک سنگھ'' نے دہشت ناک کاروائیاں کیں۔ دوسری جانب سکھ آپے سے باہر ہوگئے۔ قتل عام کی باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے مسلمان مردوں کو تہ تیغ، عورتوں کی بے حرمتی اور بچوں کو نیزوں پر اچھالا گیا۔ اس عظیم کشت وخون کی بدولت ایک اندازے کے مطابق صرف مشرقی پنجاب میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمان شہید ہوئے اور تقریباً 65 لاکھ مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آئے۔

(۳) مالی اثاثوں کی تقسیم:

آزادی کے وقت ہندوستان کا کل سرمایہ چار ارب روپے تھا۔ پاکستان نے جب اپنے ایک چوتھائی (ایک ارب) روپے کا مطالبہ کیا تو ہندوستان نے 20 کروڑ سے زیادہ دینے سے انکار کر دیا۔ طویل بحث کے بعد پاکستان کا حصہ 75 کروڑ مختص ہوا جس میں سے 20 کروڑ روپے کی ادائیگی کے بعد ہندوستان نے مزید اقساط روک دیں اور یہ ڈھونگ رچایا کہ مسئلہ کشمیر حل ہوجانے کے بعد باقی اقساط ادا کی جائیں گی۔ کچھ عرصہ بعد سینٹرل بینک آف انڈیا نے 50 کروڑ روپے مزید ادا کر دیے لیکن 5 کروڑ روپے ابھی تک ادا نہیں کیے۔

(۴) افواج اور دفاعی اثاثوں کی تقسیم:

دفاعی ساز وسامان کے سلسلے میں یہ طے پایا کہ متحدہ ہندوستان کے دفاعی اثاثوں کا ایک تہائی پاکستان کو ملے گا۔ بدقسمتی سے

دفاعی ساز وسامان کے تمام ذخائر اور اسلحے کی سولہ کی سولہ فیکٹریاں جنہیں دوسری عالمی جنگ کے دوران جدید معیار پر ترقی دی گئی تھی، ہندوستان کی حدود میں واقع تھیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان کی حکومت نے فوجی ساز وسامان میں بھی پاکستان کو آٹے میں نمک کے برابر حصہ دیا۔

(۵) نہری پانی کا تنازعہ:

پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے پاکستان کے علاقے کو سیراب کرنے والی کئی نہروں کے ہیڈ ورکس ہندوستان میں رہ گئے۔ اس موقع پر سرحدی کمیشن نے دونوں حکومتوں سے وعدہ لیا تھا کہ متبادل انتظام ہونے تک موجودہ نظام کو نہیں چھیڑا جائے گا لیکن ہندوستان نے ضرورت کے پہلے ہی موسم گرما میں دوآب کی نہروں کا پانی بند کر دیا۔ اس سے پاکستان کی فصلیں پانی کو ترسنے لگیں۔ بالآخر آزادی کے 13 سال بعد سندھ طاس معاہدہ (ستمبر 1960ء) کی صورت میں نہری پانی کا مسئلہ حل ہوا۔

(۶) انتظامی مسائل:

جب پاکستان قائم ہوا تو اس وقت اس کی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی۔ ایک اچھی اور مقابلۃً بہتر انتظامیہ قائم کرنے کیلئے پاکستان کے پاس تجربہ کار اور تربیت یافتہ افراد کی کمی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تقسیم سے قبل مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں اتنی نمائندگی نہیں دی جاتی تھی جتنا ان کا حق تھا۔ ان نامساعد حالات میں قائداعظم نے قوم کی رہنمائی کی اور انہیں مایوس کن حالات سے نکالا۔ عوام بالخصوص سرکاری عملے نے قائد کی قیادت میں ہر مشکل کا مردانہ وار سامنا کیا اور جلد ہی اس مشکل پر قابو پا لیا گیا۔

JOIN FOR MORE!!!

(۷) آئینی مسائل:

قیام پاکستان کے وقت قانون آزادی ہند مجریہ 1947ء کے تحت 1935ء کے ایکٹ کو بعض ترامیم کے ساتھ عبوری آئین کے طور پر اختیار کیا گیا۔ لیکن ایک آزاد قوم کیلئے اس کے اپنے منتخب کردہ نمائندوں کا تیار کردہ آئین ناگزیر ہوتا ہے۔ اس لئے آئین ساز اسمبلی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ آئین ساز اسمبلی کو آئین مرتب کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مسائل کی وجہ سے پاکستان کو اپنا آئین بنانے میں ۹ سال کا عرصہ لگا۔

(۸) مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ:

پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بہت نازک اور اہم تھا۔ ہندوستان کی حکومت نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہندوستان سے 65 لاکھ مہاجرین کو پاکستان دھکیل دیا تاکہ پاکستان کی انتظامیہ ابتدا ہی سے مفلوج ہو جائے۔ پاکستان کی حکومت سے ستمبر 1948ء میں مہاجرین کی آبادکاری کیلئے ایک باقاعدہ وزارت قائم کی۔ مہاجرین کی آبادکاری کیلئے ہر ممکن اقدامات کیے گئے۔ قائداعظم نے ایک مالی امدادی فنڈ کے قیام کا اعلان کیا جس میں پوری قوم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس سے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑی مدد ملی۔

(۹) مسئلہ کشمیر:

کشمیر کا مسئلہ بہت اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جو ابھی تک حل نہ ہو سکا۔ کشمیر حقیقۃً پاکستان کا حصہ ہے اسلئے کہ تقسیم کے وقت کشمیر کی مکمل آبادی کا %85 حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ پاکستان ہمیشہ سے اس بات پر مُصر رہا ہے کہ کشمیریوں کے مفاد میں اس مسئلہ کو حل کیا جائے اور انہیں بنیادی حقوق میں سے ایک حق آزادی کا دیا جائے مگر ہندوستان کی سرد مہری اور ہٹ دھرمی کے سبب ابھی تک اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکالا جا سکا۔

(۱۰) قائداعظم کی رحلت:

نوزائیدہ مملکت پاکستان کو اپنے ابتدائی ایام میں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن قائداعظم کی ولولہ انگیز اور فعال قیادت کے باعث پاکستانی قوم کو بڑی سے بڑی مشکل کا سامنا کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی۔لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ابھی پاکستان کو قائم ہوئے صرف ایک سال کا قلیل عرصہ ہی گزرا تھا کہ قائداعظم 11 ستمبر 1948ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ان کی یہ بے وقت موت قوم کیلئے ناقابل تلافی نقصان اور عظیم سانحہ تھا۔خوش قسمتی سے قائد ملت لیاقت علی خان اور خواجہ ناظم الدین جیسی عظیم المرتبت شخصیات موجود تھیں جنہوں نے پاکستان کو سہارا دیا۔

☆......☆......☆

قائداعظم کی خدمات

Services of Quaid-e-Azam

JOIN FOR MORE!!!

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز!
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

مختصر حالات زندگی:

آپ 25 دسمبر 1876ء کو وزیر مینشن، کراچی، سندھ میں پیدا ہوئے، جو کہ اُس وقت بمبئی کا حصہ تھا۔آپ کا پیدائشی نام محمد علی جناح بھائی رکھا گیا۔آپ اپنے والد پونجا جناح (1857ء–1901ء) کے سات بچوں میں سے سب سے بڑے تھے۔آپ کے والد گجرات کے ایک مالدار تاجر تھے جو کہ جناح کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے کاٹھیاوار سے کراچی منتقل ہو گئے۔جناح کے دیگر بہن بھائیوں میں تین بھائی اور تین بہنیں تھیں، بھائیوں میں احمد علی، بندے علی اور رحمت علی جبکہ بہنوں میں مریم جناح، فاطمہ اور شیریں جناح شامل تھیں۔ان کی مادری زبان گجراتی تھی، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ کچھی، سندھی، اردو اور انگریزی بھی بولنے لگے۔

کراچی میں سندھ مدرسۃ الاسلام، ممبئی میں گوکل داس تیج پرائمری اسکول اور بالآخر مسیحی تبلیغی سماجی اعلیٰ درجاتی اسکول کراچی میں آپ زیرِ تعلیم رہے۔جہاں سے آپ نے سولہ 16 سال کی عمر میں میٹرک کا امتحان جامعہ ممبئی سے پاس کیا۔اسی سال 1892ء میں آپ برطانیہ کی گراہم شپنگ اینڈ ٹریڈنگ کمپنی میں تربیتی پیش نامہ کے لیے گئے۔لندن جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ نے ملازمت چھوڑ دی اور قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لے لیا اور 1895ء میں وہاں سے قانون کی ڈگری حاصل کی اور 19 سال کی عمر میں برطانیہ سے قانون کی ڈگری حاصل کرنے والے کم سن ترین ہندوستانی کا اعزاز حاصل کیا۔اس کے ساتھ سیاست میں بھی آپ کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

سیاسی زندگی کا آغاز:

1896ء میں جناح نے انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کی جو کہ اُس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت تھی۔مہاتما گاندھی کی ہندو پرست پالیسیوں نے جناح کو کانگریس چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔تاہم ابتداء میں جناح نے 1906ء میں قائم کی گئی آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرنے سے گریز کیا کیونکہ مسلم لیگ پورے ہندوستان کے بجائے صرف مسلمانوں کی نمائندہ جماعت تھی۔آخر کار 1913ء میں جناح نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔

مسلم لیگ کی رکنیت:

قائداعظم محمد علی جناح نے مولانا محمد علی جوہر اور سید وزیر حسن کے کہنے پر 10 اکتوبر 1913ء کو مسلم لیگ کی رکنیت قبول کر لی۔ تاہم دسمبر 1920ء تک آپ نے مسلم لیگ کی رکنیت کے ساتھ ساتھ کانگریس کی رکنیت بھی برقرار رکھی۔

کانگریس سے استعفیٰ:

دسمبر 1920ء میں جب کانگریس نے ناگ پور اجلاس میں اپنے طے شدہ مسلک ''دستوری طریقوں سے نظم ونسق میں اصلاح'' کے بجائے سوراج حاصل کرنے کی کوشش کی تو محمد علی جناح نے اس بنیادی تبدیلی سے اختلاف کرتے ہوئے کانگریس سے استعفیٰ دے دیا۔ یہ فیصلہ محمد علی جناح کی سیاسی بالغ نظری کا مظہر تھا۔

نہرو رپورٹ کے جواب میں چودہ نکات:

1928ء میں ہندو لیڈر جواہر لال نہرو نے ایک رپورٹ پیش کی، جسے ''نہرو رپورٹ'' کا نام دیا گیا۔ یہ رپورٹ مکمل طور پر مسلمانوں کے مخالف تھی۔ اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد مسلمانوں نے اسے فوری طور پر رد کر دیا۔ نہرو رپورٹ کا جواب دینے کیلئے قائداعظم نے اپنے چودہ نکات پیش کئے جن میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

گول میز کانفرنس میں نمائندگی:

گول میز کانفرنس کے پہلے دو اجلاسوں میں قائداعظم نے مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے موقف کو نہایت اعلیٰ طریقے سے پیش کیا۔ گو یہ تینوں اجلاس کوئی قابل قبول آئینی فارمولا پیش کرنے میں ناکام رہے لیکن جب اس کانفرنس کی تجاویز اور سفارشات کی بنیاد پر 1935ء کا ایکٹ بنا تو اس میں قائداعظم کے بیشتر مطالبات (چودہ نکات) کو تسلیم کیا گیا۔

قراردادِ پاکستان:

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم لیگ نے قائداعظم کی زیر صدارت لاہور اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش کی۔ اس قرارداد کی منظوری سے مطالبہ پاکستان یقینی صورت اختیار کر گیا۔ ہندوؤں اور کانگریس نے بہت مخالفت کی لیکن قائداعظم نے کسی کی ایک پرواہ نہ کی کیونکہ وہ خوش تھے کہ مسلمان صحیح راہ پر چل نکلے ہیں۔

جناح گاندھی گفتگو:

ستمبر 1944ء میں بمبئی میں واقع قائداعظم کے گھر پر دونوں رہنماؤں کے درمیان ۲۵ گھنٹے طویل گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو میں قائداعظم اس بات پر مُصر تھے کہ گاندھی جی پہلے لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ جماعت اور پاکستان کو تسلیم کریں اور پھر ملک کی جغرافیائی حدود اور باقی تفصیلات پر گفتگو ہو۔ اگرچہ یہ گفتگو لا حاصل رہی مگر گاندھی جی جو پہلے تقسیم کو گناہ کہہ چکے تھے اب اسے تسلیم کیے بیٹھے تھے۔

شملہ کانفرنس:

25 جون 1945ء کو لارڈ ویول نے اپنے منصوبے کی منظوری کیلئے شملہ میں واقع اپنی کوٹھی پر ایک کانفرس طلب کی۔ اس کانفرنس میں مسلم کی رہنمائی قائداعظم نے کی۔ قائداعظم وائسرائے کی انتظامی کونسل کے پانچوں مسلمان ممبران کی نامزدگی کا حق مسلم لیگ کو دلانا چاہتے تھے اور کسی سرکار پرست یا کانگریس کے پٹھو کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق دینے کیلئے تیار نہ تھے۔ کانگریس، اور خود

وائسرائے اس کیلئے تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی۔

دہلی کنونشن:

10 اپریل 1946ء کو دہلی میں قائداعظم کی زیرِ صدارت مسلم لیگ کے منتخب ممبران کا ایک کنونشن منعقد ہوا جس میں بنگال کے حسین شہید سہروردی کی تجویز پر قرار دادِ لاہور میں شامل لفظ مملکتوں کو بدل کر مملکت کر دیا گیا۔ کنونشن میں شریک شرکاء نے ایک حلف نامے پر دستخط کیے جس میں کہا گیا تھا کہ حصولِ پاکستان کیلئے وہ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

قیام پاکستان:

پاکستان کا قیام بلاشبہ قائداعظم کی سیاسی بصیرت، پراعتماد اور پرعزم قیادت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے منتشر اور پسماندہ قوم کی شیرازہ بندی کر کے اسے ایک ایسی قوت بنا دیا جس کے سامنے بالآخر کانگریس اور انگریزوں کو جھکنا پڑا اور 14 اگست 1947ء کو برصغیر کے مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

قائداعظم بحیثیت گورنر جنرل:

قائداعظم نے 15 اگست 1947ء کو بحیثیت گورنر جنرل نوزائیدہ مملکت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی۔ یہ ان کی زندگی کا مشکل ترین دور تھا۔ ایک سال کے قلیل عرصے میں پاکستان کو تنظیمی سطح پر ایک مضبوط اور مملکت کا روپ دے کر 11 ستمبر 1948ء کو اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

باب سوم

اسلامی جمہوری ریاست کا قیام

JOIN FOR MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆......قراردادِ مقاصد

☆......قراردادِ مقاصد کی اہمیت

☆......۱۹۵۶ء کا آئین

☆......۱۹۶۲ء کا آئین

☆......اسلامی نظریاتی کونسل

☆......معاہدہ تاشقند ۱۹۶۶ء

☆......سقوطِ ڈھاکہ

☆......۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......قراردادِ مقاصد

☆......۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ قراردادِ مقاصد اس سال منظور کی گئی:

☆ 1947ء ☆ 1948ء ☆ **1949ء** ☆ 1950ء

۲۔ قراردادِ مقاصد ان کی سربراہی میں منظور کی گئی:

☆ قائداعظم ☆ عبدالرب نشتر ☆ **لیاقت علی خان** ☆ ایوب خان

۳۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کے طور پر الگ ملک بنا:

☆ 1970ء ☆ **1971ء** ☆ 1972ء ☆ 1973ء

۴۔ پاکستان کا آئینی نام ہے:

☆ عوامی جمہوریہ ☆ **اسلامی جمہوریہ پاکستان** ☆ جمہوری مملکت ☆ اسلامی مملکت پاکستان

JOIN
FOR
MORE!!!

۵۔ ملک کا پہلا مارشل لاء اس سال نافذ کیا گیا:

☆ **1958ء** ☆ 1951ء ☆ 1952ء ☆ 1953ء

۶۔ ملک کا دوسرا مارشل لاء اس سال نافذ کیا گیا:

☆ 1958ء ☆ 1951ء ☆ **1969ء** ☆ 1963ء

۷۔ ملک کا تیسرا مارشل لاء اس سال نافذ کیا گیا:

☆ 1979ء ☆ **1977ء** ☆ 1975ء ☆ 1973ء

۸۔ 1965ء میں جنگ بندی کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا:

☆ سندھ طاس معاہدہ ☆ **معاہدہ تاشقند** ☆ میثاق لکھنؤ ☆ شملہ معاہدہ

۹۔ پاکستان کے واحد سویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہیں:

☆ یحییٰ خان ☆ محمد علی بوگرہ ☆ **ذوالفقار علی بھٹو** ☆ چوہدری فضل الٰہی

۱۰۔ پاکستان کا پہلا آئین اس سال نافذ ہوا:

☆ 1973ء ☆ 1961ء ☆ 1962ء ☆ **1956ء**

۱۱۔ پاکستان کا دوسرا آئین اس سال نافذ ہوا:

☆ 1973ء ☆ 1961ء ☆ **1962ء** ☆ 1956ء

۱۲۔ پاکستان کا تیسرا آئین اس سال نافذ ہوا:

☆ **1973ء** ☆ 1961ء ☆ 1962ء ☆ 1956ء

۱۳۔ جنگی قیدیوں کی رہائی کیلئے بھٹو نے بھارت سے یہ معاہدہ کیا:

☆ سندھ طاس معاہدہ ☆ معاہدہ تاشقند ☆ میثاق لکھنؤ ☆ **شملہ معاہدہ**

۱۴۔ ذوالفقار علی بھٹو کو اس سال پھانسی دی گئی:

☆ 1974ء ☆ 1975ء ☆ 1977ء ☆ **1979ء**

مختصر جواب کے سوالات

سوال: قراردادِ مقاصد ۱۹۴۹ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

قراردادِ مقاصد

Objective Resolution

تعارف:

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو جہاں دوسرے مسائل کا سامنا کرنا پڑا وہیں آئین کا مسئلہ بھی دامن گیر ہوا۔ چنانچہ 1949ء میں نوبزادہ لیاقت علی خان کے زیر قیادت ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا جس کو بنیاد بنا کر پاکستان کیلئے آئین سازی کی جانی تھی اس قرارداد کو ''قراردادِ مقاصد'' کہا جاتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

قرارداد کے اہم نکات:

قراردادِ مقاصد کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کی حاکمیت:

قراردادِ مقاصد میں کہا گیا کہ آزاد اور خودمختار پاکستان میں تمام اختیارات اور اقتدارِ اعلیٰ کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲) جمہوریت:

قائداعظم کا کہنا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست ہوگی چنانچہ قراردادِ پاکستان میں بھی یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کے اقتدار کا فیصلہ عوام کریں گے۔

(۳) اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

تمام شہریوں خصوصاً اقلیت سے تعلق رکھنے والے پاکستانی شہریوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب اور عقائد پر عمل پیرا ہونے اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

(۴) مسلم مذہبی آزادی:

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے چنانچہ پاکستان میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو مکمل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

(۵) بنیادی حقوق کی فراہمی:

پاکستان میں تمام شہریوں کو بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل، بنیادی حقوق حاصل ہوں گے اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔

(۶) آزاد عدلیہ:

آزاد عدلیہ قائم کی جائے گی۔ عدلیہ کی آزادی کا مکمل تحفظ ہوگا۔ ان کو ایسا مقام دیا جائے گا کہ وہ آزادی اور خودمختاری کے

ساتھ انصاف کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔

☆......☆......☆

سوال: **پاکستان کی دستور سازی میں قراردادِ مقاصد کی اہمیت تحریر کریں۔**

قراردادِ مقاصد کی اہمیت

Importance of Objective Resolution

قراردادِ مقاصد کی اہمیت:

پاکستان کی آئین سازی میں قراردادِ مقاصد ایک بنیادی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔اس میں اسلام کو پاکستان کے آئین کی نظریاتی اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان کے نظریاتی اصولوں اور خود نظریۂ پاکستان کو مدنظر رکھتے ہوئے قراردادِ مقاصد کی اہمیت اور افادیت محتاج بیان نہیں ہے۔قرارداد میں جن اصولوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہی دراصل پاکستان کے قیام کے حقیقی مقاصد ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

قائداعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا ہمارا مقصد تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔"

☆......☆......☆

سوال: **۱۹۵۶ء کا آئین مختصراً بیان کریں۔**

۱۹۵۶ء کا آئین

Constitution of 1956

تعارف:

1956ء کا آئین چوہدری محمد علی کی وزارتِ عظمیٰ میں دوسری آئین ساز اسمبلی نے مرتب کیا۔اس وقت کے وزیر قانون آئی آئی چندریگر نے 9 جنوری کو آئین کے مسودے کو اسمبلی میں پیش کیا۔29 فروری کو اسمبلی نے اکثریت رائے سے اسے منظور کیا۔یہ آئین 23 مارچ 1956 میں نافذ کیا گیا۔1956 کے آئین میں ایک ابتدائیہ اور 234 دفعات تھیں۔

اہم دفعات:

☆......1956ء کے آئین کے تحت پارلیمانی نظامِ حکومت متعارف کروائی گئی۔

☆......1956ء کے آئین کی رو سے مملکت کا نام "اسلامی جمہوریہ" رکھا گیا۔

☆......اس آئین کے تحت پاکستان کو وفاقی مملکت قرار دیا گیا۔

☆......تمام شہریوں کو یکساں بنیادی حقوق فراہم کیے گئے اور عدلیہ کو ان کا محافظ قرار دیا گیا۔

☆......صدر کا عہدہ سربراہِ مملکت کا تھا۔

☆......اس آئین کے تحت صدر کی مدت پانچ سال تھی۔

☆......وزیراعظم لیڈر آف دی ہاؤس کہلاتا تھا۔

☆......1956ء کے آئین کی رو سے اردو اور بنگالی کو سرکاری زبانیں قرار دیا گیا۔

☆......☆......☆

سوال: ۱۹۶۲ء کا آئین مختصراً بیان کریں۔

۱۹۶۲ء کا آئین
Constitution of 1962

تعارف:

7 اکتوبر 1958ء جنرل ایوب خان نے ملک میں مارشل لاء نافذ کیا۔ 17 فروری 1960ء کو ایوب خان نے سابق چیف جسٹس آف پاکستان محمد شہاب الدین کی سربراہی میں ایک آئینی کمیشن تشکیل دیا۔ کمیشن کے اراکین کی تعداد دس تھی۔ 29 سے 31 اکتوبر 1961ء میں گورنروں کی کانفرنس بلائی گئی۔ اس کانفرنس کی منظوری کے بعد یکم مارچ 1962ء کو نیا آئین میں نافذ کر دیا گیا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

اہم دفعات:

☆......1962ء کے آئین کے تحت صدارتی طرزِ حکومت اپنایا گیا۔

☆......1962ء کے آئین کی رو سے مملکت کا نام ''جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔

☆......اس آئین کے تحت پاکستان کا وفاق دو صوبوں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان پر مشتمل تھا۔

☆......تمام شہریوں کو یکساں بنیادی حقوق فراہم کیے گئے اور عدلیہ کو ان کا محافظ قرار دیا گیا۔

☆......اس آئین کے تحت صدر کو غیر معمولی اختیارات عطا کیے گئے تھے۔

☆......1962ء کے آئین کی رو سے بھی اردو اور بنگالی کو سرکاری زبانیں قرار دیا گیا۔

☆......☆......☆

سوال: اسلامی نظریاتی کونسل پر نوٹ تحریر کریں۔

اسلامی نظریاتی کونسل
Advisory Council of Islamic Ideology

تعارف:

اسلامی نظریاتی کونسل ۱۹۶۲ء میں ایوب خان نے قائم کی۔ اس میں علماء کرام اور ایسے لوگ شامل کئے گئے تھے جو ۱۹۶۲ء کے آئین کا جائزہ لے کر غیر اسلامی پہلوؤں کی نشاندہی کر سکیں تاکہ ملکی قانون کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جا سکے۔ اس کونسل کو ''علاقائی مشاورتی کونسل'' بھی کہتے ہیں۔

کونسل کے اختیارات:

اسلامی نظریاتی کونسل کے اختیارات یہ تھے:

۱۔ پاکستان کے دستور کا مکمل جائزہ لے کر غیر اسلامی پہلوؤں کی نشاندہی کرنا۔

۲۔ انتظامی فیصلوں کی اسلامی حیثیت کے بارے میں رائے دینا۔

۳۔ ملک کیلئے اسلامی قوانین کی روشنی میں نیا مسودہ تیار کرنا۔

۴۔ کسی مسئلے کے اسلامی پہلوؤں پر صدر مملکت کو مشورہ دینا۔

☆......☆......☆

سوال: تاشقند کا معاہدہ بیان کریں۔

معاہدہ تاشقند ۱۹۶۶ء

Tashkent Declaration 1966

JOIN FOR MORE!!!

تعارف:

معاہدہ تاشقند (Declaration of Tashkent) پاک بھارت جنگ 1965ء کے بعد 10 جنوری 1966ء کو بھارت اور پاکستان کے درمیان ایک امن معاہدہ تھا۔ جنگ بندی 23 ستمبر کو اس وقت کی عظیم طاقتوں کی مداخلت کی وجہ سے ہوگئی تھی کیونکہ خدشہ تھا کہ دوسری طاقتیں بھی اس جنگ میں شامل ہوسکتی ہیں۔

اجلاس 4 جنوری 1966ء کو مستقل تصفیہ کی کوشش کے طور پر تاشقند، ازبک سوویت اشتراکی جمہوریہ، سوویت اتحاد (موجودہ ازبکستان) میں منعقد کیا گیا تھا۔ سوویت اتحاد کے وزیر اعظم الیکسی کوسیجن بھارتی وزیر اعظم لال بہادر شاستری اور پاکستانی صدر محمد ایوب خان کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کیا۔

اعلامیہ:

کانفرنس کو بین الاقوامی طور پر ایک بڑی کامیابی کے طور پر دیکھا گیا، اور جاری اعلامیہ کو پائیدار امن کے لئے اہم پیش رفت کے طور پر دیکھا گیا۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ:

☆...... ہندوستانی اور پاکستانی افواج 25 فروری 1966ء سے پہلے، تنازعہ سے پہلے کے مقام پر واپس چلی جائیں گی۔

☆......اقوام ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گی۔

☆......اقتصادی اور سفارتی تعلقات بحال ہوں گے۔

☆......دونوں رہنما دونوں ممالک کے درمیان اچھے تعلقات کی تعمیر کی سمت میں کام کریں گے۔

حاصل نتیجہ:

معاہدے کو بھارت میں تنقید کا نشانہ بنایا گیا کیونکہ اس میں کشمیر میں کوئی جنگ کا معاہدے یا گوریلا جنگ کی کوئی بھی شق شامل نہیں تھی۔ اعلامیہ کے اگلے روز ہی بھارتی وزیر اعظم شاستری اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ لال بہادر شاستری کی موت کے بارے میں کئی سازشی نظریات ہیں۔

☆......☆......☆

سوال: مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے اسباب بیان کریں۔

سقوطِ ڈھاکہ
Separation of East Pakistan

سقوطِ ڈھاکہ کے اسباب:

مسلم دنیا کی تاریخ کے تین بڑے سانحے ہیں: سقوطِ بغداد، سقوطِ دلّی اور سقوطِ ڈھاکا۔ لیکن ان سانحوں میں سب سے بڑا سانحہ سقوطِ ڈھاکا ہے۔ اس کی چار وجوہ ہیں:

(1) سقوطِ بغداد اور سقوطِ دلّی داخلی کمزوری کا نتیجہ نہیں تھے لیکن سقوطِ ڈھاکا میں مقامی آبادی دشمن کے ساتھ کھڑی ہوگئی یا اسے ایسا کرنے پر مجبور کردیا گیا۔

(2) سقوطِ ڈھاکا میں مسلم فوجوں نے تقریباً لڑے بغیر ہتھیار ڈال دیے۔

(3) سقوطِ ڈھاکا کے نتیجے میں ہمارے 90 ہزار فوجی گرفتار ہوئے اور انہوں نے دشمن کی قید میں طویل مدت گزاری۔

(4) اس کے باوجود کہ پاکستان کا مغربی بازو پاکستان کے نام سے دنیا کے نقشے پر موجود رہا، تاہم 42 سال گزرنے کے باوجود نہ سقوطِ ڈھاکا کے ذمے داروں کا تعین ہوا اور نہ اس سلسلے میں کسی کو سزا دی گئی۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......☆......☆

سوال: ۱۹۷۳ء کے آئین کی کوئی پانچ اسلامی دفعات بیان کریں۔

۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات
Islamic Provisions in 1973 Constitution

تعارف:

1973ء کے آئین کا مسودہ 2 فروری 1973ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ 10 اپریل 1973ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر آئینی مسودہ کی منظوری دی۔ 12 اپریل 1973ء کو اس پر صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو نے دستخط کیے۔ 14 اگست 1973ء کو نیا آئین ملک میں نافذ کردیا گیا۔ 14 اگست ہی کو ذوالفقار علی بھٹو نے وزیراعظم اور چوہدری فضل الٰہی نے صدر پاکستان کے عہدوں کے حلف اٹھائے۔

۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات:

۱۹۷۳ء کے آئین میں پہلے دونوں آئینوں (1956 اور 1962) کے مقابلے میں زیادہ اسلامی شقیں رکھی گئی ہیں۔ علماء کرام اور عوامی حلقے ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی شقوں سے نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ انہیں سراہتے بھی ہیں۔ آئین کی اسلامی شقیں حسب ذیل ہیں:

1- اللہ کی حاکمیت:

تمام کائنات پر اللہ قادر مطلق کی حکمرانی ہے اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اختیارات کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کا

استعمال پاکستانی عوام کے پاس ایک مقدس امانت ہے۔

2- مملکت کا نام:

۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ 1 کے تحت **مملکت کا نام** ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا ہے۔

3- سرکاری مذہب:

اسلام کو مملکت کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے۔ سابقہ دونوں دساتیر میں یہ صراحت موجود نہیں تھی۔

4- صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا:

۱۹۷۳ء کے آئین میں صدر اور وزیر اعظم دونوں کے لئے مسلمان ہونے کی شرط عائد کی گئی ہے۔ ۱۹۵۶ء کے آئین میں صرف صدر کیلئے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی تھی۔

5- سماجی برائیوں کا خاتمہ:

عصمت فروشی، قمار بازی، نشہ آور اشیاء، ضرر رساں ادویات اور فحش لٹریچر کی اشاعت اور فروخت جیسی سماجی برائیوں کو ختم کیا جائے گا۔

JOIN FOR MORE!!!

6- احمدی۔ غیر مسلم اقلیت:

آئین میں ختم نبوت کے منکرین مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو، جو خود کو **''احمدی''** یا **''لاہوری''** پکارتے ہیں، غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

7- اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

۱۹۷۳ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

قراردادِ مقاصد

Objective Resolution

تعارف:

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کو جہاں دوسرے مسائل کا سامنا کرنا پڑا وہیں آئین کا مسئلہ بھی دامن گیر ہوا۔ چنانچہ 1949ء میں نوبزادہ لیاقت علی خان کے زیر قیادت ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا جس کو بنیاد بنا کر پاکستان کیلئے آئین سازی کی جانی تھی اس قرارداد کو "قراردادِ مقاصد" کہا جاتا ہے۔ لیاقت علی خانؒ نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور سردار عبد الرب نشترؒ کے ساتھ مل کر قراردادِ مقاصد مرتب کی اور آئین ساز اسمبلی نے 12 مارچ 1949ء میں اسے منظور کیا۔ قراردادِ مقاصد کو پاکستان کی آئینی تاریخ میں اہم سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں پاکستان کیلئے اسلامی آئین کی توثیق کی گئی ہے اور پاکستان کو اسلام کے عالمگیر اصولوں پر چلانے کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

قرارداد کے اہم نکات:

قراردادِ مقاصد کے چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کی حاکمیت:

قراردادِ مقاصد میں کہا گیا کہ آزاد اور خود مختار پاکستان میں تمام اختیارات اور اقتدارِ اعلیٰ کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حکمرانی کے اختیارات بھی صرف اسی کو حاصل ہیں۔ اس خدا نے ہمیں یہ ملک پاکستان عطا فرمایا ہے تاکہ ہم اس کی متعین کردہ حدود میں رہ کر عوام کے ذریعے اس کی حکومت کا نظام قائم کریں۔

(۲) جمہوریت:

قائداعظم کا کہنا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست ہوگی چنانچہ قراردادِ پاکستان میں بھی یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کے اقتدار کا فیصلہ عوام کریں گے اور جمہوری اصولوں کے مطابق جن نمائندوں کو منتخب کیا جائے گا وہی اربابِ اقتدار ہوں گے۔

(۳) وفاقی نظام:

پاکستان کا دستور وفاقی طرز کا ہوگا۔ ملک میں وفاقی نظامِ حکومت قائم کیا جائے گا جس میں صوبوں کو مقرر کردہ آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے خود مختاری حاصل ہوگی۔

(۴) اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

تمام شہریوں خصوصاً اقلیت سے تعلق رکھنے والے پاکستانی شہریوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذہب اور عقائد پر عمل پیرا ہونے اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دینے کی مکمل آزادی ہوگی۔

(۵) مسلم مذہبی آزادی:

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے چنانچہ پاکستان میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو مکمل طور پر مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ پاکستان میں مسلمانوں کو ایسے مواقع فراہم کئے جائیں گے کہ وہ اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکیں۔

(٦) بنیادی حقوق کی فراہمی:

پاکستان میں تمام شہریوں کو بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل، بنیادی حقوق حاصل ہوں گے اور بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔ معاشی امور ہوں یا قانونی معاملات ہر جگہ تمام شہریوں کو مساوی حیثیت حاصل ہوگی۔ مساوی سلوک کی ضمانت آئین کی مدد سے مہیا کی جائے گی۔

(۷) اسلامی تعلیمات:

پاکستان میں اسلامی تعلیمات پر پوری طرح عمل کیا جائے گا۔ رواداری، جمہوریت، معاشرتی انصاف اور مساوات کے تقاضے پورے کئے جائیں گے۔ مسلمان اپنی زندگی قرآن وسنت کی روشنی میں گزار سکیں گے۔

JOIN FOR MORE!!!

(۸) آزاد عدلیہ:

آزاد عدلیہ قائم کی جائے گی۔ عدلیہ کی آزادی کا مکمل تحفظ ہوگا۔ ان کو ایسا مقام دیا جائے گا کہ وہ آزادی اور خودمختاری کے ساتھ انصاف کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔

(۹) پسماندہ طبقے:

پسماندہ طبقوں کے جائز حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا جائے گا۔ پسماندہ عوام کو ترقی کے مواقع فراہم کئے جائیں گے اور ترجیحی بنیادوں پر خصوصی مراعات حاصل ہوں گی۔

(۱۰) مملکت کا دفاع:

پاکستان میں شامل تمام علاقوں، فضائی حدود اور علاقائی سمندری حدود کی حفاظت کا مناسب اور اطمینان بخش بندوبست کیا جائے گا۔

قراردادِ مقاصد کی اہمیت:

پاکستان کی آئین سازی میں قراردادِ مقاصد ایک بنیادی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں اسلام کو پاکستان کے آئین کی نظریاتی اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ پاکستان کے نظریاتی اصولوں اور خود نظریۂ پاکستان کو مدنظر رکھتے ہوئے قراردادِ مقاصد کی اہمیت اور افادیت محتاج بیاں نہیں ہے۔ قرارداد میں جن اصولوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہی دراصل پاکستان کے قیام کے حقیقی مقاصد ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح نے اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا ہمارا مقصد تھا جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔''

☆......☆......☆

۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات

Islamic Provisions in 1973 Constitution

آئین کی تعریف:

کسی مملکت کا آئین یا دستور وہ بنیادی ڈھانچہ ہوتا ہے جس پر اس مملکت کی تعمیر ہوتی ہے۔ یہ مستقبل کے لائحہ عمل کا اظہار ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مملکت میں جو تہذیبی وثقافتی رفت ہوتی ہے وہ انہی خطوط پر پروان چڑھتی ہے جو دستور میں متعین کیے جاتے ہیں۔

بابائے سیاسیات ارسطو کے مطابق:

’’آئین وہ طریقِ زندگی ہے جسے کوئی ریاس اپنے لئے منتخب کرے، مختصراً آئین حکومت کا نقشہ یا بنیاد ہے۔‘‘

پاکستان میں آئین سازی:

JOIN FOR MORE!!!

قوموں کی زندگی میں دستور سازی اہم ترین اور مشکل ترین فریضے کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن حکومتِ پاکستان نے دستور سازی میں کافی وقت برباد کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر قائداعظم کی زندگی میں کوئی آئین بن جاتا تو شاید مستقل ہوتا اور نہ آئین بار بار ٹوٹتے اور بنتے۔

پاکستان کا پہلا آئین ۱۹۵۶ء میں، دوسرا ۱۹۶۲ء میں جبکہ تیسرا آئین ۱۹۷۳ء میں تیار ہوا۔

۱۹۷۳ء کا آئین:

1973ء کے آئین کا مسودہ 2 فروری 1973ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ 10 اپریل 1973ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر آئینی مسودہ کی منظوری دی۔ 12 اپریل 1973ء کو اس پر صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو نے دستخط کیے۔ 14 اگست 1973ء کو نیا آئین ملک میں نافذ کر دیا گیا۔ 14 اگست ہی کو ذوالفقار علی بھٹو نے وزیراعظم اور چوہدری فضل الٰہی نے صدر پاکستان کے عہدوں کے حلف اٹھائے۔

۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات:

۱۹۷۳ء کے آئین میں پہلے دونوں آئینوں (1956 اور 1962) کے مقابلے میں زیادہ اسلامی شقیں رکھی گئی ہیں۔ علماء کرام اور عوامی حلقے ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی شقوں سے نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ انہیں سراہتے بھی ہیں۔ آئین کی اسلامی شقیں حسب ذیل ہیں:

1- اللہ کی حاکمیت:

۱۹۷۳ء کے آئین کے ابتدائیہ میں بھی سابقہ دونوں آئینوں کی طرح قرارداد مقاصد کو شامل کیا گیا۔ ابتدائیہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے ’’تمام کائنات پر اللہ قادر مطلق کی حکمرانی ہے اور الہ کی طرف سے مقرر کردہ اختیارات کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کا استعمال پاکستانی عوام کے پاس ایک مقدس امانت ہے۔‘‘

2- مملکت کا نام:

۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ 1 کے تحت مملکت کا نام ’’اسلامی جمہوریہ پاکستان‘‘ رکھا گیا ہے۔

3- سرکاری مذہب:

اسلام کومملکت کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے۔سابقہ دونوں دساتیر میں یہ صراحت موجود نہیں تھی۔

4- صدراور وزیراعظم کا مسلمان ہونا:

۱۹۷۳ء کے آئین میں صدراور وزیراعظم دونوں کے لئے مسلمان ہونے کی شرط عائد کی گئی ہے۔۱۹۵۶ء کے آئین میں صرف صدر کیلئے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی تھی۔

5- مسلمان کی تعریف:

۱۹۷۳ء کے آئین میں پہلی مرتبہ مسلمان کی تعریف کا بھی تعین کیا گیا۔اس تعریف کی رو سے مسلمان ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

الف: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان۔

ب: ختم نبوت پر ایمان۔

ج: تمام آسمانی کتابوں پر ایمان،اور قرآن حکیم کے آخری کتاب ہونے پر ایمان۔

د: قرآن پاک اور سنت رسول کی تعلیمات اور تقاضوں پر مکمل ایمان۔

JOIN FOR MORE!!!

6- اسلامی طرزِ زندگی کی ترویج:

پالیسی کے اصولوں میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق ڈھال سکیں۔اسلامی اصول قرآن وسنت سے اخذ کیے جائیں گے۔

7- سماجی برائیوں کا خاتمہ:

عصمت فروشی،قمار بازی،نشہ آور اشیاء،ضرررساں ادویات اور فحش لٹریچر کی اشاعت اور فروخت جیسی سماجی برائیوں کوختم کیا جائے گا۔

8- اسلامی تعلیمات کا فروغ:

آئین میں کہا گیا کہ حکومت،قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دے گی۔عربی سیکھنے حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

9- قرآن پاک کی صحیح طباعت:

آئین میں اس بات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ حکومت قرآن کی غلطیوں سے پاک اشاعت کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

10- مسلم ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات:

آئین میں اس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان اسلامی اخوت کی بنیاد پر تمام مسلم ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط تر بنانے کی کوشش کرے گا۔

11- احمدی۔غیر مسلم اقلیت:

آئین میں ختم نبوت کے منکرین مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو، جو خود کو**''احمدی''** یا**''لاہوری''** پکارتے ہیں،غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

12-اسلامی نظریاتی کونسل:

مروجہ قوانین کو قرآن اور سنت کے مطابق بنانے کیلئے اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ کونسل 8 سے 20 افراد پر مشتمل ہوگی۔ اس میں علماء کرام، ماہرین اقتصادیات، قانون اور انتظامی امور کے ماہر شامل ہوتے ہیں۔ یہ کونسل مشاورتی ادارے کی حیثیت سے کام کرتی ہے۔

13-اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ:

۱۹۷۳ء کے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔

حرف آخر:

۱۹۷۳ء کا آئین موجودہ آئین بھی ہے۔ ہر پاکستانی پر اس کی حفاظت اور اس سے وفاداری فرض ہے۔ مندرجہ بالا دفعات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں سابقہ آئینوں کے مقابلے میں اسلامی نظریۂ حیات کی حفاظت، اس کی اشاعت و نفاذ کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اور سبب یہی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے لہٰذا اسلامی اصولوں کے نفاذ سے ہی مملکت کی تعمیر و ترقی ممکن ہے۔ بقول شاعر:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی ابھرے گا، جتنا کہ دبا دیں گے

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

باب چہارم

ارضِ پاکستان

JOIN
FOR
MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆...... پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت

☆...... پاکستان کی آب وہوا

☆...... پاکستان کے قدرتی وسائل

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆...... پاکستان کے محل وقوع کی سیاسی وجغرافیائی اہمیت

☆...... پاکستان کی آب وہوا

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ پاکستان کا کل رقبہ اتنے مربع کلومیٹر ہے:

☆ **796096** ☆ 796960 ☆ 700960 ☆ 696096

۲۔ سطحی خدوخال کے لحاظ سے پاکستان کو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆ 4 ☆ **6** ☆ 8 ☆ 10

۳۔ دریائے سندھ کے معاون دریا ہیں:

☆ 4 ☆ 6 ☆ **5** ☆ 10

۴۔ طبعی خدوخال کے لحاظ سے پاکستان کو طبعی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆ **4** ☆ 6 ☆ 8 ☆ 10

۵۔ درہ خیبر کی لمبائی اتنے کلومیٹر ہے:

☆ 100 ☆ 86 ☆ 66 ☆ **53**

۶۔ دو دریاؤں کی درمیانی زمین کہلاتی ہے:

☆ زرخیز ☆ بنجر ☆ **دوآبہ** ☆ سہ آبہ

۷۔ پاکستان کو جنوبی ایشیاء میں اس کی وجہ سے بہت اہمیت حاصل ہے:

☆ پہاڑ ☆ دریا ☆ جنگلات ☆ **محلِ وقوع**

۸۔ پاکستان کو آب و ہوا کے لحاظ سے اتنے خطوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆ **4** ☆ 6 ☆ 8 ☆ 10

۹۔ پاکستان کی بلند ترین چوٹی کا نام ہے:

☆ نانگا پربت ☆ **کے۔ٹو** ☆ ترچ میر ☆ پیر پنجال

۱۰۔ کوہ قراقرم کی بلند ترین چوٹی کے۔ٹو کی بلندی اتنے میٹر ہے:

☆ 8011 ☆ **8611** ☆ 9911 ☆ 6911

۱۱۔ ایوان بالا اسے کہا جاتا ہے:

☆ صوبائی اسمبلی ☆ قومی اسمبلی ☆ **سینیٹ** ☆ پارلیمنٹ

۱۲۔ ایوان زیریں اسے کہا جاتا ہے:

☆ صوبائی اسمبلی ☆ **قومی اسمبلی** ☆ سینیٹ ☆ پارلیمنٹ

۱۳۔ 1973ء کے آئین کے مطابق ایوان بالا سینیٹ کی کل نشستیں ہیں:

☆ 342 ☆ 371 ☆ **104** ☆ 168

۱۴۔ ایوان زیریں قومی اسمبلی کی کل نشستیں ہیں:

☆ **342** ☆ 371 ☆ 100 ☆ 168

JOIN FOR MORE!!!

۱۵۔قومی اسمبلی میں خواتین کی مخصوص نشستیں ہیں:

☆ 50 ☆ **60** ☆ 100 ☆ 70

۱۶۔قومی اسمبلی میں غیر مسلم اقلیتوں کی مخصوص نشستیں ہیں:

☆ 8 ☆ **10** ☆ 12 ☆ 20

۱۷۔سینیٹ میں خواتین کی مخصوص نشستیں ہیں:

☆ 20 ☆ **18** ☆ 10 ☆ 15

۱۸۔سندھ اسمبلی کی کل نشستیں ہیں:

☆ 342 ☆ 371 ☆ 100 ☆ **168**

۱۹۔سندھ اسمبلی میں خواتین کی مخصوص نشستیں ہیں:

☆ **30** ☆ 60 ☆ 100 ☆ 70

۲۰۔سندھ اسمبلی میں غیر مسلم اقلیتوں کی مخصوص نشستیں ہیں:

☆ **8** ☆ 10 ☆ 12 ☆ 20

۲۱۔پاکستان اور چین کو ملانے والی شاہراہ کا نام ہے:

☆ **قراقرم** ☆ جی ٹی روڈ ☆ موٹروے ☆ ہائی وے

۲۲۔منگلا ڈیم اس دریا پہ تعمیر کیا گیا:

☆ **جہلم** ☆ راوی ☆ سندھ ☆ کابل

۲۳۔وارسک ڈیم اس دریا پہ تعمیر کیا گیا:

☆ جہلم ☆ راوی ☆ سندھ ☆ **کابل**

۲۴۔چترال اور پشاور کے درمیان موجود درے کا نام ہے:

☆ درہ خیبر ☆ درہ بولان ☆ **درہ لواری** ☆ درہ مری

۲۵۔کابل اور پشاور کو ملانے والے درے کا نام ہے:

☆ **درہ خیبر** ☆ درہ بولان ☆ درہ لواری ☆ درہ مری

۲۶۔پاکستان اور بھارت کی سرحد بندی کہلاتی ہے:

☆ **کنٹرول لائن** ☆ ڈیورنڈ لائن ☆ ریڈکلف لائن ☆ کوئی نہیں

۲۷۔پاکستان اور افغانستان کی سرحد بندی کہلاتی ہے:

☆ کنٹرول لائن ☆ **ڈیورنڈ لائن** ☆ ریڈکلف لائن ☆ کوئی نہیں

۲۸۔تربیلا ڈیم اس دریا پہ تعمیر کیا گیا:

☆ جہلم ☆ راوی ☆ **سندھ** ☆ کابل

۲۹۔پاکستان کا سب سے بڑا دریا ہے:

☆ جہلم ☆ راوی ☆ **سندھ** ☆ کابل

JOIN FOR MORE!!!

۳۰۔ یہ پاکستان کا اعلیٰ ترین فوجی اعزاز ہے:

☆ نشانِ بسالت ☆ نشانِ جرأت ☆ نشانِ پاکستان ☆ **نشانِ حیدر**

۳۱۔ یہ پاکستان کا اعلیٰ ترین سول ایوارڈ ہے:

☆ نشانِ بسالت ☆ نشانِ جرأت ☆ **نشانِ پاکستان** ☆ نشانِ حیدر

۳۲۔ پاکستان میں ریاست کا سربراہ کہلاتا ہے:

☆ وزیراعظم ☆ وزیراعلیٰ ☆ **صدر** ☆ گورنر

۳۳۔ پاکستان میں وفاقی حکومت کے سربراہ کو کہا جاتا ہے:

☆ **وزیراعظم** ☆ وزیراعلیٰ ☆ صدر ☆ گورنر

۳۴۔ یہ پاکستان کی سب سے اعلیٰ عدالت کہلاتی ہے:

☆ ہائی کورٹ ☆ صوبائی کورٹ ☆ **سپریم کورٹ** ☆ وفاقی کورٹ

۳۵۔ سوئی گیس سب سے پہلے اس صوبہ میں دریافت ہوئی:

☆ خیبر پختونخواہ ☆ سندھ ☆ پنجاب ☆ **بلوچستان**

JOIN
FOR
MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: پاکستان کے محل وقوع کی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت بیان کیجئے۔

پاکستان کے محل وقوع کی اہمیت

Geo-Political Importance of the Location of Pakistan

پاکستان کا محل وقوع:

پاکستان براعظم ایشیاء کا انتہائی اہم ملک ہے جس کا رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔ پاکستان کے پانچ صوبے ہیں: پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور گلگت بلتستان۔ ان میں صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے جبکہ صوبہ بلوچستان رقبہ سے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

محل وقوع کی اہمیت:

پاکستان جنوب ایشیاء میں اپنے محل وقوع کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی جغرافیائی، سیاسی اور معاشیاتی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل باتوں سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆......شمال (چین):

پاکستان کے شمال میں چین واقع ہے۔ چین دنیا کا ایک اہم ملک ہے۔ چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہِ قراقرم ہے جو ان دونوں ممالک کو آپس میں ملاتی ہے۔

☆......شمال مغرب (افغانستان):

پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد ڈیورنڈ لائن کہلاتی ہے جو 2252 کلومیٹر لمبی ہے۔

☆......جنوب مغرب (ایران):

پاکستان کے جنوب مغرب میں ایران واقع ہے۔ شروع ہی سے دونوں ممالک کے درمیان مثالی روابط قائم ہیں۔

☆......مشرق (بھارت):

پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے۔ بھارت کا شمار دنیا کے بڑے جمہوری ممالک میں ہوتا ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔

☆......جنوب (بحیرۂ عرب):

پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے جو کہ ایک اہم تجارتی راستہ ہے۔ پاکستان کی بھی زیادہ تر تجارت اسی کے ذریعے ہوتی ہے۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان کو آب وہوا کے لحاظ سے کتنے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟

پاکستان کی آب وہوا

Climate of Pakistan

آب وہوا:

آب وہوا کسی علاقے یا ملک کی طویل عرصے کی موسمی کیفیات کا مطالعہ آب وہوا کہلاتا ہے۔ موسمی کیفیات سے مراد ہوا کا دباؤ، درجہ حرارت، رطوبت (نمی) اور بارش کی اوسط شامل ہے۔ پاکستان خطہ سرطان کے شمال میں واقع ہے جبکہ یہ ملک مون سون آب وہوا کے خطے کے انتہائی مغرب میں واقع ہے لہٰذا اس ملک کی آب وہوا خشک اور گرم ہے۔

پاکستان کی آب وہوا:

سالانہ درجہ حرارت، سالانہ بارش اور مجموعی فضائی کیفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کو مندرجہ ذیل چار آب وہوائی خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

(۱) بری آب وہوا کا پہاڑی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں پاکستان کے تمام شمال مشرقی اور شمال مغربی پہاڑی علاقے شامل ہیں۔ یہاں کا موسم سرما سرد ترین ہوتا ہے اور عموماً برف باری ہوتی ہے۔ موسم گرما ٹھنڈا ہوتا ہے جبکہ موسم سرما اور بہار میں بارش اور اکثر دھند رہتی ہے۔

(۲) بری آب وہوا کا سطح مرتفع خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں زیادہ تر بلوچستان کا علاقہ آتا ہے۔ مئی سے وسط ستمبر تک گرم اور گرد آلود ہوائیں مسلسل چلتی رہتی ہیں۔ سبی اور جیکب آباد اسی خطہ میں واقع ہیں۔ موسم شدید گرم اور خشک رہتا ہے جبکہ گرد آلود ہوائیں اس خطے کی اہم خصوصیت ہیں۔

(۳) بری آب وہوا کا میدانی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں زیادہ تر بلوچستان کا علاقہ آتا ہے۔ دریائے سندھ کا بالائی علاقہ (صوبہ پنجاب) اور زیریں میدان (صوبہ سندھ) شامل ہیں۔ اس خطہ کی آب وہوا میں موسم گرما میں زیادہ درجہ حرارت رہتا ہے اور موسم گرما کے آخر میں مون سون ہواؤں سے بارشیں ہوتی ہیں۔ موسم سرما میں بھی بارش کی یہی صورتحال رہتی ہے۔

(۴) بری آب وہوا کا ساحلی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقے شامل ہیں۔ موسم گرما کے دوران نیم بحری (سمندر سے آنے والی ہوائیں) چلتی ہیں۔ ہوا میں نمی زیادہ ہوتی ہے۔ سالانہ اوسطاً درجہ حرارت 32 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ بارش 180 ملی میٹر سے کم ہوتی ہے۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان کے اہم قدرتی وسائل پر نوٹ تحریر کریں۔

پاکستان کے قدرتی وسائل
Natural Resources of Pakistan

تعارف:

جغرافیہ کی اصطلاح میں قدرتی وسائل سے مراد ہر وہ چیز ہے جو سطح زمین اور زمین کی تہوں میں پائی جاتی ہو۔اور جس سے انسان کی مادی ضرورتیں کسی نہ کسی طرح پوری ہوتی ہوں۔ پاکستان ایک وسیع ملک ہے جس کی سطح زمین ایک جیسی نہیں۔جس کی وجہ سے یہاں مختلف قسم کے قدرتی وسائل موجود ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

☆......مٹی (Soil):

مٹی دوطرح کی ہوتی ہے۔اول نرم مٹی، دوم سخت پتھر۔کھیتی باڑی کا انحصار نرم مٹی پر ہوتا ہے جبکہ پتھر مکانات وغیرہ کی تعمیر میں استعمال ہوتے ہیں۔ پاکستان کے ہر حصے کی مٹی میں فرق پایا جاتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......ہوائیں (Winds):

پاکستان میں دوطرح کی ہوائیں چلتی ہیں۔ایک مون سون اور دوسری مغربی ہوائیں۔مون سون ہوائیں موسم گرما میں جبکہ مغربی ہوائیں موسم سرما میں چلتی ہیں۔

☆......جنگلات (Forests):

ہمارے ملک کے بیشتر حصہ کی آب وہوا گرم اور خشک ہے۔ بارش کم ہوتی ہے۔اس وجہ سے پاکستان میں جنگلات کے وسائل خاصے کم ہیں۔آزادی کے وقت جنگلات کا رقبہ کل رقبہ کا صرف 3.2 فیصد تھا جو اب بڑھ کر 4.8 فیصد ہوگیا ہے۔

☆......معدنیات (Minerals):

پاکستان میں پائی جانے والی معدنیات میں سے نمک کا شمار دنیا کے بڑے ذخائر میں ہوتا ہے۔اس کے علاوہ کرومائیٹ ، جپسم، چونے اور صابن کے پتھر، آتشی اور چکنی مٹی اور بکسائیٹ کے ذخائر اپنی جگہ اہم ہیں۔

☆......قدرتی گیس (Natural Gas):

1952ء میں بوچستان میں تیل کی تلاش کے دوران سوئی کے مقام پر قدرتی گیس کا ایک بہت بڑا ذخیرہ دریافت ہوا۔ قدرتی گیس کو کھانے پکانے، بجلی کی پیداوار، گھریلو ایندھن اور مشینیں چلانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆......معدنی تیل / پیٹرولیم (Petroleum):

معدنی تیل کے ذخائر پہلے پہل 1915ء میں ضلع اٹک میں کھوڑ کے مقام سے دریافت ہوئے۔آج پاکستان میں تیل کی سالانہ پیداوار 21 ملین بیرل سے زیادہ ہے۔

☆......کوئلہ (Coal):

پاکستان میں معیاری کوئلے کی بہت کمی ہے۔کارخانوں میں استعمال کیلئے ہلکے قسم کا کوئلہ ملتا ہے۔سیاہ اور بھورے رنگ کا یہ پتھر پنجاب میں کوہ نمک سے کالاباغ تک، سندھ میں ٹھٹھہ، حیدرآباد اور بدین اور بلوچستان کے پہاڑوں میں ملتا ہے۔

بیانیہ جواب کے سوالات

پاکستان کے محل وقوع کی سیاسی و جغرافیائی اہمیت

Geo-Political Importance of the Location of Pakistan

حرفِ آغاز:

پاکستان ہمارا وطن ہے۔ہمیں یہ وطن بے حد قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔ یہ ایشیاء کے جنوب میں واقع ہے۔اس کی جنوبی ایشیاء میں بہت اہمیت ہے۔ پاکستان کا حسین محل وقوع بھی اللہ کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔

پاکستان کا محل وقوع:

پاکستان براعظم ایشیاء کا انتہائی اہم ملک ہے جس کا رقبہ 7,96,096 مربع کلومیٹر ہے۔ پاکستان کے پانچ صوبے ہیں: پنجاب، سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور گلگت بلتستان۔ان میں صوبہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے جبکہ صوبہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔

محل وقوع کی اہمیت:

پاکستان جنوب ایشیاء میں اپنے محل وقوع کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔اس کی جغرافیائی، سیاسی اور معاشیاتی اہمیت بہت زیادہ ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل باتوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆......شمال (چین):

پاکستان کے شمال میں چین واقع ہے۔ پاکستان کے زیادہ تر دریا شمالی جانب سے آتے ہیں اور اس طرف اونچے اونچے پہاڑ بھی واقع ہیں۔چین دنیا کا ایک اہم ملک ہے۔چین اور پاکستان کے درمیان شاہراہِ قراقرم ہے جو ان دونوں ممالک کو آپس میں ملاتی ہے۔ پاکستان اور چین کے روابط نہایت دوستانہ ہیں اور ان کے تجارتی تعلقات بھی بہت اچھے ہیں۔

☆......شمال مغرب (افغانستان):

پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے۔ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ پاکستان اور افغانستان کی سرحد ڈیورنڈ لائن کہلاتی ہے جو 2252 کلومیٹر لمبی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے درمیان خوشگوار تجارتی مراسم ہیں۔ پاکستان افغانستان کو تجارت کیلئے بری اور بحری راستہ بھی فراہم کرتا ہے۔ پاکستان اور افغانستان ’’ای۔سی۔او‘‘ کے ممبران بھی ہیں۔

☆......جنوب مغرب (ایران):

پاکستان کے جنوب مغرب میں ایران واقع ہے۔شروع ہی سے دونوں ممالک کے درمیان مثالی روابط قائم ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں ایران پاکستان کو تسلیم کرنے والا دنیا کا پہلا ملک تھا۔ایران دنیا کے ان ممالک میں سے جہاں تیل کے بے بہا ذخائر پائے جاتے ہیں۔ایران بھی ای۔سی۔او کا ممبر ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......مشرق (بھارت):

پاکستان کے مشرق میں بھارت واقع ہے۔ بھارت کا شمار دنیا کے بڑے جمہوری ممالک میں ہوتا ہے۔ یہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ پاکستان بھارت کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا خواہاں ہے مگر مسئلہ کشمیر کے حل تک ایسا ہونا ممکن نہیں۔

☆......جنوب (بحیرۂ عرب):

پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے جو کہ ایک اہم تجارتی راستہ ہے۔ پاکستان کی بھی زیادہ تر تجارت اسی کے ذریعے ہوتی ہے۔

☆......خلیجی ممالک:

پاکستان کے محل وقوع کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ خلیجی تیل کے ذخائر والے ممالک کے قریب واقع ہے۔ان ممالک کی تیل کے ذخائر کی وجہ سے دنیا میں بہت اہمیت ہے۔ پاکستان کے مراکش سے انڈونیشیا تک ان تمام ممالک سے اچھے تعلقات ہیں۔

☆......گیس معاہدہ:

JOIN FOR MORE!!!

اچھے مراسم کی بنیاد پر پاکستان، افغانستان اور ترکمانستان نے گیس کی فراہمی کے متعلق معاہدہ بھی کیا ہے جو کہ افغانستان سے پاکستان تک پائپ لائنوں کے ذریعے گیس کی فراہمی کو یقینی بنائیں گے۔اس سے ان ممالک کے دوستانہ تعلقات اور بھی گہرے ہوں گے۔

☆......کراچی، بین الاقوامی بندرگاہ:

کراچی نہ صرف پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے بلکہ یہ بین الاقوامی بندرگاہ اور ہوائی اڈہ بھی ہے۔ یہ یورپ کو ایشیاء سے ہوائی اور بحری راستوں سے ملاتا ہے۔ کراچی کی بندرگاہ کے ذریعے پاکستان مختلف ممالک سے تجارت کرتا ہے۔

☆......دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت:

پاکستان دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت ہے۔ مسلم ممالک میں یہ واحد ایٹمی طاقت ہے۔اسی بنیاد پر پاکستان کو اسلامی ممالک میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

حرفِ آخر:

الغرض پاکستان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل وکرم کرتے ہوئے اسے انتہائی اہم محل وقوع عطا کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے وطن کی سالمیت کی بھرپور کوشش کریں۔

☆......☆......☆

پاکستان کی آب وہوا

Climate of Pakistan

آب وہوا:

آب وہوا کسی علاقے یا ملک کی طویل عرصے کی موسمی کیفیات کا مطالعہ آب وہوا کہلاتا ہے۔موسمی کیفیات سے مراد ہوا کا دباؤ، درجہ حرارت، رطوبت (نمی) اور بارش کی اوسط شامل ہے۔ پاکستان خطہ سرطان کے شمال میں واقع ہے جبکہ یہ ملک مون سون آب وہوا کے خطے کے انتہائی مغرب میں واقع ہے لہٰذا اس ملک کی آب وہوا خشک اور گرم ہے۔

پاکستان کی آب وہوا:

سالانہ درجہ حرارت، سالانہ بارش اور مجموعی فضائی کیفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کو مندرجہ ذیل چار آب وہوائی خطوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

(۱) بری آب وہوا کا پہاڑی خطہ

(۲) بری آب وہوا کا سطح مرتفع خطہ

(۳) بری آب وہوا کا میدانی خطہ

(۴) بری آب وہوا کا ساحلی خطہ

(۱) بری آب وہوا کا پہاڑی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں پاکستان کے تمام شمال مشرقی اور شمال مغربی پہاڑی علاقے شامل ہیں۔ یہاں کا موسم سرما سرد ترین ہوتا ہے اور عموماً برف باری ہوتی ہے۔ موسم گرما ٹھنڈا ہوتا ہے جبکہ موسم سرما اور بہار میں بارش اور اکثر دھند رہتی ہے۔

(۲) بری آب وہوا کا سطح مرتفع خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں زیادہ تر بلوچستان کا علاقہ آتا ہے۔مئی سے وسط ستمبر تک گرم اور گرد آلود ہوائیں مسلسل چلتی رہتی ہیں۔ سبی اور جیکب آباد اسی خطہ میں واقع ہیں۔جنوری اور فروری کے مہینوں میں کچھ بارشیں ہوتی ہیں۔موسم شدید گرم اور خشک رہتا ہے جبکہ گرد آلود ہوائیں اس خطے کی اہم خصوصیت ہیں۔

(۳) بری آب وہوا کا میدانی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں زیادہ تر بلوچستان کا علاقہ آتا ہے۔ دریائے سندھ کا بالائی علاقہ (صوبہ پنجاب) اور زیریں میدان (صوبہ سندھ) شامل ہیں۔اس خطہ کی آب وہوا میں موسم گرما میں زیادہ درجہ حرارت رہتا ہے اور موسم گرما کے آخر میں مون سون ہواؤں سے شمالی پنجاب میں زیادہ بارشیں ہوتی ہیں جبکہ بقیہ میدانی علاقے میں بارشیں کم ہوتی ہیں موسم سرما میں بھی بارش کی یہی صورتحال رہتی ہے۔تھر اور جنوب مشرقی صحرا خشک ترین علاقے ہیں یعنی بارش بہت کم ہوتی ہے۔ پشاور کے میدانی علاقے میں طوفان بادو باراں آتے ہیں۔ پشاور میں موسم گرما میں گرد کے طوفان اکثر چلتے ہیں۔

(۴) بری آب وہوا کا ساحلی خطہ:

آب وہوا کے اس خطہ میں صوبہ سندھ اور بلوچستان کے ساحلی علاقے شامل ہیں۔سالانہ اور روزانہ درجہ حرارت میں بہت کم

فرق ہوتا ہے۔موسم گرما کے دوران نیم بحری (سمندر سے آنے والی ہوائیں) چلتی ہیں۔ ہوا میں نمی زیادہ ہوتی ہے۔ سالانہ اوسطاً درجہ حرارت 32 درجے سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ بارش 180 ملی میٹر سے کم ہوتی ہے۔مئی اور جون گرم ترین مہینے ہیں۔لسبیلہ کے ساحلی میدان میں بارش موسم گرما اور سرما دونوں موسموں میں ہوتی ہیں۔

حرفِ آخر:

پاکستان اگرچہ مون سون آب و ہوا کے خطے میں واقع ہے لیکن اس کے انتہائی مغرب میں ہونے کی وجہ سے اس خطے کی خصوصیات کا حامل نہیں ہے۔لہٰذا پاکستان کی آب و ہوا خشک اور گرم ہے۔ درجہ حرارت میں انتہائی اختلاف ہے۔ پاکستان کا بہت بڑا حصہ سمندر سے دور واقع ہے۔

☆......☆......☆

JOIN
FOR
MORE!!!

باب پنجم

پاکستان کا کلچر

JOIN
FOR
MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆......پاکستان کی ثقافت

☆......پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ

☆......وادئ سندھ کی تہذیب

☆......گندھارا آرٹ

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال

☆......پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔اجرک اس صوبے کی ثقافت ہے:

☆**سندھ** ☆خیبر پختونخواہ ☆بلوچستان ☆ پنجاب

۲۔وادیٔ سندھ کی تہذیب تقریباً اتنے سال پرانی ہے:

☆ **4500** ☆ 2500 ☆ 3500 ☆ 5000

۳۔گندھارا آرٹ کا ثقافتی و علمی مرکز تھا:

☆ موئن جودڑو ☆ ہڑپہ ☆ چھانگا مانگا ☆ **ٹیکسلا**

۴۔بادشاہی مسجد لاہور اس مغل بادشاہ کے دور میں تعمیر کی گئی:

☆ اکبر ☆ **اورنگزیب** ☆ ہمایوں ☆ شاہ جہاں

۵۔مسجد مہابت خان یہاں واقع ہے:

☆ لاہور ☆ راولپنڈی ☆ **پشاور** ☆ ٹھٹھہ

۶۔شالامار باغ یہاں واقع ہے:

☆ **لاہور** ☆ راولپنڈی ☆ پشاور ☆ ٹھٹھہ

۷۔مسجد وزیر خاں یہاں واقع ہے:

☆ **لاہور** ☆ راولپنڈی ☆ پشاور ☆ ٹھٹھہ

۸۔سندھ کی عظیم ترین تاریخی جامع مسجد ٹھٹھہ ان کے دور میں تعمیر ہوئی:

☆ اکبر ☆ اورنگزیب ☆ ہمایوں ☆ **شاہ جہاں**

۹۔مغلیہ دور کا اہم موسیقار تھا:

☆ **امیر خسرو** ☆ خواجہ خسرو ☆ خواجہ عبد الصمد ☆ میر سید علی

۱۰۔پاکستان کی ثقافت کی سب سے اہم خوبی ہے:

☆ صوفیانہ رنگ ☆ جمہوری رنگ ☆ **اسلامی رنگ** ☆ سیاسی رنگ

۱۱۔لاہور قلعہ اس بادشاہ نے تعمیر کروایا:

☆ **شاہجہاں** ☆ بابر ☆ اکبر ☆ جہانگیر

۱۲۔پہلے مغل بادشاہ ہیں:

☆ اکبر ☆ **بابر** ☆ ہمایوں ☆ شاہ جہاں

۱۳۔انہیں مغلیہ سلطنت کا آخری طاقتور بادشاہ کہا جاتا ہے:

☆ اکبر ☆ **اورنگزیب عالمگیر** ☆ ہمایوں ☆ شاہ جہاں

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال بیان کریں۔

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال
Culture of Pakistan

ثقافت کی تعریف:

کلچر جسے ثقافت بھی کہا جاتا ہے **کلٹی ویٹ** (Cultivate) سے نکلا ہے جس کے لفظی معنی **"کچھ اگانا"** ہوتے ہیں۔ اس کو ایک طرز زندگی بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال:

JOIN FOR MORE!!!

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال اور خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆......**مخلوط ثقافت:**

پاکستان کی ثقافت ایک مخلوط ثقافت ہے جسے مختلف زاویوں سے دیکھا جائے تو اس کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ ہر علاقے کے لوگوں کا اپنا رہن سہن ہے۔

☆......**مرد اور عورت کا مقام:**

پاکستانی معاشرے میں ہر جگہ مرد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ نسل بھی باپ کے نام سے چلتی ہے لیکن عورت کو بھی اسی مطابقت سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

☆......**لباس:**

پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ اور باوقار ہے۔ مرد شلوار قمیض یا کرتہ شیروانی اور ٹوپی یا پگڑی پہنتے ہیں۔ عورت کیلئے شلوار قمیض اور دوپٹہ عام لباس ہے۔

☆......**خوراک:**

پاکستان میں عام لوگوں کی روزمرہ خوراک نہایت سادہ ہے۔ گندم کی روٹی، چاول کے ساتھ گوشت، دالیں اور سبزیوں کی ترکاری استعمال کی جاتی ہے۔ پینے کیلئے بھینس یا گائے کا دودھ، چھاچھ، قہوہ، چائے، مشروبات اور سادہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔

☆......**زبان:**

پاکستان میں کئی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں جن کی تعداد 30 سے بھی زیادہ ہے۔ پاکستان کی مشہور زبانوں میں سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو اور سرائیکی وغیرہ شامل ہیں۔ اردو پاکستان کی قومی زبان ہے جو اب دنیا کی چوتھی بڑی زبان بن چکی ہے۔

☆......**کھیل اور تماشے:**

کھیل اور تماشے پاکستانی ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔ پاکستان میں بہت سے روایتی کھیل بھی ہیں جنمیں کشتی، کبڈی اور ملاکھڑا مقبول ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان میں کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال اور اسکوائش بھی کھیلے جاتے

ہیں۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان کا ثقافتی ورثہ بیان کریں۔

پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ
Ancient Cultural Heritage of Pakistan

ابتدائیہ:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا لیکن پاکستان کے لوگوں کا شمار دنیا کے قدیم ترین مہذب انسانی گروہوں میں ہوتا ہے۔ اس طرح پاکستان کی تہذیب اتنی ہی قدیم ہے جتنے یہاں کے باشندے۔ انسانی تہذیب کا آغاز دریاؤں کی زرخیز وادیوں میں ہوا۔ ان وادیوں میں وادئ نیل (مصر)، وادئ دجلہ وفرات (عراق) اور وادئ سوان وسندھ (پاکستان) شامل ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

پاکستان میں مسلم دور کا ثقافتی ورثہ:

مسلمانوں کے دور اقتدار (712ء۔ 1857ء) میں برصغیر جنوبی ایشیا میں ایک نئی ثقافت کا ظہور ہوا جس نے فن تعمیر، خطاطی، موسیقی، رقص، تعلیم اور شعروادب کے فن کو متاثر کیا۔ مسلم دور کا یہ سارا ثقافتی ورثہ بھی پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہے۔ اس ثقافتی ورثے کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

۱۔ فن تعمیر (Architecture):

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں نے فن تعمیر کی طرف خاص توجہ دی۔ پاکستان کے فن تعمیر کے پیچھے ہزاروں سالوں کی روایات کارفرما ہیں۔ مسلم عہد کی اہم عمارتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ قطب مینار دہلی	۲۔ بادشاہی مسجد لاہور	۳۔ مسجد وزیر خان لاہور
۴۔ مسجد مہابت خان پشاور	۵۔ مسجد شاہجہاں ٹھٹھہ	۶۔ شاہی قلعہ لاہور
۷۔ مقبرہ جہانگیر لاہور	۸۔ تاج محل آگرہ	۹۔ شالامار باغ لاہور

۲۔ مصوری (Graphic Art):

فن مصوری کو بھی مسلمانوں خصوصاً مغل فرمانرواؤں نے عروج بخشا۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں فن مصوری کا مکتب مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔ اکبر بادشاہ کے بعد جہانگیر اور شاہجہان نے بھی مصوری کی سرپرستی کی۔

۳۔ خطاطی (Calligraphy):

خطاطی یعنی خوش نویسی ایک خالص اسلامی فن ہے۔ مسلمانوں کے دورِ اقتدار میں خطاطی کو عسکری فنون کے برابر درجہ دیا جاتا تھا۔ مغل سلطنت کا بانی ظہیرالدین بابر ایک ماہر خطاط تھا۔

۴۔ تعلیم (Education):

مسلمان حکمرانوں نے تعلیمی اداروں کے قیام میں بھی گہری دلچسپی لی۔ تعلیم مفت اور عام تھی۔ مغل بادشاہوں نے تعلیم و تدریس کے میدان میں خصوصی دلچسپی لی۔ نصاب میں منطق، حساب، علم جیومیٹری وغیرہ کو شامل کیا۔ دینی اور دنیوی علوم کے شعبے الگ

الگ کر دیئے گئے۔

۵۔زبان و ادب (Language & Literature):

مسلمانوں کے دورِ حکومت میں اردو زبان معرضِ وجود میں آئی۔ مغلوں کے آخری دور میں یہ زبان خوب پھولی پھلی۔ یہاں تک کہ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا شمار اردو زبان کے مایہ ناز شعراء میں ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی سرپرستی میں سنسکرت، ہندی اور مقامی زبانوں نے بھی خوب فروغ پایا۔

☆......☆......☆

سوال: وادیٔ سندھ کی تہذیب بیان کریں۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب
Indus Valley Civilization

JOIN FOR MORE!!!

تعارف:

سندھ کی تہذیب سنہ 3300 سے 1700 قبل مسیح تک قائم رہنے والی انسان کی چند ابتدائی تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ یہ وادیٔ سندھ کے میدان میں دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے کناروں پر شروع ہوئی۔ اسے ''ہڑپہ کی تہذیب'' بھی کہتے ہیں۔ ہڑپہ اور موئن جودڑو اس کے اہم مراکز تھے۔ سوتی کپڑا کہ جسے انگریزی میں کاٹن کہتے ہیں وہ انہی کی ایجاد تھی کہ لفظ کاٹن انہی کے لفظ کاتنا سے بنا ہے۔ شکر اور شطرنج دنیا کے لیے اس تہذیب کے انمول تحفے ہیں۔ خیال کیا جاتا تھا پاک و ہند میں تمدن کی بنیاد آریاؤں نے 1500 ق م میں ڈالی تھی۔

دریافت:

1921ء کا واقع ہے کہ ''رائے بہادر دیا رام سہنی'' نے ہڑپا کے مقام پر نے قدیم تہذیب کے چند آثار پائے۔ اس کے ایک سال کے بعد اسی طرح کے آثار مسٹر آر ڈی بنرجی کو موہنجودڑو کی سرزمین میں دستیاب ہوئے۔

جغرافیائی پھیلاؤ:

وادیٔ سندھ سے صرف موجودہ سندھ مراد نہیں بلکہ موجودہ پاکستان، افغانستان کا مشرقی حصہ، بھارت کا مغربی حصہ وادء سندھ میں شمار ہوتا ہے۔ وادء سندھ مغرب میں پاکستانی صوبہ بلوچستان سے لے کر مشرق میں اتر پردیش تک پھیلا ہوا ہے، جبکہ شمال میں افغانستان کے شمال مشرقی حصے سے لے کر جنوب مغرب میں بھارتی ریاست مہاراشٹرا تک پھیلی ہوئی تھی۔

مرکزی حکومت:

ہڑپہ اور موہنجوڈرو ہم عصر شہر تھے، جو یقیناً جڑواں دارالحکومت تھے۔ ان دونوں شہروں کے اندر بلند و بالا قلعے تھے۔ جو باقی ماندہ آبادی پر غالب نظر آتے تھے۔ اس لئے قیاس یہی ہے کہ یہ مرکزی حکومت کے دالحکومت تھے۔

تہذیب کا جمود:

موہنجوداڑو میں کل 9 رہائشی پرتیں نکالی گئیں۔ ان میں کئی جگہ سیلاب کی تباہ کاریوں کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن ان متفرق ادوار کی مادی ثقافت میں زرا فرق نہیں ملتا۔ نہ زبان بدلی ہے نہ رسم والخط۔ ایک ایسی زمین پر جس میں زبان نے متعدد شکلیں اختیار کی ہیں اور

رسم الخط بار بار یکسر تبدیل ہوا ہے اس میں ایک ہی رسم الخط کا تسلسل اس کے ٹھہراؤ کا بڑا ثبوت ہے۔

☆......☆......☆

گندھارا آرٹ یا گندھارا فن

Art Gundhara / Greco–Buddhist Art

پس منظر:

گندھارا آرٹ دراصل یونانی، ساکا، پارتھی اور کشن تہذیبوں کا نچوڑ ہے۔ گندھارا آرٹ کا مرکز یوں تو ٹیکسلا تھا لیکن اس کی جڑیں پشاور، مردان، سوات، افغانستان حتیٰ کہ وسط ایشیاء تک پھیلی ہوئی تھیں۔ گندھارا صوبہ سرحد کے ایک حصے کا نام تھا، مگر یہ چھوٹا سا علاقہ اپنی شاندار تہذیب اور پُر امن ثقافت کے اثرات روس کے دریائے آمو تک پہنچا تا ہے۔ ادھر چینی سرحدی علاقوں میں اس کے آثار ملتے ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے گندھارا آرٹ پر یونانی اور رومی اثرات بھی ہیں، بلکہ بعض نے اس کو بجائے گندھارا کے، ہندی یونانی آرٹ بھی کہا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

گندھارا آرٹ کے ادوار:

گندھارا آرٹ کو تاریخی اعتبار سے تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

☆...... پہلا دور جس کی خصوصیت یونانی آرٹ کی نقالی ہے پہلی صدی عیسوی کے آغاز تک جاری رہا۔

☆...... دوسرا دور ساسانیوں کے حملے (320ء) تک برقرار رہا۔ اس دور میں فن کار مجسموں اور گل کاریوں کے لئے پتھر استعمال کر رہے تھے۔

☆...... گندھارا آرٹ کا تیسرا دور تیسری اور چوتھی صدی عیسوی پر محیط ہے۔ اس دور میں گندھارا آرٹ کو بہت ترقی ہوئی اور اس تیسرے دور کی خصوصیت یہ ہے کہ سنگ تراشی کی بجائے مٹی اور چونے کی ابھرواں موتیاں اور نقش و نگار بنانے لگے۔

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال

Culture of Pakistan

ثقافت کی تعریف:

کلچر جسے ثقافت بھی کہا جاتا ہے **کلٹی ویٹ** (Cultivate) سے نکلا ہے جس کے لفظی معنی **''کچھ اگانا''** ہوتے ہیں۔ اس کو ایک طرز زندگی بھی کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی ثقافت میں مندرجہ ذیل عوامل شامل ہوتے ہیں:

(۱) طرزِ زندگی (۲) زبان (۳) ادب (۴) مذہب (۵) رسوم و رواج

(۶) نظریہ حیات (۷) خوراک (۸) لباس (۹) فنونِ لطیفہ (۱۰) میل جول کا طریقہ کار

JOIN FOR MORE!!!

ثقافت کے یہ تمام پہلو ساتھ ساتھ ابھرتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں۔ ثقافت کا ہر پہلو اور عنصر قوم کے ماضی اور حال کا عکاس ہوتا ہے۔ جغرافیائی حالات اور ماحول کا بھی قوم کی ثقافت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ ان جغرافیائی حالات اور ماحول میں زمین، آب و ہوا، نباتات، معدنی وسائل اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔ ای۔ بی۔ ٹیلر (E.B. Taylor) کے بقول:

> **''ثقافت ایک مجموعہ ہے جس میں علم، عقائد، فن، اخلاق، قانون، رسم و رواج کے علاوہ تمام وہ صلاحیتیں اور عادتیں شامل ہیں جو انسان معاشرے کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے''**

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال:

پاکستان کی ثقافت کے نمایاں خدوخال اور خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆......مذہبی یکجہتی:

پاکستان کی ثقافت کی سب سے بڑی خوبی اسلامی رنگ ہے۔ آبادی کی غالب اکثریت کا مذہب اسلام ہے اور یہی وہ مضبوط کڑی ہے جو پاکستان کی عوام کو بھائی چارے، دوستی اور محبت جیسے لازوال رشتوں سے منسلک کئے ہوئے ہے۔ اس طرح پاکستان میں ہر جگہ عام میل جول کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں۔

☆......مخلوط ثقافت:

پاکستان کی ثقافت ایک مخلوط ثقافت ہے جسے مختلف زاویوں سے دیکھا جائے تو اس کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ ہر علاقے کے لوگوں کا اپنا رہن سہن ہے۔ اس کے علاوہ لباس، خوراک اور زندگی گزارنے کے طریقے کار میں بھی فرق پایا جاتا ہے لیکن اسلام نے سب کو ایک قوم کی حیثیت سے متحد کر دیا ہے اور اس لحاظ سے لوگوں کی سرگرمیوں میں کافی حد تک یکسانیت پیدا ہو گئی ہے، اگرچہ ذہنی رجحانات میں معمولی سا فرق بھی نمایاں نظر آتا ہے۔

☆......مرد اور عورت کا مقام:

پاکستانی معاشرے میں ہر جگہ مرد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ نسل بھی باپ کے نام سے چلتی ہے لیکن عورت کو بھی اسی

مطابقت سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔عورت کو تعلیم حاصل کرنے، جائیداد بنانے، کاروبار کرنے اور وراثت میں حصہ طلب کرنے کا پورا پورا حق ہوتا ہے۔شادی بیاہ میں بھی اس کی رضامندی لازمی ہوتی ہے۔ پاکستان کی ثقافت میں مرد اور عورت کے حقوق کا تعین اسلامی قوانین کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

☆......لباس:

پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ اور باوقار ہے۔مرد شلوار قمیض یا کرتہ شیروانی اور ٹوپی یا پگڑی پہنتے ہیں۔عورت کیلئے شلوار قمیض اور دوپٹہ عام لباس ہے۔ ہر علاقے کا اپنا علیحدہ لباس ہے۔ پاکستان کی ثقافت میں مغربی اور جدید فیشن، خصوصاً پڑوسی ملک کے لباس استعمال کرنے کا رجحان بھی بڑھتا جا رہا ہے۔

☆......خوراک:

پاکستان میں عام لوگوں کی روزمرہ خوراک نہایت سادہ ہے۔گندم کی روٹی، چاول کے ساتھ گوشت، دالیں اور سبزیوں کی ترکاری استعمال کی جاتی ہے۔ پینے کیلئے بھینس یا گائے کا دودھ، چھاچھ، قہوہ، چائے، مشروبات اور سادہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......فن تعمیر:

پاکستان کے فن تعمیر کے پیچھے ہزاروں سالوں کی روایات کارفرما ہیں۔ موئن جودڑو اور ٹیکسلا کی شہری تقسیم و تنظیم، خانقاہوں کی تعمیرات، اسلامی دور کے باغات، محلات، قلعے، مقبرے اور مسجدیں ان کے سجاوٹی نقش و نگار دیکھ کر پاکستان کی ثقافت میں فن تعمیر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے گھریلو فن تعمیر میں بھی جدید طرز کے ساتھ قدیم طرز تعمیر کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

☆......فنونِ لطیفہ:

کئی فنون میں پاکستان کے لوگوں نے کمال حاصل کر رکھا ہے۔ دھاتوں سے برتن اور زیورات بنانے اور آلات بنانے کا فن اس خطے کے لوگوں نے پانچ ہزار سال پہلے سیکھ لیا تھا۔ سنگ تراشی کا فن بھی یہاں نمایاں نظر آتا ہے۔ ہمارے ہاں کے لوگ مصوری سے بھی قدیم زمانے سے واقف ہیں۔ دیگر چھوٹے فنون میں زیورات سازی، سکہ سازی، مہر سازی اور لکڑی پر نقش و نگار بنانے کا کام پاکستان کے مختلف علاقوں میں دکھائی دیتا ہے۔

☆......زبان و ادب:

پاکستان میں کئی مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں جن کی تعداد 30 سے بھی زیادہ ہے۔ پاکستان کی مشہور زبانوں میں سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو اور سرائیکی وغیرہ شامل ہیں۔اردو پاکستان کی قومی زبان ہے جو اب دنیا کی چوتھی بڑی زبان بن چکی ہے۔ پاکستان کے ہر صوبے اور مقام پر اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔اردو زبان قومی زبان کے طور پر پاکستان کے عوام کے درمیان تعاون اور تعلقات بڑھانے کی ایک اہم ذریعہ ہے۔

☆......نظامِ تعلیم:

قومی سطح پر اختیار کئے جانے والے تعلیمی نظام کے ذریعے قومی ثقافت کی نشوونما ہوتی ہے اور طرح قومی ثقافت کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستان کے تعلیمی نظام میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور پاکستان کے مختلف تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے مضامین اور امتحان کا طریقہ کار ایک جیسا ہوتا ہے۔

☆......**مذہبی تہوار:**

پاکستان کے مشترکہ اور مماثل ثقافتی ورثہ کا مشاہدہ مذہبی تہواروں کے مواقع پر بھی کیا جا سکتا ہے۔عید الفطر اور عید الاضحیٰ پاکستان کے بنیادی مذہبی تہوار ہیں جو ہر سال مذہبی جوش وجذبہ سے منائے جاتے ہیں۔

☆......**دستکاریاں:**

دستکاریوں کا ہنر پاکستان کے لوگوں کو ہزار سال کے ورثے سے ملا ہے۔پاکستان کے دستکار نہایت ماہر، چابک دست اور جمالیاتی ذوق کے حامل ہیں۔روغنی ظروف بنانے کا کام عام ہے۔پیتل، تانبے اور کانسی کے برتنوں پر کندہ کاری کا کام ہمیشہ کی طرح اب بھی پشاور میں ہوتا ہے۔لکڑی کے فرنیچر پر کشیدہ کاری، پھول بوٹے بنانے کا کام بھی مختلف علاقوں میں کیا جاتا ہے۔

☆......**کھیل اور تماشے:**

کھیل اور تماشے پاکستانی ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔پاکستان میں بہت سے روایتی کھیل بھی ہیں جنمیں کشتی، کبڈی اور ملاکھڑا مقبول ہیں۔اس کے علاوہ پاکستان میں کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال اور اسکوائش بھی کھیلے جاتے ہیں۔پاکستان کرکٹ ٹیم کا شمار دنیا کی بہترین ٹیموں میں ہوتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

حرفِ آخر:

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا،لہذا پاکستان کی ثقافت کے ہر پہلو میں بھی اسلامی رنگ واضح نظر آتا ہے۔اسلام نے ہر فرد کو اس کے مکمل حقوق ادا کیے ہیں۔اسلئے مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی ثقافت، اسلامی ثقافت کی عین آئینہ دار ہے۔

☆......☆......☆

پاکستان کا قدیم ثقافتی ورثہ

Ancient Cultural Heritage of Pakistan

ابتدائیہ:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرضِ وجود میں آیا لیکن پاکستان کے لوگوں کا شمار دنیا کے قدیم ترین مہذب انسانی گروہوں میں ہوتا ہے۔اس طرح پاکستان کی تہذیب اتنی ہی قدیم ہے جتنے یہاں کے باشندے۔انسانی تہذیب کا آغاز دریاؤں کی زرخیز وادیوں میں ہوا۔ان وادیوں میں وادئ نیل (مصر)، وادئ دجلہ وفرات (عراق) اور وادئ سوان وسندھ (پاکستان) شامل ہیں۔

پاکستان کی اہم قدیم تہذیبیں:

پاکستان کی قدیم تہذیبیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ وادئ سوان کی تہذیب (Soan Velley Civilization)

۲۔ گوروشی تہذیب (Groshian Civilization)

۳۔ وادئ سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization)

۴۔ آریائی تہذیب (Aryan Civilization)

۵۔ گندھارا آرٹ(Gandhara Art)

۶۔ مسلم ثقافت(Muslim Culture)

پاکستان میں مسلم دور کا ثقافتی ورثہ:

مسلمانوں کے دورِ اقتدار (712ء-1857ء) میں برصغیر جنوبی ایشیا میں ایک نئی ثقافت کا ظہور ہوا جس نے فنِ تعمیر، خطاطی، موسیقی، رقص، تعلیم اور شعر و ادب کے فن کو متاثر کیا۔ مسلم دور کا یہ سارا ثقافتی ورثہ بھی پاکستان کا ثقافتی ورثہ ہے۔ اس ثقافتی ورثے کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

۱۔فنِ تعمیر(Architecture):

برصغیر جنوبی ایشیا میں مسلمانوں نے فنِ تعمیر کی طرف خاص توجہ دی۔ پاکستان کے فنِ تعمیر کے پیچھے ہزاروں سالوں کی روایات کارفرما ہیں۔ موئن جوداڑو اور ٹیکسلا کی شہری تقسیم و تنظیم، خانقاہوں کی تعمیرات، اسلامی دور کے باغات، محلات، قلعے، مقبرے اور مسجدیں ان کے سجاوٹی نقش و نگار دیکھ کر پاکستان کی ثقافت میں فنِ تعمیر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے گھریلو فنِ تعمیر میں بھی جدید طرز کے ساتھ قدیم طرزِ تعمیر کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔ مسلم عہد کی اہم عمارتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ قطب مینار دہلی	۲۔ بادشاہی مسجد لاہور	۳۔ مسجد وزیر خان لاہور
۴۔ مسجد مہابت خان پشاور	۵۔ مسجد شاہجہاں ٹھٹھہ	۶۔ شاہی قلعہ لاہور
۷۔ مقبرہ جہانگیر لاہور	۸۔ تاج محل آگرہ	۹۔ شالامار باغ لاہور

JOIN FOR MORE!!!

۲۔مصوری(Graphic Art):

فنِ مصوری کو بھی مسلمانوں خصوصاً مغل فرمانرواؤں نے عروج بخشا۔ اکبر بادشاہ کے زمانے میں فنِ مصوری کا مکتب مضبوط بنیادوں پر قائم کیا۔ مغل مصور فنی تکنیک سے نئے نئے تجربات کی کوشش کرتے رہے۔ اکبر بادشاہ کے بعد جہانگیر اور شاہجہان نے بھی مصوری کی سرپرستی کی۔ لیکن اورنگ زیب عالمگیر جو ایک کٹّر مذہبی آدمی تھا، کی تخت نشینی سے مصوری کو دھچکا لگا۔ تاہم اس نے بھی بعض مصوروں کو ملازم رکھا اور ان سے تصویریں بنوائیں۔

۳۔خطاطی(Calligraphy):

خطاطی یعنی خوش نویسی ایک خالص اسلامی فن ہے۔ مسلمانوں کے دورِ اقتدار میں خطاطی کو عسکری فنون کے برابر درجہ دیا جاتا تھا۔ مغل سلطنت کا بانی ظہیر الدین بابر ایک ماہر خطاط تھا۔ اکبر بادشاہ کے دور میں خوش نویسی کے آٹھ مختلف طریقے شاہی سرپرستی میں رائج تھے۔ خود اسے خطِ نستعلیق سب سے زیادہ پسند تھا۔

۴۔موسیقی(Music):

مسلم معاشرے میں موسیقی کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ابوالنصر محمد بن محمد الفارابی اور بوعلی سینا جیسے مفکرین اور حکماء نے بھی اس پر کتابیں تحریر کی ہیں۔ سلطان محمود غزنوی موسیقی کا سرپرست تھا۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں گوالیار کا نو مسلم میاں تان سین موجود تھا جسے کئی راگوں کی اختراع کا اعزاز حاصل ہے۔

۵۔رقص(Dance):

مسلمان بادشاہوں کی سرپرستی میں رقص کو ریاضیاتی اسلوب دیا گیا جس کے ذریعے ''کتھا کلی'' کی نشوونما ہوئی۔ دوسری

طرف زندگی بسر کرنے کے مختلف موضوعات پر مبنی لوک ناچ بھی تشکیل پا رہے تھے۔ شادی بیاہ کے رقص، بھنگڑا، سمی، خٹک، لڈی اور جھومر وغیرہ آج بھی شہروں کے اندر بڑے بڑے اجتماعات میں بے حد مقبول ہیں۔

۶۔ تعلیم (Education):

مسلمان حکمرانوں نے تعلیمی اداروں کے قیام میں بھی گہری دلچسپی لی۔ تعلیم مفت اور عام تھی۔ مغل بادشاہوں نے تعلیم و تدریس کے میدان میں خصوصی دلچسپی لی۔ نصاب میں منطق، حساب، علم پیمائش، جیومیٹری، علم نجوم اور علم زراعت جیسے مضامین شامل کیے۔ دینی اور دنیوی علوم کے شعبے الگ الگ کر دیئے گئے۔

۷۔ زبان وادب (Language & Literature):

مسلمانوں کے دورِ حکومت میں اردو زبان معرض وجود میں آئی۔ مشہور ماہر لسانیات گراہم بیلی تفصیلی تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اردو کی ابتداء 1027ء میں ٹھیک اس وقت ہوئی جبکہ غزنوی فوج کے سپاہیوں نے لاہور میں قیام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مغلوں کے آخری دور میں یہ زبان خوب پھولی پھلی۔ یہاں تک کہ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا شمار اردو زبان کے مایہ ناز شعراء میں ہوتا ہے۔

صرف اردو ہی نہیں، مسلمانوں کی سرپرستی میں سنسکرت، ہندی اور مقامی زبانوں نے بھی خوب فروغ پایا۔

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

باب ششم

پاکستانی زبانیں

JOIN FOR MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆......اردو زبان

☆......اردو زبان بحیثیت قومی زبان

☆......سندھی زبان

☆......پشتو زبان

☆......پنجابی زبان

☆......بلوچی زبان

☆......کشمیری زبان

☆......براہوی زبان

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......اردو بحیثیت قومی زبان

☆......پاکستان کی علاقائی زبانیں

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں:

☆ ادب ☆ **لشکر** ☆ فوج ☆ میل جول

۲۔اردو کا پہلا دیوان انہوں نے مرتب کیا:

☆ میر تقی میر ☆ مرزا غالب ☆ **قلی قطب شاہ** ☆ امیر خسرو

۳۔انہوں نے سندھی ادب کیلئے عربی رسم الخط کو بنیاد بنا کر ایک نیا رسم الخط تیار کیا:

☆ اخوند عزیز اللہ ☆ **ابوالحسن سندھی** ☆ مخدوم محمد ہاشم ☆ مرزا قلیچ بیگ

۴۔پنجابی زبان کا مشہور قصہ ہیر رانجھا ان کی تصنیف ہے:

☆ **وارث شاہ** ☆ بلھے شاہ ☆ ہاشم شاہ ☆ مرزا قلیچ بیگ

۵۔سسی پنوں ان کی تصنیف ہے:

☆ وارث شاہ ☆ بلھے شاہ ☆ **ہاشم شاہ** ☆ مرزا قلیچ بیگ

۶۔شاہ عبداللطیف کے شعری مجموعے کا نام ہے:

☆ شاہ جو غزل ☆ **شاہ جو رسالو** ☆ شاہ جو نظم ☆ شاہ جو قصیدو

۷۔سچل سرمست اس زبان کے شاعر تھے:

☆ **سندھی** ☆ اردو ☆ پنجابی ☆ پشتو

۸۔رحمان بابا اس زبان کے شاعر تھے:

☆ سندھی ☆ اردو ☆ پنجابی ☆ **پشتو**

۹۔کسی بھی زبان کے ارتقائی مراحل میں جنم لینے والے ادب کو کہا جاتا ہے:

☆ لسانی ادب ☆ **لوک ادب** ☆ ثقافتی ادب ☆ ارتقائی ادب

۱۰۔پاکستان میں بولی جانے والی زبانوں کی تقریباً تعداد ہے:

☆ 20 ☆ 25 ☆ **30** ☆ 50

۱۱۔بلوچی زبان کا تعلق کون سی قدیم زبانوں سے ہے؟

☆ عربی ☆ **آریائی** ☆ ہندکو ☆ ہندی

۱۲۔انہوں نے سندھی زبان میں مختلف موضوعات پر تقریباً ۴۰۰ کتابیں لکھیں:

☆ ابوالحسن سندھی ☆ مخدوم محمد ہاشم ☆ **مرزا قلیچ بیگ** ☆ اخوند عزیز اللہ

۱۳۔کشمیری زبان کا پہلا شاعر ہے:

☆ غلام احمد باجور ☆ **شتی کنتھ** ☆ ملا فقیر ☆ محمود گامی

۱۴۔براہوی زبان کی اس کتاب کو معیاری ادب میں شامل کیا جاتا ہے:

☆ تحفۃ العوام ☆ **تحفۃ العجائب** ☆ تذکرۃ الاولیاء ☆ الف لیلیٰ

JOIN FOR MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: اردو زبان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

اردو زبان
Urdu Language

تعارف:

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ”لشکر“ کے ہیں۔ اردو برصغیر کی زبانِ رابطہ ہے۔ اردو (بولنے والوں کی تعداد کے لحاظ سے) دنیا کی تمام زبانوں میں بیسویں نمبر پر ہے۔ یہ پاکستان کی قومی زبان جبکہ بھارت کی 23 سرکاری زبانوں میں سے ایک ہے۔ مشہور ماہر لسانیات گراہم بیلی تفصیلی تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اردو کی ابتداء 1027ء میں ٹھیک اس وقت ہوئی جبکہ غزنوی فوج کے سپاہیوں نے لاہور میں قیام کرنا شروع کر دیا تھا۔ مختلف لسانی گروہوں سے تعلق رکھنے والے سپاہیوں کو ایک مشترک زبان کی ضرورت پڑی اور وہاں اردو زبان نے جنم لیا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

اردو کے مختلف نام:

ابتدائی دور میں اس زبان کیلئے ہندوی، ہندی اور ہندوستانی کے نام مستعمل رہے۔ گزرے ہوئے ایام میں اس زبان کیلئے ”ریختہ“ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ اردو زبان کیلئے ”اردوئے معلیٰ“ کا لفظ بھی استعمال کیا گیا۔

جذب کرنے کی صلاحیت:

اردو کی خوبصورتی ترکی زبان کی ملاوٹ ہے۔ اردو زبان کی بہترین بات اس کی دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی صلاحیت ہے۔ بالکل اس طرح جیسے یہ اسی زبان کا حصہ ہے۔

ذخیرۂ الفاظ:

اردو کا ذخیرۂ الفاظ بہت بڑا ہے۔ اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی عجیب صلاحیت ہے۔ یہ پاکستان کی ساری زبانوں کے الفاظ رکھتی ہے۔ اس کے الفاظ کا ذخیرہ آج 4,00,000 ہے۔ اس کے نظم و نثر کا بھی بہترین خزانہ موجود ہے۔

بین الاقوامی زبان:

اردو ایک بین الاقوامی زبان ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کیونکہ اس زبان کے ذریعے ہم اپنا قومی تشخص برقرار رکھ سکتے ہیں اور غیر ملکی پروپیگنڈے کا جواب مؤثر انداز میں دے سکتے ہیں۔ UNESCO کے مطابق اردو پوری دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

☆......☆......☆

سوال: اردو زبان کس طرح قومی تشخص کی علامت ہے؟

اردو بحیثیت قومی زبان

Urdu as National Language

اردو زبان، قومی تشخص کی علامت:

اردو زبان کس طرح قومی تشخص کی علامت ہے؟ برصغیر کے مسلمانوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ ان کا ہمیشہ یہی موقف رہا کہ یہ ہندوستانیوں (ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں) کی زبان ہے۔ لیکن برطانوی عہد میں ہندوؤں نے اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دیا اور اس کی جگہ ہندی زبان کو دیوناگری رسم الخط میں رائج کرنے کی تحریک چلائی۔ ہندوؤں کی اس تحریک نے مسلمانوں کے اندازِ فکر کو بدل دیا۔ متحدہ قومیت کی بنیاد متزلزل ہوگئی اور اردو مسلمانوں کے قومی تشخص کی علامت بن گئی۔

اردو پاکستان کی قومی زبان:

قیام پاکستان کے بعد جب علاقائیت پرستوں نے لسانی اختلافات کو ہوا دی تو 24 مارچ 1948ء کو قائداعظم نے ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی۔ جو شخص اس بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا کرنا چاہتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔"

JOIN FOR MORE!!!

تحریک آزادی:

اس زبان نے تحریک آزادی میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ تمام رہنما اردو زبان میں ہی قوم سے خطاب کیا کرتے تھے۔ شاعروں نے اردو شاعری کے ذریعے ہی لوگوں کے جذبات کو ابھارا۔ سارے اہم نعرے بھی اسی زبان میں لکھے گئے۔

تعلیم کا ذریعہ:

یہ تمام اسکولوں اور اداروں میں پڑھانے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔

رابطہ کا ذریعہ:

یہ پاکستان کے عوام کے درمیان تعاون اور تعلقات بڑھانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ پاکستان کے ہر صوبے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس طرح پاکستان کے مختلف صوبوں کے مابین اردو رابطے کی زبان کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

☆......☆......☆

سوال: سندھی زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

سندھی زبان

Sindhi Language

تعارف:

سندھی زبان موجودہ صوبہ سندھ سے باہر بلوچستان کے کچھ حصے اور ہندوستان کے علاقے راجستھان اور کچّھ میں بولی جاتی

ہے۔ مسلمانوں کے دورِ حکومت (1843-712) میں سندھی زبان، عربی اور ترکی زبانوں سے کافی متاثر ہوئی۔ انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے بے شمار الفاظ سندھی زبان میں شامل ہوئے۔ یہ زبان اپنے قدیم ورثے اور اس کے بولنے والوں کی لگن کے باعث پاکستان کی دیگر زبانوں کی نسبت زیادہ پختہ ہے۔

سندھی زبان کی بولیاں:

سندھی زبان کی مختلف بولیاں اور لہجے حسب ذیل ہیں:

۱۔ سریلی: سندھ کے شمال میں بولی جاتی ہے۔ اس علاقے میں خیر پور، لاڑکانہ، شکارپور، سکھر، جیکب آباد کے اضلاع آتے ہیں۔

۲۔ وچولی: سندھ کے درمیانی علاقے ''وچولو'' میں بولی جاتی ہے۔ اس علاقے میں نواب شاہ، دادو، سانگھڑ اور حیدر آباد کے اضلاع آتے ہیں۔

۳۔ لاڑی: سندھ کے جنوبی حصے ''لاڑ'' میں بولی جاتی ہے۔ یہ علاقہ بدین، اضلاع ٹھٹھہ اور حیدر آباد کے زیریں حصے پر مشتمل ہے۔

۴۔ تھری: سندھ کے ریگستانی علاقے ''تھر'' میں بولی جاتی ہے۔ یہ علاقہ تھر پارکر پر مشتمل ہے اور بھارت کے راجستھان سے ملحق ہے۔

۵۔ کوہستانی: ضلع دادو کے کوہستانی علاقے اور تھانہ بولا خان میں جو سندھی بولی جاتی ہے اسے کوہستانی کہتے ہیں۔

۶۔ لاسی: بلوچستان کے علاقے لسبیلہ میں بولی جانے والی زبان کو لاسی کہا جاتا ہے۔

سندھ کے درمیانی علاقے ''وچولو'' میں بولی جانے والی وچولی بولی کو معیاری سمجھا جاتا ہے اور تحریر میں بھی زیادہ تر یہی مروج ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

سندھی زبان کا رسم الخط:

شروع میں سندھی زبان مارواڑی اور ارض ناگری رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ عربوں کی آمد کے بعد سندھی زبان عربی رسم الخط میں لکھی جانے لگی اور آگے چل کر سندھی زبان نے عربی رسم الخط کو مستقل طور پر اپنا لیا۔ یہ رسم الخط 52 حروف پر مشتمل ہے۔

سندھی زبان کے مشہور شعراء:

سندھی زبان کے چند مشہور شعراء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شاہ عبداللطیف بھٹائی (۲) قاضی قاضن (۳) سید علی ثانی ٹھٹھوی
(۴) مخدوم نوح ہالائی (۵) مخدوم پیر محمد لکھوی

سندھی ادب کی مشہور شخصیات:

سندھی ادب کی چند مشہور شخصیات کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مرزا قلیچ بیگ (۲) علامہ داؤد پوتہ (۳) علی محمد راشدی
(۴) عبدالمجید سندھی (۵) شیخ مبارک ایاز

☆......☆......☆

سوال: پشتو زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

پشتو زبان
Pushto Language

تعارف:

پشتو یا پختو خیبر پختونخواہ کے کچھ اضلاع، وادی سوات، وادی کاغان، وادی کرم، شمالی وزیرستان، بلوچستان کے شمال مشرقی اضلاع (بالخصوص کوئٹہ، پشین وغیرہ) کے علاوہ افغانستان کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ پختونوں کی اکثریت پاکستان میں آباد ہے۔ صرف ایک تہائی ڈیورنڈ لائن (Durand Line) سے اس پار ہے۔

پشتو زبان کی بولیاں:

پشتو زبان کے اہم لہجے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) یوسف زئی (۲) خٹک یا قندھاری

JOIN FOR MORE!!!

شمالی حصے میں یوسف زئی بولی رائج ہے جبکہ خٹک یا قندھاری لہجہ جنوبی حصے میں بولا جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں پشتو خروشتی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لیکن اس کے بعد محمود غزنوی کے دور میں اس کا عربی رسم الخط ایجاد کیا گیا جو اب تک رائج ہے۔

پشتو زبان کا رسم الخط:

قدیم زمانے میں پشتو زبان خروشتی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی جو ایک غیر ہندی خط تھا اور ایران سے ہندوستان پہنچا تھا۔ پشتو زبان کا موجودہ رسم الخط سلطان محمود غزنوی کے دور میں قاضی سیف اللہ نے تیار کیا تھا۔

پشتو کے مشہور شعراء:

پشتو زبان کے چند مشہور شعرائے کرام درج ذیل ہیں:

(۱) امیر حمزہ خان شنواری (۲) خوشحال خان خٹک (۳) رحمان بابا

(۴) شیر شاہ سوری (۵) سیف اللہ (۶) مرزا خان انصاری

☆......☆......☆

سوال: پنجابی زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

پنجابی زبان
Punjabi Language

تعارف:

پاکستان میں 44 فیصد لوگ پنجابی زبان کو بول چال کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اس زبان کے بولنے والے صوبہ پنجاب میں آباد ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے دو ملحقہ ڈویژنوں، آزاد کشمیر، بھارتی پنجاب اور مقبوضہ جموں وکشمیر کے بڑے حصے میں پنجابی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ پنجابی قدیم زبان ہے اور اس میں سنسکرت کے بہت سے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

امیر خسرو نے پنجابی کیلئے ہندوی اور لاہوری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ابوالفضل نے اسے ملتانی زبان کہا ہے۔ اس زبان کیلئے

سب سے پہلے پنجابی کا لفظ حافظ برخوردار نے اپنی کتاب مفتاح الفقہ میں استعمال کیا جو سترہویں صدی میں لکھی گئی۔

پنجابی زبان کی بولیاں:

بنیادی طور پر پنجابی زبان کی بولیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) مشرقی بولیاں (۲) مغربی بولیاں

مشرقی بولیوں میں بھٹیانی، راٹھی اور مالوی وغیرہ شامل ہیں جبکہ مغربی بولیوں میں پوٹھوہاری، دھنی، چھاچھی، ستارہ پوری، سرائیکی اور جانگلی وغیرہ شامل ہیں۔ مرکزی پنجابی جسے ''ماجھی بولی'' کہا جاتا ہے اسے معیاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ یہ لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مروج ہے۔

پنجابی زبان کا رسم الخط:

ابتداء میں پنجابی زبان نسخ اور نستعلیق میں لکھی جاتی تھی۔ انگریزوں کی آمد کے بعد انگریز مشنریوں نے جو کتابیں شائع کیں وہ رومن حروف میں تھیں۔ آج بھی پنجابی کی کتابیں رومن رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

پنجابی زبان کے مشہور شعراء:

پنجابی زبان کے چند مشہور شعراء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت بلھے شاہ (۲) حضرت سلطان باہو (۳) سید وارث شاہ

(۴) بابا فرید گنج شکر (۵) امیر خسرو (۶) منیر نیازی

پنجابی ادب کی مشہور شخصیات:

پنجابی ادب کی چند مشہور شخصیات کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ محمد لکھوی (۲) میاں محمد بخش (۳) سید فضل شاہ

(۴) مولوی حبیب اللہ فیروز دین (۵) عبداللہ جکڑالوی

☆......☆......☆

سوال: بلوچی زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

بلوچی زبان
Balochi Language

تعارف:

بلوچی ایک قدیم زبان ہے۔ اس زبان کو آریائی زبانوں کی ایرانی شاخ میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زبان بعض پہلوؤں سے فارسی سے مماثلت رکھتی ہے۔ ماہر لسانیات گیریئرسن (Grierson) کا خیال ہے کہ بلوچی دوسری زبانوں کی نسبت فارسی سے زیادہ قریب تر ہے۔

بلوچی زبان کی بولیاں:

بلوچی زبان کے تین اہم لہجے ہیں، سلیمانی، مکرانی اور رخشانی۔

۱۔سلیمانی / مشرقی: یہ مشرقی بلوچستان میں کوئٹہ ڈویژن، ضلع ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان اور سندھ کے بلوچ قبائل میں بولی جاتی ہے۔

۲۔مکرانی / مغربی: یہ مغربی بلوچستان میں رائج ہے۔ مکران، قلات، لسبیلہ اور ایرانی بلوچستان میں بولی جاتی ہے۔

۳۔رخشانی: یہ خاران، چاغی، سیستان (ایران) اور افغانستان کے ضلع گرمیر میں بولی جاتی ہے۔

سلیمانی لہجے میں سندھی الفاظ اور مکرانی لہجے میں فارسی اور پشتو الفاظ زیادہ ہیں۔

بلوچی زبان کا رسم الخط:

قیام پاکستان تک عربی رسم الخط ہی بلوچی زبان کے لیے رائج رہا۔ آزادی کے بعد اردو کے حروف تہجی کو گھٹا بڑھا کر بلوچی زبان کے لیے معیاری رسم الخط ایجاد کیا گیا۔

بلوچی زبان کے مشہور شعراء:

بلوچی زبان کے چند مشہور شعراء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) میر شہداد خان　(۲) لشکر خان جسکانی　(۳) سید نور شاہ

(۴) میر گل خان نصیر　(۵) غلام محمد بالاچانی　(٦) عبدالرحیم صابر

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

سوال: کشمیری زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

کشمیری زبان
Kashmiri Language

تعارف:

یہ زبان کشمیر کے باشندوں کی زبان ہے۔ تاہم یہ جموں، گلگت اور بلتستان کے بعض علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ کشمیر کے باشندے اپنے علاقے کو "کشیر" کہتے ہیں اور اپنی زبان کو "کاشر" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سیاحوں، حکمرانوں اور شعراء نے اس علاقے کو قدرتی حسن کی وجہ سے جنت نظیر، مشرق کا یونان، ایشیا کا سوئٹزرلینڈ جیسے نام دیئے ہیں۔

کشمیری زبان کے بارے میں محققین کا خیال ہے کہ یہ آریائی زبان ہے اور سنسکرت سے ماخوذ ہے۔

کشمیری زبان کی بولیاں:

کشمیری زبان کے تین بنیادی لہجے ہیں:

(۱) سلمانکی　(۲) گندورو　(۳) گامی

گندورو کو معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

کشمیری زبان کا رسم الخط:

کشمیری زبان قدیم زمانے میں شاردا رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ سولہویں صدی میں کشمیری زبان کے لیے فارسی رسم الخط شروع ہوا۔ 1954ء میں کشمیری زبان کے لیے خط نستعلیق تجویز ہوا۔

کشمیری زبان کے مشہور شعراء:

کشمیری زبان کے چند مشہور شعراء کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شتی گنتھ	(۲) شیخ نور دین نورانی	(۳) میر عبداللہ بیہقی
(۴) امیر الدین کریری	(۵) رسول میر شاہ آبادی	(۶) غلام رسول نازکی

☆......☆......☆

سوال: براہوی زبان پر نوٹ تحریر کریں۔

براہوی زبان
Brahvi Language

تعارف:

براہوئی ایک قدیم ترین زبان ہے۔ ہر نئے سیکھنے والے کے لیے یہ زبان بہت مشکل ثابت ہوتی ہے۔ یہ زبان بہت وسیع علاقے میں بولی جاتی ہے، کوئٹہ سے لے کر ایران کے بارڈر تک اور حب چوکی تک یہ زبان بولی جاتی ہے۔ یہ زبان جتنے بڑے علاقہ میں بولی جاتی ہے اتنی ہی غیر معروف ہے۔ کراچی کی طرف حب چوکی کے بعد کوئی اس زبان کے بارے کچھ نہیں جانتا۔

براہوئی زبان پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے علاوہ افغانستان اور ایران کے کئی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے صوبہ سندھ میں بھی براہوئی بولنے والوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ سندھ میں رہنے والے براہوئی خود کو ''بروہی'' جبکہ بلوچستان، افغانستان اور ایران میں براہوئی بولنے والے بلوچ کہلاتے ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

براہوی زبان کا رسم الخط:

قدیم زمانے میں براہوی زبان خروشتی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں اس زبان کے لیے فارسی رسم الخط اختیار کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد 1960ء میں براہوی زبان کے لیے اردو رسم الخط کو اختیار کیا گیا۔

براہوی زبان کی ادبی شخصیات:

براہوی زبان کی چند مشہور ادبی شخصیات کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ملک داد قلاتی	(۲) مولانا محمد عبداللہ درخانی	(۳) علامہ محمد عمر دین پوری
(۴) مولانا حاجی نبو خان	(۵) صوفی عبداللہ خان	(۶) عبدالرحمٰن کرد

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

اردو بحیثیت قومی زبان

Urdu as National Language

تعارف:

پاکستان میں چھوٹی بڑی 31 زبانیں بولی جاتی ہیں۔ان زبانوں میں اردو کے علاوہ سندھی، بلوچی، پشتو، پنجابی اور کشمیری قابل ذکر ہیں۔ پاکستان کے تمام علاقوں کی اپنی اپنی علاقائی زبانیں ہیں جنہیں وہاں کے لوگ رابطہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں لیکن اردو زبان پورے پاکستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔

اردو زبان کا ارتقاء:

JOIN FOR MORE!!!

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''لشکر'' کے ہیں۔اردو کا آغاز کب، کہاں اور کیسے ہوا یہ وہ سوالات ہیں جن پر تحقیق کرنے والوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔لیکن وہ کسی ایک متفقہ نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔مشہور ماہر لسانیات گراہم بیلی تفصیلی تجزیہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اردو کی ابتداء 1027ء میں ٹھیک اس وقت ہوئی جبکہ غزنوی فوج کے سپاہیوں نے لاہور میں قیام کرنا شروع کر دیا تھا۔مختلف لسانی گروہوں سے تعلق رکھنے والے سپاہیوں کو ایک مشترک زبان کی ضرورت پڑی اور وہاں اردو زبان نے جنم لیا۔

اردو کے مختلف نام:

ابتدائی دور میں اس زبان کیلئے **ہندوی، ہندی اور ہندوستانی** کے نام مستعمل رہے۔گزرے ہوئے ایام میں اس زبان کیلئے ''ریختہ'' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ریختہ ایسے کلام کو کہا جاتا ہے جس میں فارسی اور ہندی اتحاد ہو۔کافی عرصہ تک اردو کیلئے یہی لفظ استعمال ہوتا رہا۔میر کا شعر ہے:

گفتگو ریختہ میں ہم سے نہ کر ~ یہ ہماری زباں ہے پیارے

اردو زبان کیلئے ''اردوئے معلیٰ'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا۔بعد میں کثرت استعمال کی خاطر **معلیٰ** کا لفظ حذف ہو گیا اور صرف **اردو** رواج پا گیا۔داغ دہلوی فرماتے ہیں:

اردو ہے جس کا نام ہم ہی جانتے ہیں داغؔ ~ سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اردو پاکستان کی قومی زبان:

قیام پاکستان کے بعد جب علاقائیت پرستوں نے لسانی اختلافات کو ہوا دی تو 24 مارچ 1948ء کو قائداعظم نے ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اردو زبان عظیم ثقافتی ورثے کی حامل اور پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بولی اور سمجھی جاتی ہے اور دوسرے اسلامی ممالک کی زبانوں سے بھی قریب تر ہے۔اسلئے پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی۔جو شخص اس بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا کرنا

چاہتا ہے وہ پاکستان کا دشمن ہے۔''

اردو زبان، قومی تشخص کی علامت:

اردو زبان کس طرح قومی تشخص کی علامت ہے؟ برصغیر کے مسلمانوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ ان کا ہمیشہ یہی موقف رہا کہ یہ ہندوستانیوں (ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں) کی زبان ہے۔ لیکن برطانوی عہد میں ہندوؤں نے اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دیا اور اس کی جگہ ہندی زبان کو دیوناگری رسم الخط میں رائج کرنے کی تحریک چلائی۔ ہندوؤں کی اس تحریک نے مسلمانوں کے اندازِ فکر کو بدل دیا۔ متحدہ قومیت کی بنیاد متزلزل ہوگئی اور اردو مسلمانوں کے قومی تشخص کی علامت بن گئی۔

اردو کی خوبیاں:

۱۔ جذب کرنے کی صلاحیت:

اردو کی خوبصورتی ترکی زبان کی ملاوٹ ہے۔ اردو زبان کی بہترین بات اس کی دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی صلاحیت ہے۔ بالکل اس طرح جیسے یہ اسی زبان کا حصہ ہے۔

۲۔ ذخیرۂ الفاظ:

اردو کا ذخیرۂ الفاظ بہت بڑا ہے۔ اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی عجیب صلاحیت ہے۔ یہ پاکستان کی ساری زبانوں کے الفاظ رکھتی ہے۔ اس کے الفاظ کا ذخیرہ آج 4,00,000 ہے۔ اس کے نظم و نثر کا بھی بہترین خزانہ موجود ہے۔

۳۔ قومی شناخت کی علامت:

اردو ہماری قومی شناخت کی علامت ہے۔ ہم اسی زبان کی وجہ سے باہر کے ممالک میں بھی پہچانے جاتے ہیں۔

۴۔ بین الاقوامی زبان:

اردو ایک بین الاقوامی زبان ہے۔ پاکستان کی ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کیونکہ اس زبان کے ذریعے ہم اپنا قومی تشخص برقرار رکھ سکتے ہیں اور غیر ملکی پروپیگنڈے کا جواب مؤثر انداز میں دے سکتے ہیں۔ UNESCO کے مطابق اردو پوری دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

بحیثیت قومی زبان اردو کی اہمیت:

۱۔ مسلمانوں کی ثقافت:

یہ ہمارا ثقافتی اثاثہ ہے۔ مغل دورِ حکومت کے آخری دو سو سال (۱۸۵۷ء - ۱۶۵۸ء) تمام مذہبی علماء، اسکالرز، ادیبوں اور شاعروں نے اس زبان کو استعمال کیا۔ عربی کے بعد اردو واحد زبان ہے جس میں اسلامی ادب کا خزانہ موجود ہے۔

۲۔ تحریک آزادی:

اس زبان نے تحریک آزادی میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ تمام رہنما اردو زبان میں ہی قوم سے خطاب کیا کرتے تھے۔ شاعروں نے اردو شاعری کے ذریعے ہی لوگوں کے جذبات کو ابھارا۔ سارے اہم نعرے بھی اسی زبان میں لکھے گئے۔

۳۔ قومی اور دفتری زبان:

قائد اعظم نے ۲۱ / مارچ ۱۹۴۸ء کو اردو زبان کو پاکستان کی قومی اور دفتری زبان کا درجہ دیا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے **''مقتدرہ**

قومی زبان' کے چیئر مین کی حیثیت سے 14 اگست 1988ء کو ایک اخباری بیان دیتے ہوئے کہا:

''مقتدرہ نے اردو کو سرکاری دفاتر میں رائج کرنے کیلئے جملہ اقدامات کردیے ہیں۔اب حکومت کا فرض ہے کہ وہ اردو کے نفاذ کیلئے عملی اقدامات کرے''

۴۔ قومی اتحاد اور یکجہتی کی علامت:

پاکستان کے تمام علاقوں کی اپنی اپنی علاقائی زبانیں ہیں جنہیں وہاں کے لوگ رابطہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں لیکن اردو پاکستان کے کسی صوبے یا علاقے کی زبان نہیں بلکہ یہ پورے پاکستان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ لوگوں میں اتحاد اور تعاون کا ذریعہ ہے۔

۵۔ تعلیم کا ذریعہ:

یہ تمام اسکولوں اور اداروں میں پڑھانے کیلئے استعمال کی جاتی ہے۔

۶۔ رابطہ کا ذریعہ:

یہ پاکستان کے عوام کے درمیان تعاون اور تعلقات بڑھانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ پاکستان کے ہر صوبے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس طرح پاکستان کے مختلف صوبوں کے مابین اردو رابطے کی زبان کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

اختتامیہ:

اردو نہ صرف پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان ہے، بلکہ یہ ہمارا ثقافتی ورثہ اور اثاثہ بھی ہے۔ اس لحاظ سے یہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسی میں پاکستانیت یعنی قومی تشخص کے فروغ کا راز پنہاں ہے:

کتنی شیریں زباں اردو ہے   اپنی ملت کی جاں اردو ہے

پاکستان کی علاقائی زبانیں
Regional Languages of Pakistan

تعارف:

پاکستان میں چھوٹی بڑی 30 سے زائد علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ علاقائی زبانوں کا اپنا لوک ادب ہے جس کے ساتھ لوگوں کی جذباتی وابستگی ہے۔ ان زبانوں میں قومی زبان اردو کے علاوہ پشتو، پنجابی، سندھی، بلوچی اور کشمیری قابل ذکر ہیں۔

(۱) پشتو زبان:

پشتو یا پختو خیبر پختونخواہ کے کچھ اضلاع، وادی سوات، وادی کاغان، وادی کرم، شمالی وزیرستان، بلوچستان کے شمال مشرقی اضلاع (بالخصوص کوئٹہ، پشین وغیرہ) کے علاوہ افغانستان کے مشرقی اور جنوبی علاقوں میں بولی جاتی ہے۔ پختونوں کی اکثریت پاکستان میں آباد ہے۔ صرف ایک تہائی ڈیورنڈ لائن (Durand Line) سے اس پار ہے۔

پشتو زبان کی بولیاں:

پشتو زبان کے اہم لہجے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) یوسف زئی　　(۲) خٹک یا قندھاری

شمالی حصے میں یوسف زئی بولی رائج ہے جبکہ خٹک یا قندھاری لہجہ جنوبی حصے میں بولا جاتا ہے۔قدیم زمانے میں پشتو خروشتی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی لیکن اس کے بعد محمود غزنوی کے دور میں اس کا عربی رسم الخط ایجاد کیا گیا جو اب تک رائج ہے۔

پشتو کے مشہور شعراء:

پشتو زبان کے چند مشہور شعرائے کرام درج ذیل ہیں:

(۱) امیر خسرو　　(۲) خوشحال خان خٹک　　(۳) رحمان بابا

(۴) شیر شاہ سوری　　(۵) سیف اللہ　　(۶) کاظم کاظم

(۲) پنجابی زبان:

پاکستان میں 44 فیصد لوگ پنجابی زبان کو بول چال کیلئے استعمال کرتے ہیں۔اس زبان کے بولنے والے صوبہ پنجاب میں آباد ہیں۔اس کے علاوہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے دو ملحقہ ڈویژنوں، آزاد کشمیر، بھارتی پنجاب اور مقبوضہ جموں و کشمیر کے بڑے حصے میں پنجابی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔پنجابی قدیم زبان ہے اور اس میں سنسکرت کے بہت سے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

امیر خسرو نے پنجابی کیلئے ہندوی اور لاہوری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ابوالفضل نے اسے ملتانی زبان کہا ہے۔اس زبان کیلئے سب سے پہلے پنجابی کا لفظ حافظ برخوردار نے اپنی کتاب مفتاح الفقہ میں استعمال کیا جو سترہویں صدی میں لکھی گئی۔

پنجابی زبان کی بولیاں:

بنیادی طور پر پنجابی زبان کی بولیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) مشرقی بولیاں　　(۲) مغربی بولیاں

مشرقی بولیوں میں بھٹیانی، راٹھی اور مالوی وغیرہ شامل ہیں جبکہ مغربی بولیوں میں پوٹھوہاری، دھنی، چھاچھی، ستارہ پوری، سرائیکی اور جانگلی وغیرہ شامل ہیں۔مرکزی پنجابی جسے ''ماجھی بولی'' کہا جاتا ہے اسے معیاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔یہ لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مروج ہے۔

(۳) سندھی زبان:

سندھی زبان موجودہ صوبہ سندھ سے باہر بلوچستان کے کچھ حصے اور ہندوستان کے علاقے راجستھان اور کچّھ میں بولی جاتی ہے۔مسلمانوں کے دور حکومت (712-1843) میں سندھی زبان، عربی اور ترکی زبانوں سے کافی متاثر ہوئی۔انگریزوں کی آمد کے بعد انگریزی زبان کے بے شمار الفاظ سندھی زبان میں شامل ہوئے۔یہ زبان اپنے قدیم ورثے اور اس کے بولنے والوں کی لگن کے باعث پاکستان کی دیگر زبانوں کی نسبت زیادہ پختہ ہے۔

سندھی زبان کی بولیاں:

سندھی زبان کی مختلف بولیاں اور لہجے حسب ذیل ہیں:

۱۔سرلی: سندھ کے شمال میں بولی جاتی ہے۔اس علاقے میں خیر پور، لاڑکانہ، شکار پور، سکھر، جیکب آباد کے اضلاع آتے ہیں۔

۲۔وچولی: سندھ کے درمیانی علاقے ''وچولو'' میں بولی جاتی ہے۔اس علاقے میں نواب شاہ، دادو، سانگھڑ اور حیدر آباد کے اضلاع آتے ہیں۔

۳۔لاڑی: سندھ کے جنوبی حصے ''لاڑ'' میں بولی جاتی ہے۔ یہ علاقہ بدین، اضلاع ٹھٹھہ اور حیدر آباد کے زیریں حصے پر مشتمل ہے۔

۴۔تھری: سندھ کے ریگستانی علاقے ''تھر'' میں بولی جاتی ہے۔ یہ علاقہ تھر پارکر پر مشتمل ہے اور بھارت کے راجستھان سے ملحق ہے۔

۵۔کوہستانی: ضلع دادو کے کوہستانی علاقے اور تھانہ بولا خان میں جو سندھی بولی جاتی ہے اسے کوہستانی کہتے ہیں۔

۶۔لاسی: بلوچستان کے علاقے لسبیلہ میں بولی جانے والی زبان کو لاسی کہا جاتا ہے۔

سندھ کے درمیانی علاقے ''وچولو'' میں بولی جانے والی وچولی بولی کو معیاری سمجھا جاتا ہے اور تحریر میں بھی زیادہ تر یہی مروج ہے۔

(۴) بلوچی زبان:

بلوچی ایک قدیم زبان ہے۔ اس زبان کو آریائی زبانوں کی ایرانی شاخ میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زبان بعض پہلوؤں سے فارسی سے مماثلت رکھتی ہے۔ ماہر لسانیات گیر ئیرسن (Grierson) کا خیال ہے کہ بلوچی دوسری زبانوں کی نسبت فارسی سے زیادہ قریب تر ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

بلوچی زبان کی بولیاں:

بلوچی زبان کے تین اہم لہجے ہیں، سلیمانی، مکرانی اور رخشانی۔

۱۔سلیمانی: یہ مشرقی بلوچستان میں کوئٹہ ڈویژن، ضلع ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان اور سندھ کے بلوچ قبائل میں بولی جاتی ہے۔

۲۔مکرانی: یہ مغربی بلوچستان میں رائج ہے۔ مکران، قلات، لسبیلہ اور ایرانی بلوچستان میں بولی جاتی ہے۔

۳۔رخشانی: یہ خاران، چاغی، سیستان (ایران) اور افغانستان کے ضلع گرمیر میں بولی جاتی ہے۔

سلیمانی لہجے میں سندھی الفاظ اور مکرانی لہجے میں فارسی اور پشتو الفاظ زیادہ ہیں۔

(۵) کشمیری زبان:

یہ زبان کشمیر کے باشندوں کی زبان ہے۔ تاہم یہ جموں، گلگت اور بلتستان کے بعض علاقوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ کشمیر کے باشندے اپنے علاقے کو ''کشیر'' کہتے ہیں اور اپنی زبان کو ''کاشر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سیاحوں، حکمرانوں اور شعراء نے اس علاقے کو قدرتی حسن کی وجہ سے جنت نظیر، مشرق کا یونان، ایشیا کا سوئٹزر لینڈ جیسے نام دیئے ہیں۔

کشمیری زبان کے بارے میں محققین کا خیال ہے کہ یہ آریائی زبان ہے اور سنسکرت سے ماخوذ ہے۔

کشمیری زبان کی بولیاں:

کشمیری زبان کے تین بنیادی لہجے ہیں:

(۱) سلمانکی (۲) گندورو (۳) گامی

گندورو کو معیاری لہجہ سمجھا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

باب ہفتم

اقتصادی منصوبہ بندی اور ترقی

JOIN
FOR
MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سولات:

☆......پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی

☆......پانچواں پانچ سالہ منصوبہ

☆......چھٹا پانچ سالہ منصوبہ

☆......ساتواں پانچ سالہ منصوبہ

☆......آٹھواں پانچ سالہ منصوبہ

☆......پاکستان میں شعبہ زراعت کی اہمیت

☆......پاکستان کی اہم فصلیں

☆......پاکستان میں صنعتی ترقی

☆......دیہی اور شہری زندگی میں فرق

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......پاکستان کے زرعی مسائل

☆......زرعی مسائل کے حل کے لیے اقدامات

☆......پاکستان کی صنعتیں

☆......پاکستان میں تعلیم

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک ملک ہے:

☆ **زرعی** ☆ صنعتی ☆ ترقی یافتہ ☆ خودکفیل

۲۔ پاکستان کا پہلا پانچ سالہ معاشی ترقیاتی منصوبہ تیار کیا گیا:

☆ **1955-60ء** ☆ 1950-55ء ☆ 1965-70ء ☆ 1960-65ء

۳۔ پاکستان کی تقریباً اتنی فیصد آبادی گاؤں دیہات میں رہتی ہے:

☆ 50 ☆ 60 ☆ **70** ☆ 80

۴۔ بیس سالہ تناظری ترقیاتی منصوبے کی میعاد تھی:

☆ 1947ء تا 1967ء ☆ 1950ء تا 1970ء ☆ **1965ء تا 1985ء** ☆ 1970ء تا 1990ء

۵۔ ملک میں پہلی بار سرکاری طور پر زکوٰۃ کا نظام اس سن میں رائج کیا گیا:

☆ 1973ء ☆ 1960ء ☆ **1980ء** ☆ 1956ء

۶۔ پاکستان نے پہلا ایٹمی دھماکہ اس سن عیسوی میں کیا:

☆ 1999ء ☆ **1998ء** ☆ 1995ء ☆ 1985ء

۷۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی ہے:

☆ **45%** ☆ 55% ☆ 32% ☆ 87%

۸۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی میں اس پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کو بہت اہمیت حاصل ہے:

☆ پہلے ☆ **دوسرے** ☆ تیسرے ☆ ساتویں

۹۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں شرح خواندگی ہے:

☆ **23%** ☆ 55% ☆ 32% ☆ 87%

۱۰۔ پاکستان بنیادی طور پر ایک ملک ہے:

☆ **ترقی پذیر** ☆ صنعتی ☆ ترقی یافتہ ☆ خودکفیل

۱۱۔ پاکستان کی تقریباً اتنی فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے:

☆ 50% ☆ 60% ☆ **70%** ☆ 80%

☆......☆......☆

JOIN FOR MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی
Economic Planning in Pakistan

معاشی منصوبہ بندی کی تعریف:

پروفیسر ڈکن سن (Dickenson) نے معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

''معاشی منصوبہ کا مقصد ایک خاص ادارے کی طرف سے ملکی معیشت کا مجموعی طور پر جائزہ لے کر معاشی فیصلوں کے ذریعے یہ طے کرنا ہے کہ کون سی اشیاء پیدا کی جائیں، کتنی مقدار میں پیدا کیا جائیں اور ان کی تقسیم کن بنیادوں پر ہو۔''

JOIN FOR MORE!!!

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس وقت یہاں کی معیشت مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ ملک میں سرمایہ کی قلت واقع ہوئی۔ صنعت وحرفت اور تجارت اس بحران سے شدید متاثر ہوئے۔ حکومت پاکستان نے اس صورت حال سے نمٹنے اور ملک کی معیشت کو مستحکم کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔ پاکستان کی معاشی منصوبہ بندی کی تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ معاشی ہم آہنگی کا دور (1953-1947ء)

۲۔ منصوبہ بندی کمیشن کا دور (1958-1953ء)

۳۔ طاقت ور منصوبہ بندی کمیشن کا دور (1969-1958ء)

۴۔ منصوبہ بندی کمیشن کے زوال کا دور (1977-1969ء)

۵۔ منصوبہ بندی کمیشن کے احیاء کا دور (1988-1977ء)

اقتصادی بہتری کے لیے اقدامات:

حکومت نے اقتصادی حالات کو بہتر بنانے کے لیے حسب ذیل اقدامات کیے:

☆......1948ء میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان قائم کیا۔

☆......1948ء کے اوائل میں ترقیاتی بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

☆......1952ء میں حکومت نے سرکاری ملازمین اور نجی شعبے سے تعلق رکھنے والے نمائندوں پر مشتمل ایک منصوبہ بندی مشاورتی بورڈ بھی تشکیل دیا جس کا مقصد حکومت کو منصوبہ بندی اور ترقیاتی کاموں کے بارے میں مشورہ دینا تھا۔

☆......1950ء میں کوریا کی جنگ کی وجہ سے عالمی منڈی میں کپاس اور پٹ سن کی مانگ بڑھ گئی جس سے برآمدات سے حاصل ہونے والی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

☆......حکومت پاکستان نے اقتصادی منصوبہ بندی کی ابتداء چھ سالہ کولمبو پلان (57-1951ء) سے کی۔

☆......☆......☆

سوال: پانچویں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا تنقیدی جائزہ لیں۔

پانچواں پنج سالہ منصوبہ

Fifth Five Year Plan 1978 - 83

تعارف:

اس منصوبے کا آغاز یکم جولائی 1978ء میں ہوا اور یہ جون 1983ء میں مکمل ہوا۔ یہ نہایت جامع اور مکمل منصوبہ تھا۔ اس منصوبے میں اخراجات کا تخمینہ 210.22 بلین روپے لگایا گیا جس میں 128.22 بلین روپے سرکاری شعبے، 62 بلین روپے نجی شعبے اور 20 ملین روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے مختص کیے گئے۔

اغراض ومقاصد:

ا۔ قومی آمدنی میں 7.2 فیصد اور فی کس آمدنی میں 4.2 فیصد اضافہ کرنا۔

۲۔ زرعی پیداوار میں 6 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

۳۔ صنعتی پیداوار میں 10 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

۴۔ سرمایہ کاری میں 10.6 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

۵۔ افراطِ زر کی شرح کو اوسطاً 16 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد تک لانا۔

۶۔ قومی بچت کو 12.6 فیصد سے بڑھا کر 16 فیصد تک کرنا۔

۷۔ برآمدات میں 11 فیصد اور درآمدات میں 6.3 فیصد سالانہ اضافہ کرنا۔

۸۔ 4.2 ملین افراد کو روزگار کے نئے مواقع فراہم کرنا۔

۹۔ سماجی تحفظ کی اسکیم کو آبادی کے غریب ترین 20 فیصد عوام تک وسیع کرنا۔

۱۰۔ دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنا۔

JOIN
FOR
MORE!!!

☆......☆......☆

سوال: چھٹے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا تنقیدی جائزہ لیں۔

چھٹا پنج سالہ منصوبہ

Sixth Five Year Plan 1983 - 88

تعارف:

اس منصوبے کا آغاز 1983ء میں ہوا اور یہ 1988ء میں مکمل ہوا۔ اس منصوبے میں اخراجات کا تخمینہ پانچویں پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں دوگنا یعنی 495 بلین روپے لگایا گیا جس میں 295 بلین روپے سرکاری شعبے، 200 بلین روپے نجی شعبے کے لیے مختص کیے گئے۔ اس منصوبے میں سرمایہ کاری کے لیے مجوزہ وسائل کو خرچ کرنے کے حوالے سے دو امور کو اہمیت دی گئی:

اول: خالص بیرونی وسائل سے سرمایہ کاری کے انحصار کو 24 فیصد سے کم کر کے 16 فیصد کیا جائے۔

دوم: سرکاری بچت میں معمولی تبدیلی کر کے نجی بچتوں میں چار گنا اضافہ کیا جائے۔

اغراض ومقاصد:

ا۔ خام ملکی پیداوار (GNP) میں 6.5 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۲۔ 88 فیصد دیہی آبادی کو بجلی کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔

۳۔ فی خاندان آمدنی میں 900 روپے سالانہ اضافہ کیا جائے۔

۴۔ زرعی پیداوار میں 5 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۵۔ صنعتی پیداوار میں 9 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۶۔ بلوچستان اور فاٹا کے علاقوں میں ترقیاتی کاموں کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ بیرونی وسائل پر 20 فیصد سے انحصار کم کر کے 19 فیصد کیا جائے۔

☆......☆......☆

سوال: ساتویں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا تنقیدی جائزہ لیں۔

JOIN FOR MORE!!!

ساتواں پنج سالہ منصوبہ

Seventh Five Year Plan 1988 - 93

تعارف:

اس منصوبے کا آغاز 1988ء میں ہوا اور یہ 1993ء میں مکمل ہوا۔ اس منصوبے میں اخراجات کا تخمینہ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں 38 فیصد زیادہ یعنی 660.2 بلین روپے لگایا گیا جس میں 367.8 بلین روپے سرکاری شعبے اور 292.4 بلین روپے نجی شعبے کے لیے مختص کیے گئے۔

اغراض ومقاصد:

ا۔ خام ملکی پیداوار (GNP) میں 6.5 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۲۔ بچتوں کی مختتم شرح میں 22.3 فیصد اضافے کی کوشش کی جائے۔

۳۔ خواندگی کی شرح کو 40 فیصد تک بڑھایا جائے۔

۴۔ زرعی پیداوار میں 4.7 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۵۔ سرمایہ کاری میں 9.1 فیصد سالانہ شرح سے اضافہ کیا جائے۔

۶۔ بے روزگاری میں بتدریج کمی کرنا اور نج کاری کے عمل کو تیز کرنا۔

۷۔ بیرونی وسائل پر انحصار کم جائے۔

☆......☆......☆

سوال: آٹھویں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبے کا تنقیدی جائزہ لیں۔

آٹھواں پنج سالہ منصوبہ

Eighth Five Year Plan 1993 - 98

تعارف:

پاکستان کا آٹھواں پنجسالہ منصوبہ پندرہ سالہ تناظری منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ اس منصوبے کا آغاز 1993ء میں ہوا اور یہ 1998ء میں مکمل ہوا۔ اس منصوبے میں اخراجات کا تخمینہ ساتویں پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں 48 فیصد زیادہ یعنی 1700.5 بلین روپے لگایا گیا جس میں 752.1 بلین روپے سرکاری شعبے اور 948.4 بلین روپے نجی شعبے کے لیے مختص کیے گئے۔

اغراض و مقاصد:

ا۔ خام ملکی پیداوار (GNP) میں 40 فیصد اور فی کس آمدنی میں 22 فیصد اضافہ کیا جائے۔

۲۔ روزگار کی سطح بلند کی جائے اور 62 لاکھ نئی آسامیاں پیدا کی جائے۔

JOIN
FOR
MORE!!!

۳۔ خواندگی کی شرح کو 48 فیصد تک بڑھایا جائے۔

۴۔ زراعت اور صنعتی شعبوں میں بالترتیب 4.9 فیصد اور 9.9 فیصد اضافہ کیا جائے۔

۵۔ سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے۔

۶۔ قدرتی وسائل کا تحفظ اور ماحول کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

۷۔ بیرونی وسائل پر انحصار کم جائے۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان میں زراعت کی اہمیت بیان کریں۔

پاکستان میں شعبہ زراعت کی اہمیت

Importance of Agriculture in Pakistan

پاکستان میں شعبہ زراعت کی اہمیت:

پاکستان کا کل رقبہ 79.6 ملین ایکڑ ہے، جس میں سے 23.7 ملین ایکڑ، زرعی رقبہ ہے جو کل رقبے کا 28 فیصد بنتا ہے۔ اس میں سے بھی 8 ملین ایکڑ رقبہ زیرِ کاشت نہ ہونے کے باعث بے کار پڑا ہے، حالانکہ پاکستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا ماحول اور موسم بھی زراعت کے لئے بہترین زونز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس طرح پاکستان میں ہمہ قسم کی غذائی اشیاء کی پیداواری صلاحیت موجود ہے۔ اس کی 75 فیصد سے زاید آبادی زراعت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ ملک کی مجموعی قومی پیداوار میں زراعت کا حصہ 21 فیصد ہے۔ یہ شعبہ ملک کے 45 فیصد لوگوں کے روزگار کا ذریعہ ہے۔ زراعت کا شعبہ لوگوں کو خوراک اور صنعتوں کو خام مال کی فراہمی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستانی برآمدات سے حاصل ہونے والے زرِمبادلہ کا 45 فیصد زرعی تجارت سے حاصل ہوتا ہے۔ پاکستان کا اہم شعبہ ہونے کے باوجود، یہ بری طرح نظر انداز ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو گوناں گوں مسائل کا سامنا ہے۔

سوال: پاکستان کی مشہور فصلیں کون کون سی ہیں؟

پاکستان کی اہم فصلیں

Important Crops of Pakistan

(1) گندم:

گندم پاکستان کی بنیادی غذائی جنس ہے۔اسی سے آٹا حاصل کیا جاتا ہے۔روٹی اور دیگر غذائی اشیاءآٹے سے ہی تیار ہوتی ہیں،گندم کی پیداوار کا تین چوتھائی حصہ صوبہ پنجاب سے حاصل ہوتا ہے۔پنجاب کے بعد صوبہ سندھ میں گیہوں بکثرت پیدا کرتا ہے۔

(2) چاول:

گندم کے بعد چاول پاکستانی کی دوسری اہم غذائی جنس ہے۔پاکستان بہت عمدہ چاول کی پیداوار میں نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ اس کو دوسرے ممالک میں برآمد کیا جاتا ہے۔

JOIN
FOR
MORE!!!

(3) کپاس:

کپاس پاکستان کی سب سے اہم نقد آور فصل ہے۔اور ملک کی معیشت کو بہتر اور مضبوط بنانے کا ذریعہ ہے۔کپاس کو پاکستان کا نقدی ریشہ بھی کہتے ہیں۔

(4) گنا:

گنّا بھی ایک بہت اہم نقد آور فصل ہے جو پاکستان کے چاروں صوبوں میں بویا جاتا ہے لیکن اس کی پیداوار کے خاص صوبے پنجاب ،سندھ اور سرحد ہیں، گنّا شکر سازی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔اس کی باقیات سے کاغذ تیار کیا جاتا ہے۔

(5) تیل کے بیج:

پاکستان میں مختلف اقسام کے تیل کے بیج پیدا ہوتے ہیں۔کپاس کی ضمنی پیداوار بنولا سب سے اہم بیج ہے۔دیگر تیل کے بیجوں میں تل (توریا)،سرسوں،مونگ پھلی،سم سم،السی اور سورج مکھی شامل ہیں۔

(6) مکئی:

مکئی غذائی فصل ہے لیکن جانوروں کے چارے کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔اس کی سب سے زیادہ کاشت صوبہ سرحد میں ہوتی ہے جہاں مردان،ایبٹ آباد،مانسہرہ،سوات اور پشاور کے اضلاع خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(7) جوار اور باجرہ:

غذائی اجناس کے حصول کے لئے جوار اور باجرہ کو کاشت کیا جاتا ہے۔اس سے سبز اور خشک گھاس بھی پیدا ہوتی ہے جو بہت سے جانوروں کے لئے چارے کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

(8) جو (جئی):

جو یا جئی کی کاشت بہت وسیع علاقے میں نہیں ہوتی ہے۔یہ ملک کے کم زرخیز اور خشک علاقوں میں بویا جاتا ہے۔عام طور سے غریب لوگ (غریب خاندان) اس کو استعمال کرتے ہیں۔اس کو جانوروں کے چارے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان میں صنعتی ترقی پر مختصر نوٹ لکھیں۔

پاکستان میں صنعتی ترقی

Industrial Development in Pakistan

تعارف:

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے صنعت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔صنعتی ترقی معیشت کے دیگر شعبوں میں ترقی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔عوام کی اصل آمدنی میں اضافے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی اشیاء بھی بڑھ جاتی ہے۔صنعتی اشیاء کی پیداوار کو بڑھا کے زر مبادلہ میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔صنعتی اشیاء تیار کر کے اور انہیں دوسرے ممالک کو بیچ کر زر مبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔صنعتی اشیاء کی برآمدات پاکستان کی کل برآمدات کا 64 فیصد ہے۔

۱۹۵۵ء کی پانچ سالہ منصوبہ بندی:

1955ء کے پانچ سالہ منصوبہ بندی کے بعد پاکستان کی صنعت کو کافی فروغ ملا۔پاکستان میں گھریلو صنعتوں کے فروغ کے لیے کام کیا گیا۔پسماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کی گئیں۔

JOIN
FOR
MORE!!!

صنعتی ترقی کا نیا دور:

1988 اور 1986 میں صنعتی ترقی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔اس عرصے میں نہایت اہم اقدام اٹھائے گئے۔جس میں یہ شامل تا کہ تمام نجی شعبے حکومت کی نگرانی میں کام کریں گے۔

حرف آخر:

صنعتی ترقی سے نہ صرف ملک کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ روزگار کے بہتر مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں۔اس طرح کوئی بھی ترقی پزیر ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔اور وہ اپنی برآمدات کو بڑھا کر قیمتی زر مبادلہ کما سکتا ہے۔

☆......☆......☆

سوال: پاکستان میں شہری اور دیہی زندگی کے فرق کو واضح کریں۔

شہری اور دیہی زندگی میں فرق

Difference between Rural & Urban Society

شہری زندگی:

پاکستان میں شہری زندگی دیہاتی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔یہاں بہت زیادہ دھکم بازی ہوتی ہے۔بہت سی کاریں، بسیں، ٹرک اور موٹر سائیکل سڑک پر چلتے دکھائی دیتے ہیں۔سیمنٹ سے بنے مکان شاپنگ مارکیٹس، آفس، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، ہسپتال، بینک اور پارک دکھائی دیتے ہیں. ہر گھر کے پاس پانی، گیس، بجلی، اور ٹیلی فون کا کنکشن ہوتا ہے۔ ہر طبقے کے لوگ یہاں پائے جاتے ہیں۔لیکن دھواں اور گاڑیوں کا شور شہر کے ماحول کو بری طرح سے آلودہ کر رہا ہے۔

دیہاتی زندگی:

دیہاتی زندگی چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہاں کے رہنے والے اکثر کسان ہی ہوتے ہیں۔ وہ سادہ، دیانتدار اور محنتی ہوتے ہیں۔ وہ مٹی کے گھروں میں رہتے ہیں۔ صحت اور پڑھائی کی سہولتیں ان ک پاس کم ہوتی ہیں۔ مگر وہاں کا ماحول بڑا پرسکون ہوتا ہے اور ہوا صاف ستھری ہوتی ہے۔ تازہ ہوا، سبزیاں، پھل دستیاب ہوتے ہیں اور وہاں سرسبز فصلیں ایک خوش گوار منظر دیتی ہیں۔

﴿پاکستانی دیہی اور شہری معاشرہ میں فرق﴾

1۔ رسوم و رواج:

پاکستان کے دیہاتی قدامت پرست واقع ہوئے ہیں۔ وہ پرانی رسوم و رواجات پر سختی سے کاربند ہیں۔ دیہاتیوں کا لباس، خوراک اور رہن سہن کے طور طریقے پرانے اور سادہ ہیں۔

اس کے برعکس شہری زندگی پر جدید تہذیب کے اثرات نمایاں ہیں۔ اونچے طبقہ میں تعلیم عام ہونے کے باعث شہریوں کی عادات اور طرز بود و باش وغیرہ پر مغربی ثقافتی اقدار کا نمایاں اثر ہے۔

JOIN
FOR
MORE!!!

2۔ مختلف پیشے:

دیہاتوں میں زراعت کو اہم پیشہ کی حیثیت حاصل ہے اور گاؤں کی کثیر آبادی کا تعلق کاشتکار طبقہ سے ہے۔

شہروں میں صنعت و حرفت کی ترقیوں کے باعث ہر قسم کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہوتے ہیں۔ ان میں ملازم، تاجر، صنعت کار، مزدور اور زمیندار الغرض ہر پیشہ کے لوگ کثیر تعداد میں بستے ہیں۔

3۔ صحت:

دیہاتیوں کی صحت بالعموم شہروں میں بسنے والے افراد کی نسبت زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہاتی لوگ زیادہ محنت مشقت کرتے ہیں۔ وہ سارا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔ ان کی غذا بھی سادہ ہوتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں شہریوں کی صحت اتنی قابل رشک نہیں ہوتی۔ بلکہ تازہ ہوا اور مناسب غذا میسر نہ ہونے کے باعث شہری لوگ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ خوراک میں ملاوٹ اور تن آسانی کے باعث شہری لوگوں کی ایک بڑی تعداد بیماریوں کا شکار ہوتی ہے۔

4۔ مناسب سہولتیں:

گاؤں میں ہسپتال، تعلیمی ادارے، سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس طرح تفریحی سہولتوں کی کمی بھی شدت سے محسوس کی جاتی ہے۔ دوسری طرف اہم شہروں میں تعلیمی ادارے، ہسپتال، نقل و حمل کے ذرائع اور تفریحی سہولتیں وافر موجود ہیں۔

5۔ خواندگی کا تناسب:

دیہاتیوں کی اکثریت ناخواندہ ہے۔ ناخواندگی کے سبب یہ لوگ اپنے متعدد مسائل کی نوعیت کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ دوسری طرف شہر کے اکثر لوگ عام طور پر پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

سوال: پاکستان کے زرعی مسائل کیا ہیں؟

پاکستان کے زرعی مسائل
Agricultural Problems of Pakistan

تعارف:

زراعت پاکستان کے عوام کا خاص پیشہ ہے۔ پچپن فیصد سے زیادہ افراد زراعت کے شعبے میں وابستہ ہیں۔ اس کے باوجود کہ ملک میں کئی نقد آور غذائی اجناس کی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ تاہم زرعی پیداوار کی شرح بہت پست ہے۔ اس پست شرح پیداوار کی حسب ذیل وجوہات ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

(i) کم شرح خواندگی:

ملک کی شرح خواندگی بہت پست ہے۔ ہمارے کاشتکاروں اور کسانوں کی اکثریت غیر تعلیم یافتہ ہے اور اس لئے انہیں کاشتکاری کے جدید طریقوں سے آگاہی نہیں ہے۔ انہیں جراثیم کش ادویات کے استعمال، معیاری بیجوں کے انتخاب اور مصنوعی کھاد کے مناسب استعمال کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن کی فی ایکٹر پیداوار ملک کی ضروریات کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ وہ کاشتکاری کے صرف ان روایتی طریقوں پر یقین رکھتے ہیں جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے سیکھے ہیں۔

(ii) کاشتکاروں کی بڑھتی ہوئی تعداد:

زراعت پر انحصار کرنے والے افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے لیکن زیر کاشت رقبے کو بڑھانے کا عمل بہت سست ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ زیر کاشت رقبہ فی کس کم ہو گیا ہے۔

(iii) غیر مشینی کاشتکاری:

ہمارے کسان اور کاشتکار آج بھی لکڑی کے ہل، گوبر کی کھاد، غیر تصدیق شدہ مقامی بیج اور کاشتکاری کے قدیم طریقے استعمال کر رہے ہیں یہی وجہ کہ فی ایکٹر پیداوار میں اس کے باوجود اضافہ نہیں ہو رہا ہے کہ ہمارے کسان انتہائی محنتی اور جفاکش ہیں، مشینی کاشتکاری اختیار نہیں کی گئی ہے۔ ٹریکٹر، ٹیوب ویل، کھاد، تصدیق شدہ معیاری بیج اور بیجوں کی ایک منظّم اور ترتیب سے بوائی مشینی کاشتکاری کے اہم اور لازمی اجزاء ہیں۔ ہمارا کسان اور کاشتکاری حضرات مشینی کاشت کو اختیار کرنے میں ہچکچاہٹ اور تذبذب کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ شاید پرانے خیالات ہیں یا مالی وسائل کی کمی ہے یا یہ کہ ان کے پاس بہت کم قطعہ اراضی ہے۔

(iv) زرعی اراضی کی حدود:

پاکستان کی زرعی اراضی کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جاگیردار اور زمیندار گروہ کے پاس زمین کے بڑے بڑے قطعات ہیں لیکن وہ ان میں خود کاشتکاری نہیں کرتے ہیں، اسی لئے بہت بڑے بڑے قطعہ اراضی کاشت ہونے سے رہ جاتے ہیں اور غیر آباد اور بنجر ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس کے پاس نہری پانی سے کاشت شدہ زمین ہے لیکن یہ زمین 12 تا 15 ایکٹر فی خاندان سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ ان چھوٹے قطعہ اراضی پر مشینی کاشتکاری اختیار نہیں کر سکتے اور مشینی کاشتکاری کے بغیر پیداوار کم ہی رہے گی۔

اس لئے وہ دوسرے کاموں کی جانب اپنی توجہ مبذول کررہے ہیں۔اس کا نتیجہ کم پیداوار کی صورت میں نکلتا ہے۔

(v) محکمہ زراعت کا کردار:

محکمہ زراعت کا کردار کچھ بہت مؤثر نہیں ہے کیونکہ ہمارے کسان اور کاشتکار کو محکمہ زراعت کے دیتے ہوئے گوشواروں پر اعتماد نہیں ہے۔کاشتکاروں کو اپنے قدیم طریقوں اور اپنے آباواجداد سے حاصل ہوئے تجربے پر اعتماد اور یقین ہے۔دوسری جانب محکمہ زراعت کے اہل کار بھی اپنی مؤثر کارکردگی دکھانے میں ناکام ہوگئے ہیں۔فرائض سے غفلت وغیر حاضری،مناسب موقع پر مشورہ کا نا ملنا اور کاشتکاروں اور کسانوں کو زرعی آگہی دینے میں سستی اور عدم دلچسپی کسانوں اور محکمے کے مابین عدم تعاون کی چند وجوہات ہیں۔اسی طرح زرعی پیداوار کو نقصان پہنچتا ہے۔

(vi) زمین کا کٹاؤ:

بارشیں اور تباہی پھیلانے والے عوامل یعنی آندھی،طوفان برف باری اور زلزلے زمین کے کٹاؤ کا سبب بنتے ہیں۔زمین کے بالائی زرخیز ساختی ذرات کو ہٹا دیتے ہیں اور نیتجہ کم پیدوار کی صورت میں نکلتا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

(vii) سیم اور تھور:

صوبہ پنجاب اور سندھ کے وسیع نہری علاقے سیم اور تھور کی وجہ سے بیکار ہوگئے ہیں۔زرخیز زمینوں کا ضیاع زیرِ کاشت اراضی کی زرخیزی کو شدید نقصان پہنچاتا ہے۔

(viii) اراضی کو ٹکڑے کرنا:

اراضی کو ٹکڑے کرنے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ زرخیز زمین چھوٹے چھوٹے قطعات میں تقسیم ہوگئی ہے۔جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر پیداوار محدود ہوگئی ہے۔

(ix) ناکافی ذرائع نقل وحمل:

ہمارے دیہات اور گاؤں زرعی پیداوار کے خاص علاقے ہیں لیکن ان کے لئے یا تو پختہ سڑکیں موجود ہی نہیں ہیں یا اگر ہیں تو ان کی حالت بہت خراب اور خستہ ہے جس کی وجہ سے نقل وحمل کی تیزی میں رکاوٹ پڑتی ہے۔پیداوار کی ایک کثیر مقدار بحفاظت منڈی تک نہیں پہنچ پاتی ہے۔اس لئے کاشتکار فصلوں کی قلیل پیداوار پر قناعت کر لیتے ہیں۔

(x) غیر مناسب حالات:

دیہات میں رہائش کے ناقص انتظام،طبی سہولتوں کے فقدان اور دوسری ضروری سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے کاشتکاروں اور ان کے افرادِ خانہ کی صحت متاثر ہوتی ہے۔زائد پیداوار کے لئے ان کے طاقت گھٹ جاتی ہے۔فصلوں کی پیداوار پر اس کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔

(xi) فصلوں کی فروخت میں مشکلات:

آڑھتیوں کی مختلف چالبازیوں اور حرکتوں کی وجہ سے کاشتکاروں کو ان کی محنت اور پیداوار کا مناسب صلہ نہیں ملتا ہے۔آڑھتی اور منڈیوں پر اثر انداز ہونے والے افراد کسانوں کے لئے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔اس کی وجہ سے کاشتکار دل برداشتہ ہوجاتے ہیں۔اور اس لئے وہ پیداوار بڑھانے پر ضروری توجہ نہیں دیتے۔

☆......☆......☆

سوال: ملک کے زرعی مسائل کو حل کرنے کے لئے حکومتِ پاکستان نے کیا ضروری اقدام کیے ہیں؟

زرعی مسائل کے حل کیلئے اقدامات

Solution to the Agricultural Problems

(i) تعلیمی سہولتیں:

کسانوں اور کاشتکاروں میں جذبہ طریقہ زراعت استعمال کرنے کی ہچکچاہٹ دور کرنے کے لئے محکمہ زراعت کے توسط سے دیہات میں تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ دیہی علاقوں میں تعلیمِ بالغاں کے پروگرام کے شروع کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ریڈیو اور ٹیلی وژن سے ایسے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن میں کسانوں کا کاشت کے جدید طریقوں سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ پمفلٹ اور کتابچے شائع کیے گئے ہیں تا کہ کسانوں میں جدید کاشتکاری کے بارے میں شعور اور آگاہی پیدا ہو سکے۔

(ii) آسان قرضوں کی فراہمی:

JOIN FOR MORE!!!

کاشت کار کے پاس سرمائے کی کمی کو دور کرنے کے لئے حکومت آسان شرائط پر قرضوں کی سہولتیں فراہم کر رہی ہے تا کہ لوگ جدید آلات، اعلیٰ قسم کے کھاد، معیاری بیج اور ضروری کیڑے مار اور جراثیم کش دوائیں خرید سکیں۔ ٹریکٹر خریدنے اور ٹیوب ویل لگانے کے لئے مخصوص قرضے مہیا کیے جاتے ہیں۔ یہ قرضے آسان اقساط میں وصول کیے جاتے ہیں۔

(iii) آبپاشی کے ذرائع:

زراعت کے لئے ضروری مقدار میں بروقت پانی مہیا کرنے اور کھیتوں تک پہنچانے کے لئے آبپاشی کے مصنوعی طریقوں کو زیادہ مؤثر بنایا جا رہا ہے۔ سیم وتھور کے خاتمے کے لئے انتظامات کیے گئے ہیں، ایسے درخت کاشت کیے جا رہے ہیں جن کی لمبی لمبی جڑیں ہیں۔ یہ درخت سیم وتھور کے مرض کو دور کرنے اور اس سے نجات دلانے میں مدد کرتے ہیں۔ نہروں اور واٹر کورسوں کو پختہ کیا جا رہا ہے۔

(iv) زرعی صنعت وحرفت اور پیشوں کا آغاز:

زیرِ کاشت رقبے پر آبادی کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے گھریلو صنعتوں اور زراعت سے متعلق صنعت وحرفت اور پیشوں کو فروغ دیا جا رہا ہے تا کہ کچھ لوگ ان پیشوں سے وابستہ ہو جائیں، انہیں عام کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کاشت کار اپنے فالتو اور بیکار وقت میں کچھ کام کر کے کچھ رقم کما سکتے ہیں۔

(v) زرعی اصلاحات:

حکومتِ پاکستان نے 1959ء، 1972ء اور 1977ء میں زرعی اصلاحات نافذ کیں۔ ان اصلاحات کی رو سے حکومت نے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کی زمین کی ملکیت کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کر دی اور فالتو اراضی بے زمین کسانوں میں تقسیم کر دی ان زرعی اصلاحات کا مقصد یہ تھا کہ کاشت کاروں اور مالکان زمین کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنایا جائے۔ زرعی زمین پر بڑے زمینداروں کی اجارہ داری ختم کی جائے اور زرعی پیداواریت کے نظام کو بہتر کیا جائے لیکن اب بھی مزید اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے تا کہ غیر کاشت شدہ زمین کو زیرِ کاشت لایا جا سکے۔

(vi) زرعی ادارے:

حکومت نے ملک بھر میں کئی زرعی ادارے قائم کیے ہیں۔ مثال کے طور پر زرعی یونیورسٹیاں اور کالج وغیرہ یہ ادارے زراعت کے مختلف مضامین میں تعلیم مہیا کر رہے ہیں۔ اور زرعی تعلیم میں گریجویٹس اور ماسٹر کے درجے تک سند یافتہ افراد پیدا کر رہے ہیں۔ حکومت نے کئی زرعی ادارے قائم کیے ہیں۔

ان کے علاوہ ملک میں کئی اور زرعی تحقیقی ادارے زرعی پیداوار بڑھانے، اعلیٰ معیار کے بیج تیار کرنے اور پودوں کی بیماروں پر قابوں پانے کے لئے تحقیق کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

پاکستان کی صنعتیں

Industries of Pakistan

JOIN FOR MORE!!!

تعارف:

پاکستان میں تقریباً ہر طرح کی صنعت موجود ہے۔ حکومت پاکستان نے صنعتی کی طرف ہمیشہ توجہ دی ہے کیونکہ ملک کی معیشت کا انحصار صنعتی ترقی پر ہوتا ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں مختلف قسم کے کارخانے قائم کیے گئے ہیں لیکن سب سے زیادہ کارخانے صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں لگائے گئے ہیں۔

پاکستان کی صنعتیں:

پاکستان میں یہ صنعتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کپڑے کی صنعت:

یہ صنعت پاکستانی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پاکستان میں کثیر تعداد میں کپڑے کے بڑے اور چھوٹے کارخانے ہیں۔ ان کارخانوں میں بہت نفیس اقسام کے کپڑے تیار کیے جاتے ہیں۔ پاکستان سوتی کپڑے کی صنعت میں خود کفیل ہوگیا ہے۔ ہر سال سوتی کپڑوں اور دھاگے کی برآمد سے کڑوروں روپے زرِمبادلہ کمایا جاتا ہے۔

۲۔ چینی کی صنعت:

یہ ملک کی بڑی صنعتوں میں سے ایک ہے۔ 1947ء میں پاکستان میں چینی کے صرف دو کارخانوں سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ ایک کارخانہ صوبہ پنجاب میں گوجرانوالہ کے نزدیک راہوالی میں اور دوسرا صوبہ سرحد میں تخت بائی کے مقام پر تھا۔ چینی گنے سے حاصل کی جاتی ہے۔ جو تینوں صوبوں یعنی پنجاب، سندھ اور صوبہ سرحد میں بڑی مقدار میں کاشت کیا جاتا ہے۔ چینی کی برآمد سے قیمتی زرِمبادلہ بھی کمایا جاتا ہے۔

۳۔ سیمنٹ کی صنعت:

سیمنٹ سازی کے لئے چونے کا پتھر اور جپسم استعمال کیا جاتا ہے۔ خوش قسمتی سے پاکستان میں چونے کے پتھر اور جپسم دونوں کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے سیمنٹ سازی کے بڑے بڑے کارخانے سرکاری اور نجی شعبے میں قائم کیے گئے ہیں۔ سرکاری شعبے کے کارخانوں کا نظم ونسق پاکستان اسٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن کے سپرد ہے۔ سیمنٹ کی پیداوار میں پاکستان تقریباً خود کفیل

ہے۔

۴۔خوردنی تیل اور بناسپتی گھی کی صنعت:

ابتداء میں یہ صنعت نجی شعبے میں قائم ہوئی۔1973ء میں اس صنعت کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔26 کارخانوں میں سے 23 کارخانے قومی تحویل میں لئے گئے اور انہیں گھی کارپوریشن آف پاکستان کے سپرد کردیا گیا۔اس وقت ملک میں گھی اور خوردنی تیل کے تقریباً 160 کارخانے کام کررہے ہیں اور ان کی پیداواری صلاحیت 2.7 ملین ٹن ہیں۔

۵۔کیمیائی کھاد کی صنعت:

یہ صنعت زرعی پیداوار کے لئے مطلوبہ کیمیائی کھاد کی ضرورت کو پوری کررہی ہے۔مختلف مقامات پر قائم کھاد کے مختلف کارخانوں سے کئی طرح کی کیمیائی کھاد تیار کی جاتی ہے۔ پاکستان میں اس وقت ضرورت سے زائد کیمیائی کھاد تیار ہورہی ہے جو دوسرے ممالک کو برآمد کردی جاتی ہے۔ملک میں 10 کیمیائی کھاد کے کارخانے ہیں(5 پنجاب میں،3 سندھ میں اور 2 صوبہ سرحد میں)ان کی جملہ پیداواری صلاحیت 5.6 ملین ٹن ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

۶۔لوہے اور فولاد کی صنعت:

لوہے اور فولاد کی صنعت کا دارومدار لوہے کی معدن پر ہے۔خام لوہے کی معدن کے ذخائر پنجاب میں کالا باغ اور مکڑوال میں،صوبہ سرحد میں لنگڑیال میں اور بلوچستان میں خضدار، زیارت،چل غازی اور نوکنڈی میں پائے جاتے ہیں۔لیکن یہ ذخائر ملک کی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہیں۔اس لئے ہمیں درآمد شدہ لوہے اور فولاد پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔اس کے باوجود لوہے اور فولاد کی پیداوار اور ان کی مصنوعات کے لئے دو بہت بڑے صنعتی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔

۷۔جہاز سازی کی صنعت:

جہاز سازی کا ایک کارخانہ کراچی شب یارڈ اینڈ انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ کے نام سے کراچی میں 1956ء میں قائم کیا گیا ہے۔اس میں مختلف النوع جہاز تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ شپ یارڈ بحری جہازوں کی مرمت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس کارخانے میں نہ صرف ملکی جہاز بنائے جاتے ہیں بلکہ دوسرے ملکوں کے لئے بھی جہاز اور ماہی گیری کے لئے کشتیاں بھی تیار کی جاتی ہیں۔جہاز سازی کی صنعت ایک طویل عرصے میں پروان چڑھی ہے اور اب یہ اس قابل ہے کہ ملکی ضروریات کو پورا کرسکے۔

۸۔ہتھیار اور اسلحہ سازی کی صنعت:

ہتھیار اور اسلحہ سازی کا پہلا کارخانہ راولپنڈی کے قریب واہ میں قائم کیا گیا تھا۔فضائی دفاعی سامان صوبہ سرحد میں حویلیاں میں اور پنجاب میں کامرہ میں تیار ہوتا ہے۔کچھ دفاع مشینیں ،مشین ٹول فیکٹری ، لانڈھی (کراچی) میں بھی بنتی ہیں۔اس طرح پاکستان میں اب میزائل بھی تیار ہونے لگے ہیں۔روایتی اور جدید پیچدہ ہتھیاروں اور اسلحہ سازی میں اب پاکستان تقریباً خودکفیل ہوگیا ہے۔

☆......☆......☆

پاکستان میں تعلیم

Education in Pakistan

تعارف:

پاکستان میں تعلیم کی نگرانی وفاقی حکومت کی وزارت تعلیم اور صوبائی حکومتیں کرتی ہیں۔ وفاقی حکومت زیادہ تر تحقیق اور ترقی نصاب، تصدیق اور سرمایہ کاری میں مدد کرتی ہے۔ آئین پاکستان کی شق A-25 کے مطابق ریاست 5 سے 16 سال کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی معیاری تعلیم فراہم کی پابند ہے۔

رسمی تعلیم کے مراحل

☆......ابتدائی تعلیم:

پاکستانی بچوں میں سے صرف 80 فیصد ابتدائی تعلیم مکمل کرتے ہیں۔ معیار تعلیم کا نظام بنیادی طور پر برطانوی نظام سے اخذ کیا گیا ہے۔ آٹھ مضامین جو عام طور پڑھائے جاتے ہیں وہ اردو، انگریزی، ریاضی، فن، جنرل سائنس، معاشرتی علوم، اسلامیات اور کمپیوٹر ہیں۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......ثانوی تعلیم:

پاکستان میں ثانوی تعلیم نویں جماعت سے شروع ہوتی ہے اور چار سال جاری رہتی ہے۔ ان چار سالوں میں ہر سال کے اختتام پر طلباء کو ایک قومی امتحانی انتظام کے تحت ایک امتحان پاس کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس کا انتظام علاقائی بورڈ انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کرتا ہے۔ نویں اور دسویں سال کی تکمیل پر طلباء کو سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے جبکہ گیارہوں اور بارہوں سال کی تکمیل پر ہائر سیکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔

☆......ثلاثی درجہ تعلیم:

یونیسکو کے مطابق 6.3 فیصد پاکستانی 2007ء میں (مرد 8.9 فیصد اور خواتین 3.5 فیصد) جامعات سے فارغ التحصیل تھے۔ پاکستان ان اعداد و شمار کو 2015ء میں 10 فیصد کرنے اور 2020ء تک 15 فیصد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

☆......رباعی درجہ تعلیم:

ماسٹر ڈگری پروگراموں میں زیادہ تر دو سال کی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد ماسٹر زان فلاسفی (ایم فل) کیا جا سکتا ہے۔ ایم فل کی تکمیل پر ڈاکٹر آف فلاسفی (پی ایچ ڈی) کی ڈگری کا حصول کیا جا سکتا ہے۔

☆......جامعات کی عالمی درجہ بندی:

کوالٹی سٹینڈرڈ ورلڈ یونیورسٹی رینکنگ (Quality Standard World University Ranking) 2010ء کے مطابق دنیا کی چوٹی کی 200 طرزیات جامعات میں دو پاکستانی جامعات بھی شامل ہیں۔ جامعہ کراچی کا شمار یونیورسٹیوں کی عالمی رینکنگ کے مطابق بہترین 1000 عالمی جامعات میں کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

باب ہشتم

پاکستان اور عالمی برادری

JOIN FOR MORE!!!

اس باب کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

مختصر جواب کے سوالات:

☆......پاکستان کی خارجہ پالیسی

☆......اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO)

☆......اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC)

☆......ناوابستہ تحریک / غیروابستہ ممالک کی تحریک (NAM)

☆......اقوام متحدہ (UNO)

☆......سارک (SAARC)

بیانیہ جواب کے سوالات:

☆......پاکستان کی خارجہ پالیسی

☆......پاک۔ بھارت تعلقات

☆......پاک چین تعلقات

☆......☆......☆

کثیر الانتخابی سوالات

۱۔اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا:

☆ **1948ء** ☆ 1977ء ☆ 1975ء ☆ 1979ء

۲۔اقوام متحدہ کے بنیادی ادارے ہیں:

☆ 4 ☆ 5 ☆ **6** ☆ 10

۳۔اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی تعداد ہے:

☆ 178 ☆ 190 ☆ **191** ☆ 100

۴۔پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا:

☆ 30 اکتوبر 1947ء ☆ **30 ستمبر 1947ء** ☆ 30 اکتوبر 1948ء ☆ 30 دسمبر 1947ء

JOIN FOR MORE!!!

۵۔اسلامی سربراہی کانفرنس کا قیام عمل میں لایا گیا:

☆ **1969ء** ☆ 1977ء ☆ 1975ء ☆ 1979ء

۶۔اسلامی سربراہی کانفرنس کا اجلاس کتنے سال کے وقفے سے ہوتا ہے؟

☆ 6 ☆ 5 ☆ 4 ☆ **3**

۷۔اسلامی سربراہی کانفرنس کا پہلا سربراہی اجلاس ستمبر ۱۹۶۹ء میں یہاں ہوا:

☆ **رباط(مراکش)** ☆ لاہور(پاکستان) ☆ طائف(سعودی عرب) ☆ کویت

۸۔دوسری اسلامی سربراہی کانفرنس یہاں ہوئی:

☆ رباط(مراکش) ☆ **لاہور(پاکستان)** ☆ طائف(سعودی عرب) ☆ کویت

۹۔پاکستان غیر وابستہ ممالک کی تنظیم (NAM) ممبر بنا:

☆ 1969ء ☆ 1977ء ☆ 1975ء ☆ **1979ء**

۱۰۔یوگوسلاویہ کے شہر بلغراد میں ۲۵ غیر وابستہ ممالک (NAM) کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی:

☆ **1961ء** ☆ 1977ء ☆ 1975ء ☆ 1979ء

۱۱۔غیر وابستہ ممالک کی تحریک نے باہمی تعلقات کے پانچ اصول منظور کیے:

☆ **پنج شیلہ** ☆ ست شیلہ ☆ یک شیلہ ☆ دوشیلہ

۱۲۔اقتصادی تعاون کی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا:

☆ 1969ء ☆ **1964ء** ☆ 1975ء ☆ 1979ء

۱۳۔E.C.O کا پرانا نام تھا:

☆ **R.C.D** ☆ N.A.M ☆ W.H.O ☆ SAARC

۱۴۔ایران میں اسلامی انقلاب رونما ہوا:

☆ 1969ء ☆ 1977ء ☆ 1975ء ☆ **1979ء**

۱۵۔مسلمان ممالک کے درمیان تعاون کوفروغ دینے کیلئے یہ تنظیم قائم کی گئی:

☆ R.C.D ☆ N.A.M ☆ W.H.O ☆ **O.I.C**

۱۶۔اسلامی سربراہی کانفرنس(OIC) کا صدر مقام ہے:

☆ لاہور ☆ مراکش ☆ تہران ☆ **جدہ**

۱۷۔جنوبی ایشیائی ممالک نے آپس میں تعاون کیلئے یہ تنظیم قائم کی:

☆ R.C.D ☆ N.A.M ☆ W.H.O ☆ **SAARC**

۱۸۔سارک(SAARC) کا قیام عمل میں لایا گیا:

☆ 1969ء ☆ 1964ء ☆ 1975ء ☆ **1985ء**

۱۹۔سارک کے رکن ممالک کی تعداد ہے:

☆ **7** ☆ 8 ☆ 10 ☆ 15

۲۰۔سارک کا پہلا اجلاس یہاں ہوا:

☆ لاہور ☆ مراکش ☆ تہران ☆ **ڈھاکہ**

☆......☆......☆

JOIN
FOR
MORE!!!

مختصر جواب کے سوالات

سوال: پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اصولوں کی وضاحت کریں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی

Foreign Policy of Pakistan

خارجہ پالیسی کا مفہوم:

ممالک کے باہمی تعلقات کیلئے جو فیصلے اور اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اسے ''خارجہ پالیسی'' کہا جاتا ہے۔خارجہ پالیسی کوئی جامد اور بے لچک شے نہیں ہے بلکہ متحرک شے ہے جو ملکی مفاد کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔

برطانوی سفارتکار لارڈ پالمرسٹون (Lord Palmerston) کے مطابق:

''بین الاقوامی تعلقات میں نہ تو کوئی مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ ہی دائمی دشمن۔ اگر کوئی چیز پائیدار ہوتی ہے تو وہ صرف قومی مفاد ہے۔''

JOIN FOR MORE!!!

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے نمایاں خدوخال:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم اور نمایاں اصول حسبِ ذیل ہیں:

1- آزاد خارجہ پالیسی:

پاکستان کی خارجہ پالیسی آزاد ہے، ہمارے فیصلے کسی دباؤ کے تحت نہیں ہوتے۔قوموں کی برادری میں ہمیں باعزت مقام حاصل ہے۔

2- ملکی سالمیت کا تحفظ:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ملک کی آزادی، سالمیت اور خودمختاری کا تحفظ کیا جائے۔

3- بین الاقوامی تنظیموں میں شمولیت:

پاکستان اقوام متحدہ (U.N)، ناوابستہ ممالک کی تحریک (NAM)، اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC)، ایکو (ECO)، سارک (SAARC)، ڈی ایٹ (D-8)، اور سیکا (CICA) کا ممبر ملک ہے۔ان اداروں میں پاکستان کی شمولیت کے اہم مقاصد عالمی امن کے لیے مؤثر جدوجہد کرنا، اسلامی ممالک میں قریبی اتحاد قائم کرنا اور علاقائی تعاون کو فروغ دینا ہے۔

4- اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل:

پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر (منشور) کا احترام کرتا ہے۔ پاکستان نے ان تمام کوششوں کی حمایت کی ہے جو اقوام متحدہ نے اپنے چارٹر کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سرانجام دی ہیں۔

5- حق خودارادیت کی حمایت:

پاکستان محکوم اقوام کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کا غلام رہے بلکہ پاکستان کا منشور یہ ہے کہ تمام ممالک کو اپنی حدود میں مکمل آزادی اور خودمختاری حاصل ہو۔

6-جارحیت ودہشت گردی کی مخالفت:

پاکستان امن کا داعی ہے اور طاقت کے استعمال کو بطور پالیسی قابل مذمت سمجھتا ہے۔ پاکستان عالمی سطح پر ہونے والی دہشت گردی کی مخالفت کرتا ہے۔

☆......☆......☆

سوال: ایکو کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

اقتصادی تعاون کی تنظیم

Economic Co-Operation Organization (ECO)

تعارف:

جولائی 1964ء میں ایران، ترکی اور پاکستان نے باہمی رضامندی سے علاقائی تعاون برائے ترقی (RCD) کی بنیاد رکھی۔ اس کے مقاصد یہ تھے کہ رکن ممالک کے درمیان تجارت کو ترقی دی جائے، مشترکہ صنعتیں قائم کی جائیں، ڈاک اور تار کی شرح کم کی جائے۔ آر۔سی۔ڈی (RCD) نے تیزی سے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کیلئے پیش رفت کی۔ جنوری 1985ء میں ایران کی خواہش پر اس تنظیم کو دوبارہ فعال کیا گیا اور اس کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) رکھا گیا۔ اس کا صدر دفتر (سیکریٹریٹ) ایران کے دارالحکومت تہران میں ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

ایکو کے رکن ممالک:

ایکو (ECO) میں پاکستان، ایران اور ترکی کے علاوہ افغانستان اور وسط ایشیائی ریاستوں کو بھی ان کی آزادی کے بعد ممبر شپ دی گئی۔ ان ریاستوں کے نام (1) ازبکستان، (2) تاجکستان، (3) کرغیزستان، (4) قازقستان، (5) ترکمانستان اور (6) آذربائیجان ہیں۔ اس طرح اب اس کے ممبران کی تعداد دس ہوگئی ہے جن کا کل رقبہ 31 لاکھ مربع میل اور آبادی 35 کروڑ سے زائد ہے۔

اغراض ومقاصد:

ایکو کے اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

-1 علاقائی سطح پر اقتصادی اور تجارتی منصوبوں پر عمل درآمد کرنا۔

-2 تکنیکی شعبوں اور صنعتی میدان میں معاونت کرنا۔

-3 ثقافتی تعاون اور سیاحت کو فروغ دینا۔

-4 ممبر ممالک کو ریلوے اور سڑکوں کے ذریعے منسلک کرنا۔

-5 ڈاک، تار اور ٹیلی فون کی مؤثر سہولتیں فراہم کرنا۔

☆......☆......☆

سوال: اسلامی سربراہی کانفرنس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

اسلامی کانفرنس کی تنظیم

Organization of the Islamic Conference (OIC)

تعارف:

اگست 1969ء میں مقبوضہ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ، قبلہ اول) میں آگ لگانے کے واقعہ پر غور کرنے کیلئے ستمبر 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں 24 اسلامی ممالک کے سربراہ اکٹھے ہوئے۔ پاکستان نے اسلامی کانفرنس کے نام سے ایک مستقل تنظیم کی تشکیل کی تجویز پیش کی جس کی تمام اسلامی ممالک نے حمایت کی اور اسامی کانفرنس کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔اس کا صدر دفتر (اسلامی سیکریٹریٹ) جدہ (سعودی عرب) میں ہے۔ پہلے سیکریٹری جنزل تنکو عبدالرحمٰن (ملائیشیا) اور موجودہ اکمل الدین اوغلو (ترکی) ہیں۔

اغراض ومقاصد:

JOIN
FOR
MORE!!!

او آئی سی کے منشور یا چارٹر کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

1- اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد کو فروغ دینا۔

2- نسلی امتیاز اور استعمار کی تمام مشکلوں کے خاتمے کی کوشش کرنا۔

3- دنیا بھر کے مسلم عوام کے حقوق کا دفاع کرنا۔

4- انصاف پر مبنی عالمی امن اور سلامتی کی حمایت میں تمام تر ضروری تدابیر کرنا۔

5- مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے تمام کوششوں کو مربوط بنانا۔

☆......☆......☆

سوال: غیر وابستہ ممالک کی تحریک پر مختصر نوٹ تحریر کریں۔

ناوابستہ تحریک / غیر وابستہ ممالک کی تحریک

Non-Alignment Movement (NAM)

تعارف:

غیر وابستہ ممالک کی تحریک ایک عالمی انجمن ہے۔اس کا قیام اپریل 1955ء کو بنڈونگ (انڈونیشیا) میں منعقد کانفرنس کے ذریعے ہوا جس کا افتتاح ڈاکٹر احمد سوئیکارنو نے کیا تھا۔ پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم محمد علی بوگرہ نے اس میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا۔اس کانفرنس کا اولین مقصد ان ممالک کو جو روس اور امریکہ میں سے کسی ایک ملک کے حاشیہ بردار بننے کیلئے تیار نہ تھے، ایک مشترک پلیٹ فارم فراہم کرنا تھا۔

ناوابستہ تحریک کے اصول ''پنچ شیلا'':

اس کانفرنس کے شرکاء نے باہمی تعلقات کو فروغ دینے کیلئے ''پنچ شیلا'' کے نام سے ان پانچ اصولوں کی منظوری دی۔

1- جارحیت سے پرہیز۔

2- ایک دوسرے کے اقتدار اعلیٰ اور علاقائی خودمختاری کا احترام۔

3- ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت۔

4- برابری اور باہمی افادیت کا اقرار۔

5- پرامن بقائے باہمی کا احساس۔

اغراض ومقاصد:

ناوابستہ تحریک کے اہم اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

1- بین الاقوامی سطح پر کشیدگی کو ختم کرنا۔

2- جنگ کے امکانات کو روکنا۔

3- نئے آزاد ہونے والے ممالک کو ہر قسم کے استحصال سے پاک تعمیر نو کا حق دلانا۔

4- بین الاقوامی سطح پر سپر پاور کے غلبے کو روکنا۔

5- ایٹمی اسلحہ پر مکمل پابندی عائد کرنا۔

6- ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقوں کے قیام کیلئے کوششیں کرنا۔

7- عالمی امن کے قیام کیلئے جدوجہد کرنا۔

JOIN FOR MORE!!!

☆......☆......☆

سوال: اقوام متحدہ کے اغراض ومقاصد تحریر کریں۔

اقوامِ متحدہ

United Nations (U.N)

تعارف:

پہلی عالمی جنگ کے بعد 10 جنوری 1920ء کو مجلس اقوام (League of Nation) تشکیل دی گئی۔لیکن وہ دوسری عالمی جنگ کو نہ روک سکی۔دوسری عالمی جنگ کے دوران ہی ایک ایسی عالمگیر تنظیم کی تشکیل کیلئے کوششیں شروع ہوگئی تھیں جس میں مجلس اقوام والی خامیاں نہ ہوں۔یہ سب کوششیں عالمی رہنماؤں کے احساس کا نتیجہ تھیں۔چنانچہ متعدد کانفرنسوں کے بعد 24 اکتوبر 1945ء کو اقوامِ متحدہ قائم کی گئی۔اقوام متحدہ کے ابتدائی ارکان کی تعداد 51 تھی۔

اقوام متحدہ کا منشور:

اقوام متحدہ کا منشور یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی آئندہ آنے والی نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچایا جائے۔بنیادی انسانی حقوق، انسانی شخصیت کی حرمت اور قدر کو تسلیم کر کے ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ ہر ملک بین الاقوامی تنازعات کے سلسلے میں انصاف سے کام لے۔

اغراض ومقاصد:

اقوام متحدہ کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

1- تمام چھوٹی بڑی اقوام کے مساویانہ حقوق کے اصول کی بنیاد پر احترام کرنا۔

-2 تمام اقوام عالم میں معاشی، سماجی، ثقافتی یا انسان دوستی کی نوعیت کے مسائل طے کرنے کیلئے بین الاقوامی سطح پر تعاون کرنا۔

-3 تمام پرانے اور نئے مسائل کو گفت وشنید کے ذریعے حل کرنا۔

-4 انسان کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرنا۔

-5 انسانوں میں مساوات، اخوت اور آزادی کے رشتوں کو عام کرنا۔

☆......☆......☆

سوال: سارک پر نوٹ تحریر کریں۔

سارک

SAARC

تعارف:

سارک کی اصطلاح، (South Asian Association for Regional Co-operation) ''جنوب ایشیائی ایسوسی ایشن برائے علاقائی تعاون'' کے مخفف کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔اس ادارے کا تصور بنگلہ دیش کے صدر جنرل ضیاء الرحمٰن نے پیش کیا تھا۔اس ادارے کے قیام کا مقصد جنوبی ایشیا کے علاقے میں امن وآشتی کا ماحول قائم رکھنا اور اس میں اضافہ کرنا تھا۔

JOIN FOR MORE!!!

سارک کے رکن ممالک:

سارک کے رکن ممالک کی تعداد 7 ہے۔جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(1) پاکستان (2) بھارت (3) بنگلہ دیش (4) سری لنکا

(5) نیپال (6) مالدیپ (7) بھوٹان

اغراض ومقاصد:

سارک کے بنیادی اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں:

-1 جنوبی ایشیا کے عوام کی فلاح اور معیار زندگی کی بہتری کیلئے کوشش کرنا۔

-2 معاشی نمو، معاشرتی ترقی اور شرح خواندگی میں اضافہ کرنا۔

-3 علاقے کی ثقافتی اقدار کو فروغ دینا۔

-4 علاقے میں امن وآشتی کا ماحول برقرار رکھنا۔

-5 غربت، بھوک، امراض، ناخواندگی، اور معاشی، معاشرتی، سیاسی وٹیکنالوجی جیسے مسائل پر قابو پانا۔

☆......☆......☆

بیانیہ جواب کے سوالات

پاکستان کی خارجہ پالیسی

Foreign Policy of Pakistan

خارجہ پالیسی کا مفہوم:

دنیا میں کوئی ملک بھی تنہا نہیں رہ سکتا۔ وہ دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ یہ تعلقات ملک کے سیاسی، سماجی، معاشی اور جغرافیائی حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھ کر استوار کیے جاتے ہیں۔ ممالک کے باہمی تعلقات کیلئے جو فیصلے اور اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اسے ''خارجہ پالیسی'' کہا جاتا ہے۔ خارجہ پالیسی کوئی جامد اور بے لچک شے نہیں ہے بلکہ متحرک شے ہے جو ملکی مفاد کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

برطانوی سفارتکار لارڈ پالمرسٹون (Lord Palmerston) کے مطابق:

''بین الاقوامی تعلقات میں نہ تو کوئی مستقل دوست ہوتا ہے اور نہ ہی دائمی دشمن۔ اگر کوئی چیز پائیدار ہوتی ہے تو وہ صرف قومی مفاد ہے۔''

پاکستان کی خارجہ پالیسی:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو ایک اسلامی نظریاتی مملکت کی حیثیت سے معرضِ وجود میں آیا۔ اس لیے پاکستان نے اسلامی اصولوں، مساوات اور رواداری کے ضابطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی خارجہ پالیسی مرتب کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بین الاقوامی تبدیلیاں پاکستان کی خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں لیکن خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے نمایاں خدوخال:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے اہم اور نمایاں اصول حسبِ ذیل ہیں:

1- آزاد خارجہ پالیسی:

اگرچہ ابتدائی برسوں میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کا جھکاؤ امریکہ کی طرف تھا لیکن 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں اس نے ہماری کوئی مدد نہیں کی جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہم آزاد خارجہ پالیسی کی طرف آتے گئے۔ آج ہماری خارجہ پالیسی آزاد ہے، ہمارے فیصلے کسی دباؤ کے تحت نہیں ہوتے۔ قوموں کی برادری میں ہمیں باعزت مقام حاصل ہے۔

2- ملکی سالمیت کا تحفظ:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ ملک کی آزادی، سالمیت اور خود مختاری کا تحفظ کیا جائے۔ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو ملکی سالمیت کے پیشِ نظر پاکستان نے بھی جوابی ایٹمی دھماکہ کر دیا۔ بھارتی حملے سے محفوظ رہنے کیلئے پاکستانی حکومت ہر ممکن قدم اٹھا رہی ہے اور دفاعی پہلو سے پوری طرح باخبر ہے۔

3- اسلامی ممالک سے دوستانہ تعلقات:

پاکستان اسلامی نظریاتی ملک ہے اس لئے اس کے تمام اسلامی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہیں۔ پاکستان اپنے

قیام کے بعد انڈونیشیا سے الجزائر تک مسلمانوں کی ہر جنگ آزادی میں بھرپور کردار ادا کرتا رہا ہے۔ عالم اسلام کے اتحاد اور یکجہتی کیلئے اقوام متحدہ اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) کے پلیٹ فارم سے کوشاں ہے۔

4- ہمسایہ ممالک سے اچھے تعلقات:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم اصول ہے کہ تمام ہمسایہ ممالک سے خصوصی طور پر اچھے تعلقات قائم کیے جائیں۔ اس اصول کے تحت ایران اور چین کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت ہی خوشگوار ہیں۔ پاکستان نے ان دونوں ممالک کے ساتھ سرحدی معاہدے کر کے باہمی دوستی کو فروغ دیا ہے۔ افغانستان کے ساتھ تعلقات میں اتار چڑھاؤ رہا ہے لیکن اب تعلقات بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ بھارت کے ساتھ مسئلہ کشمیر کی وجہ سے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے لیکن امید رکھنی چاہئے کہ اس مسئلہ کا کوئی مؤثر حل نکال لیا جائے گا اور دونوں ممالک اچھے ہمسائے کی حیثیت سے اپنی توانائیاں عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کریں گے۔

5- بین الاقوامی تنظیموں میں شمولیت:

پاکستان اقوام متحدہ (U.N)، ناوابستہ ممالک کی تحریک (NAM)، اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC)، ایکو (ECO)، سارک (SAARC)، ڈی ایٹ (D-8)، اور سیکا (CICA) کا ممبر ملک ہے۔ ان اداروں میں پاکستان کی شمولیت کے اہم مقاصد عالمی امن کے لیے مؤثر جدوجہد کرنا، اسلامی ممالک میں قریبی اتحاد قائم کرنا اور علاقائی تعاون کو فروغ دینا ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

6- اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل:

پاکستان اقوام متحدہ کے چارٹر (منشور) کا احترام کرتا ہے۔ پاکستان نے ان تمام کوششوں کی حمایت کی ہے جو اقوام متحدہ نے اپنے چارٹر کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سرانجام دی ہیں۔

7- حق خودارادیت کی حمایت:

پاکستان محکوم اقوام کے حق خودارادیت کی حمایت کرتا ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کا غلام رہے بلکہ پاکستان کا منشور یہ ہے کہ تمام ممالک کو اپنی حدود میں مکمل آزادی اور خودمختاری حاصل ہو۔

8- جارحیت و دہشت گردی کی مخالفت:

پاکستان امن کا داعی ہے اور طاقت کے استعمال کو بطور پالیسی قابل مذمت سمجھتا ہے۔ پاکستان چاہتا ہے کہ بین الاقوامی تنازعات گفت وشنید، مذاکرات اور ثالثی کے ذریعے حل کیے جائیں۔ پاکستان عالمی سطح پر ہونے والی دہشت گردی کی مخالفت کرتا ہے۔ پاکستان خود بھی دہشت گردی کا شکار ہوتا رہا ہے اس لیے دہشت گردی کے خلاف چلائی جانے والی مہم کا کھل کر ساتھ دے رہا ہے۔

9- تخفیف اسلحہ کی حمایت:

پاکستان تخفیف اسلحہ کیلئے کی جانے والی تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔ پاکستان دنیا سے ایٹمی جنگ کے خطرات کا سد باب چاہتا ہے اور ایٹمی توانائی کو پر امن مقاصد کیلئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کے ایٹمی دھماکے کے جواب میں پاکستان نے 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکہ کر کے توازن دہشت (Balance of Terror) قائم کر دیا ہے۔

10- جراثیمی ہتھیاروں کے استعمال کی مخالفت:

پاکستان نے خارجہ پالیسی کے ایک اصول کے طور پر خطرناک جراثیمی ہتھیاروں کے استعمال کی ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ یہ

ہتھیار سراسر انسانیت کی تباہی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

تجزیہ:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی مقاصد قومی سلامتی، معاشی خوشحالی اور اسلامی نظریے کا تحفظ ہے۔ پاکستان کو دوسروں کے پیچھے چلنے کے بجائے اپنے بنیادی مقاصد کے حصول کیلئے خارجہ پالیسی ترتیب دینی چاہیے اور سب سے بڑھ کر اندرونی اختلافات اور رقابتوں کو مٹا کر قومی وحدت کو فروغ دینا چاہئے۔ علاوہ ازیں اقتصادی خود انحصاری بھی ضروری ہے۔

☆......☆......☆

پاک۔ بھارت تعلقات
India - Pakistan Relations

ابتدائیہ:

پاکستان اور بھارت کے تعلقات ہمیشہ سے ہی اتار چڑھاؤ کا شکار رہے ہیں۔ مختلف واقعات سے تعلقات پر بہت اثر پڑتا ہے۔ پاکستان اور بھارت بالترتیب چودہ اور پندرہ اگست کو آزاد ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ پاک بھارت جنگ 1971ء اور جنگ آزادی بنگلہ دیش کے علاوہ تمام جنگوں اور سرحدی کشیدگیوں کا محرک کشمیر کی تحریک آزادی رہی ہے۔

دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے بھی بہت سی کوششیں کی گئیں جن میں آگرا، شملہ اور لاہور کا سربراہی اجلاس شامل ہے۔

JOIN FOR MORE!!!

مسلم کش فسادات:

قیام پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی ہندو اکثریت والے علاقوں میں شدید مسلم کش فسادات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پورے ملک سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے کیلئے ہندوؤں کی دو انتہا پسند تنظیموں ''ہندومہا سبھا'' اور ''راشٹریہ سیوک سنگھ'' نے دہشت ناک کاروائیاں کیں۔ دوسری جانب سکھ آپے سے باہر ہوگئے۔ قتل عام کی باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے مسلمان مردوں کو تہ تیغ، عورتوں کی بے حرمتی اور بچوں کو نیزوں پر اچھالا گیا۔ اس عظیم کشت وخون کی بدولت ایک اندازے کے مطابق صرف مشرقی پنجاب میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمان شہید ہوئے اور تقریباً 65 لاکھ مسلمان ہجرت کر کے پاکستان آئے۔

مسئلہ کشمیر:

کشمیر کا مسئلہ بہت اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جو ابھی تک حل نہ ہوسکا۔ کشمیر حقیقۃً پاکستان کا حصہ ہے اسلئے کہ تقسیم کے وقت کشمیر کی مکمل آبادی کا 85% حصہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ پاکستان ہمیشہ سے اس بات پر مُصر رہا ہے کہ کشمیریوں کے مفاد میں اس مسئلہ کو حل کیا جائے اور انہیں بنیادی حقوق میں سے ایک حق آزادی کا دیا جائے مگر ہندوستان کی سردمہری اور ہٹ دھرمی کے سبب ابھی تک اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکالا جاسکا۔

نہری پانی کا تنازعہ:

پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے پاکستان کے علاقے کو سیراب کرنے والی کئی نہروں کے ہیڈ ورکس ہندوستان میں رہ گئے۔ اس موقع پر سرحدی کمیشن نے دونوں حکومتوں سے وعدہ لیا تھا کہ متبادل انتظام ہونے تک موجودہ نظام کو نہیں چھیڑا جائے گا لیکن ہندوستان نے ضرورت کے پہلے ہی موسم گرما میں دوآب کی نہروں کا پانی بند کردیا۔ اس سے پاکستان کی فصلیں پانی کو ترسنے لگیں۔

بالآخر آزادی کے 13 سال بعد سندھ طاس معاہدہ (ستمبر 1960ء) کوصورت میں نہری پانی کا مسئلہ حل ہوا۔

پاک بھارت جنگ1965ء:

یہ دونوں پڑوسی مما لک کے درمیان ہونے والی پہلی بین الاقوامی جنگ تھی جس میں ایک فریق (بھارت) نے بین الاقوامی سرحد عبور کر کے فریق ثانی (پاکستان) پر جنگ مسلط کی۔ 17 روزہ اس جنگ میں دونوں فریق اپنی اپنی کامیابی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

پاک بھارت جنگ1971ء:

1971ء میں بنگالی علیحدگی پسندوں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کے مشرقی حصے میں علیحدگی کی تحریک مکتی باہنی شروع کی جو بعد میں ایک تشدد پسند گوریلہ فورس میں تبدیل ہوگئی۔ بھارت نے اس سنہری موقع کو ضائع نہیں ہونے دیا اور مکتی باہنی کی کھل کر سیاسی وفوجی حمایت شروع کردی جو بالآخر مشرقی پاکستان میں اس کی جانب سے کھلی فوجی مداخلت میں تبدیل ہوگئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنگ کے اختتام پر نوّے ہزار پاکستانی فوجی ہتھیار ڈال کر بھارتی قید میں جا چکے تھے اور مشرقی پاکستان دنیا کے نقشے پر بنگلہ دیش کے نام سے ایک آزاد ملک کی حیثیت سے نمودار ہو چکا تھا۔ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

JOIN FOR MORE!!!

ایٹمی دھماکے:

بھارت نے مئی 1998ء میں ایٹمی دھماکے کیے اور اس کے بعد بھارت میں ہر سطح پر پاکستان کے لیے دھمکی آمیز لہجے کا استعمال شروع ہوگیا۔ اگرچہ پاکستان اس وقت تک ایٹمی صلاحیت حاصل کر چکا تھا، لیکن اس کا واضح طور پر اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم جناب نواز شریف نے تمام تر بین الاقوامی دباؤ کے باوجود پاکستان کو ایک تسلیم شدہ ایٹمی طاقت منوانے کا یہ سنہری موقعہ ضائع نہیں ہونے دیا اور 28 مئی کو چاغی میں 5 دھماکے کر کے بھارتی سیاستدانوں کا منہ بند کروادیا۔

لاہور اعلامیہ 1999ء:

لاہور اعلامیہ، ایک دوطرفہ معاہدہ ہے جو کہ پاکستان اور بھارت کے مابین 21 فروری 1999ء کو طے پایا، اس معاہدے پر بھارت کی جانب سے اس وقت کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی جبکہ پاکستان کی جانب سے اس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے دستخط کیے۔ یہ معاہدہ لاہور میں تاریخی مذاکرات کے بعد طے پایا تھا۔ اس معاہدے کی اہمیت مئی 1998ء کے ایٹمی دھماکوں کے تناظر میں نہایت واضح تھی لیکن مئی 1999ء میں شروع ہونے والی کارگل جنگ نے امن کے عمل کو دھچکا لگایا اور یہ اعلامیہ غیر موثر ہو کر رہ گیا۔

کارگل جنگ:

کارگل جنگ کنٹرول لائن پر ہونے والی ایک محدود جنگ تھی جو پاکستان اور ہندوستان کے درمیان 1999ء میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں واضح کامیابی کسی ملک کو نہ مل سکی۔

عوام کا نظریہ:

2013ء بی بی سی کے پاک بھارت تعلقات کے حوالے سے ایک سروے کے مطابق تقریباً 54% پاکستانیوں کی نظر میں بھارت کا رویہ منفی جبکہ 19% کے نزدیک مثبت رہا ہے۔ دوسری جانب 11% بھارتیوں کے نزدیک پاکستان کا رویہ مثبت رہا جبکہ 45% کے نزدیک منفی رویہ دیکھا گیا۔

☆......☆......☆

پاک۔چین تعلقات

China - Pakistan Relations

ابتدائیہ:

پاک سرزمین کے چین کے ساتھ تعلقات انتہائی اچھے ہیں۔ بلکہ دنیا میں پاکستان اور چین دونوں ایک دوسرے کے سب سے اچھے دوست کہلاتے ہیں۔دونوں ممالک نہ صرف معاشی بلکہ اقتصادی،اسلحائی اور توانائی میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہے ہیں۔ پاک-چین تعلقات کو چینی وزیرِاعظم نے یو بیان کی:

''اگر چین سے پیار کرتے ہو تو پاکستان سے بھی پیار کرو۔'' (لیقی چیانگ،چینی وزیرِاعظم)

اسی طرح وزیرِاعظم پاکستان نے بھی کہا:

''پاکستان اور چین کی دوستی ہمالیہ کی طرح اونچی ہے۔'' (وزیرِاعظم پاکستان)

JOIN FOR MORE!!!

پاکستان اور چین دوستی کا آغاز

پاکستان 1947ء کو قائداعظم کی مدبرانہ قیادت میں آزاد ہوا جبکہ چین 1949ء میں ماؤزے تنگ کی عظیم قیادت اور اُن کے لانگ مارچ کے ثمرات کے نتیجہ میں آزاد ہوا۔ 1949ء میں چین کی آزادی کے ساتھ ہی پاکستان اور چین کے تعلقات بہتری کی طرف گامزن ہونا شروع ہو گئے تھے۔ پاکستان نے چین کی آزادی کو تسلیم کیا یہ پاکستان اور چین کی دوستی کا نقطہ آغاز تھا۔

ہندستان اور چین کا سرحدی تنازع:

1962ء میں بھارت اور چین کے سرحدی تنازعہ کا آغاز ہوا اور دونوں ملکوں کی فوجیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ کھڑی ہوئیں اور ہندوستان اور چین میں سرحدی جھڑپیں شروع ہو گئیں اُس وقت چین عالمی برادری سے کٹا ہوا تھا لیکن پاکستان نے اِس موقع پر چین کا بھرپور ساتھ دیا جس کی وجہ سے چین کی نظر میں پاکستان کا وقار بلند ہوا اور پاکستان اور چین کے تعلقات زیادی بہتری کی طرف گامزن ہونا شروع ہو گئے اور پاکستان اور چین دوستی کے مضبوط رشتے میں بندھنا شروع ہو گئے۔ اِس موقع پر پاکستان اور چین نے اپنے سرحدی مسائل احسن طریقے سے حل کر لئے اور یہ پاکستان اور چین کی دوستی کا کامیابی کی طرف سفر کا آغاز تھا۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ اور چین کا کردار:

1965ء میں پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔ بھارت نے کشمیر کے تنازعہ پر بغیر اعلانِ جنگ کئے جنگ شروع کر دی پاکستان کی بہادر افواج نے نے بھارت کی فوج کو منہ توڑ جواب دیا اور بھارت کو اِس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں چین نے پاکستان کا ہر طرح ساتھ دیا اور پاکستان کی بھرپور مدد کی اور اپنی سچی دوستی کا حق نبھایا اِس جنگ میں چین نے پاکستان کی حمایت میں جو کردار ادا کیا وہ مثالی تھا اور پاکستان اور چین کی دوستی ایک مثالی دوستی میں تبدیل ہو گئی۔

1971ء کی پاک بھارت جنگ اور چین کا کردار:

1971ء میں بھارت نے 1965ء کی جنگ کی شکست کا بدلہ لینے کے لئے مشرقی پاکستان کی صورتحال سے فائدہ اٹھا کر مشرقی پاکستان میں سازش کے ذریعے اپنی فوج بھیج دیں اور مشرقی پاکستان میں پاکستان کے خلاف جنگ کا آغاز شروع کر دیا پاکستان کی فوج نے بھارت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا جس کی وجہ سے پاکستان اپنی فوج کو وسائل نہ پہنچا سکا اور بھارت کی سازش کامیاب ہو گئی اور اِس سازش کے نتیجہ میں پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا اور اِس طرح دُنیا

میں ایک نیا ملک بنگلہ دیش کی صورت میں وجود میں آیا۔ اِس نازک اور مشکل مرحلے پر چین نے ایک بار پھر اپنی دوست کا حق نبھایا اور پاکستان کی بھرپور مدد کی جس کی وجہ سے پاکستان اور چین ایک دوسرے کے اور قریب آ گئے۔

چین امریکہ تعلقات کی بہتری میں پاکستان کا کردار:

جب 1949 میں چین آزاد ہوا تو امریکہ اور چین کے تعلقات اتنے بہتر نہیں تھے بلکہ کشیدگی کی طرف مائل تھے لیکن پاکستان کی کئی سالوں پر مشتمل مسلسل کوشش اور مخلصانہ جدوجہد کے نتیجہ میں اُس وقت کے امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر نے چین کا دورہ کیا۔ اس طرح امریکہ اور چین کے تعلقات بہتر ہونا شروع ہو گئے اور چین کا عالمی برادری میں ایک مقام پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ چین کو اقوام متحدہ کی مستقل رکنیت مل گئی اور چین کو اقوام متحدہ میں ویٹو پاور کا حق مل گیا۔ پاکستان کے اِس کردار کی وجہ سے چین کی نظر میں پاکستان کا وقار بہت بلند ہو گیا اور پاکستان اور چین کی دوستی دنیا کی نظروں میں ایک قابل رشک دوستی بن گئی۔

اسلحہ سازی اور ایٹم بم اور چین:

JOIN FOR MORE!!!

چین نے ہر موقع اور ہر مرحلے پر پاکستان کے ساتھ اپنی دوستی کو نبھایا ہے۔ چین نے ایٹم بم بنانے میں پاکستان کی دنیا کی تمام مخالفتوں کے باوجود مدد کی اس کے علاوہ چین نے پاکستان میں ٹینک سازی اور طیارہ سازی میں بھرپور مدد کی جس کی وجہ سے پاکستان کی اسلحہ سازی کی صنعت نے بہت ترقی کی اس کے علاوہ چین، پاکستان کے مختلف دفاعی منصوبہ جات میں بھرپور مدد کر رہا ہے جس کی وجہ سے چین اور پاکستان کے تعلقات میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔

توانائی اور دیگر منصوبہ جات میں چین کی مدد:

چین توانائی اور دیگر بہت سے منصوبہ جات میں جن میں سینڈک کا منصوبہ، گوادر پورٹ کا منصوبہ پاکستان کو ریلوے انجن کی فراہمی اور دیگر بے شمار ایسے منصوبہ جات ہیں جن میں پاکستان کو چین کی بھرپور مدد حاصل ہے جس سے پاکستان اور چین دوستی کے ایک ایسے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں جس کی شاید ہی پوری دنیا میں کوئی مثال موجود ہو اور شاید نہ ہی کبھی ہو گی۔

پاک چین دوستی کوہ ہمالیہ سے بھی بلند:

پاکستان اور چین کی دوستی کو کوہ ہمالیہ سے بھی بلند سمجھا جاتا ہے کیونکہ دونوں ملکوں کی طرف سے اِس دوستی کو اِس مقام تک پہنچانے میں جس سچائی، مخلصی اور محبت کا مظاہرہ کیا گیا ہے شاید ہی اِس کی پوری دنیا میں کوئی مثال ہو۔

☆......☆......☆

پاکستان کی معلومات عامہ

انتظامی ڈھانچے کے اہم ارکان

صدر	ریاست کا سربراہ
وزیراعظم	حکومت کا سربراہ
وزراء	وزیراعظم کے ساتھی
دوایوانی پارلیمنٹ	قومی اسمبلی اور سینیٹ
سیکریٹری	وزارت کا سربراہ
گورنر	صوبے کا سربراہ
وزیراعلیٰ	صوبائی وزارتوں کا سربراہ

JOIN
FOR
MORE!!!

اضلاع کی تعداد

علاقے و صوبے	اضلاع کی تعداد
صوبہ پنجاب	36
صوبہ بلوچستان	32
صوبہ خیبر پختونخواہ	26
صوبہ سندھ	24
آزاد کشمیر	10
گلگت بلتستان	9
اسلام آباد	1
قبائلی علاقہ جات	7 قبائلی ایجنسیاں اور 6 سرحدی علاقے
پاکستان	128 اضلاع، 7 قبائلی ایجنسیاں، 6 ملحقہ قبائلی علاقے

گورنر جنرل

۱۔ قائداعظم محمد علی جناح

۲۔ خواجہ ناظم الدین

۳۔ ملک غلام محمد

۴۔ میجر جنرل اسکندر مرزا

صدر

۱۔ اسکندر مرزا

۲۔ جنرل محمد ایوب خان

۳۔ جنرل محمد یحییٰ خان

۴۔ ذوالفقار علی بھٹو

۵۔ چوہدری فضل الٰہی

۶۔ جنرل محمد ضیاء الحق

۷۔ غلام اسحاق خان

۸۔ وسیم سجاد (قائم مقام)

۹۔ سردار فاروق احمد خان لغاری

۱۰۔ وسیم سجاد (قائم مقام)

۱۱۔ محمد رفیق تارڑ

۱۲۔ جنرل محمد پرویز مشرف

۱۳۔ آصف علی زرداری

۱۴۔ سید ممنون حسین

JOIN FOR MORE!!!

وزرائے اعظم

۱۔ لیاقت علی خان

۲۔ خواجہ ناظم الدین

۳۔ محمد علی بوگرہ

۴۔ چوہدری محمد علی

۵۔ حسن شہید سہروردی

۶۔ ابراہیم اسماعیل چوہدری

۷۔ ملک فیروز خان

۸۔ جنرل محمد ایوب خان

۹۔ ذوالفقار علی بھٹو

۱۰۔ محمد خان جونیجو

۱۱۔ بینظیر بھٹو

۱۲۔ غلام مصطفیٰ خان جتوئی (نگران)

۱۳۔ میاں محمد نواز شریف

۱۴۔ میر بلخ شیر مزاری (نگران)

۱۵۔ میاں محمد نواز شریف

۱۶۔ معین الدین قریشی (نگران)

۱۷۔ بینظیر بھٹو

۱۸۔ ملک معراج خالد (نگران)

۱۹۔ میاں محمد نواز شریف

۲۰۔ میر ظفر اللہ خان جمالی

۲۱۔ چوہدری شجاعت حسین

۲۲۔ شوکت عزیز

۲۳۔ میاں محمد سومرو (نگران)

۲۴۔ یوسف رضا گیلانی

۲۵۔ راجہ پرویز اشرف

۲۶۔ میاں محمد نواز شریف

مارشل لاء ایڈمنسٹریٹرز

۱۔ جنرل محمد ایوب خان ۲۔ جنرل محمد یحییٰ خان

۳۔ ذوالفقار علی بھٹو ۴۔ جنرل محمد ضیاء الحق

۵۔ جنرل پرویز مشرف

موجودہ اراکین کابینہ

عہدہ	موجودہ عہدے دار
وزیر اعظم	میاں نواز شریف
وزیر خارجہ	میاں نواز شریف
وزیر دفاع، وزیر پانی و بجلی	خواجہ محمد آصف
وزیر خزانہ	اسحاق ڈار
وزیر داخلہ	چوہدری نثار خان
وزیر زراعت	سکندر بوسان
وزیر صحت	سائرہ افضل تارڑ
وزیر تجارت	خرم دستگیر
وزیر سائنس و ٹیکنیک	زاہد حامد

JOIN FOR MORE!!!

موجودہ گورنر

پنجاب — رفیق رجوانہ (مسلم لیگ (ن))

سندھ — ڈاکٹر عشرت العباد (متحدہ قومی موومنٹ)

خیبر پختونخواہ — سید مسعود کوثر (پاکستان پیپلز پارٹی)

بلوچستان — ذوالفقار علی مگسی (پاکستان پیپلز پارٹی)

گلگت بلتستان — پیر کرم علی شاہ (پاکستان پیپلز پارٹی)

آزاد جموں کشمیر — سردار محمد یعقوب (پاکستان مسلم لیگ (ن))

موجودہ وزرائے اعلیٰ

پنجاب — شہباز شریف (پاکستان مسلم لیگ (ن))

سندھ — قائم علی شاہ (پاکستان پیپلز پارٹی)

خیبر پختونخواہ — پرویز خٹک (پاکستان تحریک انصاف)

بلوچستان	عبدالمالک بلوچ (بلوچستان نیشنل پارٹی)
گلگت بلتستان	سید مہدی شاہ (پاکستان پیپلز پارٹی)
آزاد جموں کشمیر	چوہدری عبدالماجد (پاکستان پیپلز پارٹی)

اہم غذائی فصلیں

۱۔گندم ۲۔چاول ۳۔دالیں

۴۔مکئی ۵۔جوار ۶۔باجرہ

اہم نقد آور فصلیں

۱۔کپاس ۲۔گنا

۳۔تمباکو ۴۔تیل کے بیج

JOIN
FOR
MORE!!!

پاکستان کے ڈیم

۱۔تربیلا ۲۔منگلا

۳۔وارسک ۴۔غازی بروتھا

اہم بندرگاہیں

۱۔کراچی ۲۔پورٹ قاسم

۳۔گوادر ۴۔اورمارا

۵۔سومیانی

اہم درآمدات

۱۔مشین ۲۔لوہا

۳۔پیٹرول ۴۔کھانے کا تیل

اہم برآمدات

۱۔چاول ۲۔کھیلوں کا سامان

۳۔کاٹن کا کپڑا ۴۔سرجری کے آلات

اہم چوٹیاں

ترچ میر	7690 m
کے۔ٹو	8611 m
تخت سلیمان	3487 m
نانگا پربت	8162 m

اہم دریا

دریائے سندھ	2896 km
دریائے جہلم	865 km
دریائے چناب	1642 km
دریائے راوی	1551 km
دریائے ستلج	392 km

☆......☆......☆

ABBREVIATIONS

JOIN FOR MORE!!!

R.C.D	Regional Cooperation Development
U.N.O	United Nation Organization
KANUPP	Karachi Atomic and Nuclear Power Plant
UNICEF	United Nation International Children Emergency Fund
UNHCR	United Nation High Commission for Refugees
UNESCO	United Nation Educational Scientific and Cultural Organization
SAARC	South Asian Association for Regional Cooperation
PIDC	Pakistan Industrial Development Cooperation
NAM	Non Aligned Movement
SEATO	South East Asia Treaty Organization
CENTO	Central Treaty Organization
O.I.C	Organization of the Islamic Conference
E.C.O	Economic Cooperation Organization
ILO	International Lobour Organization
PLO	Palestine Liberation Organization
FAO	Food and Agriculture Organization
WHO	World Health Organization
IMF	International Monetary Fund
NADRA	National Data Base and Registration Authority
IBRD	International Bank of Reconstruction and Development
FATA	Federally Administrated Tribal Areas
NWFP	North West Frontier Province

❁......❁......❁

اہم تاریخی واقعات

تاریخ	واقعہ	تاریخ	واقعہ
712	محمد بن قاسم نے سندھ فتح کیا	1942	کرپس مشن
1857	برصغیر میں جنگ آزادی لڑی گئی	1942	ہندوستان چھوڑ دو تحریک
1876-1948	قائداعظم محمد علی جناح	1944	گاندھی جناح گفتگو
1877-1938	ڈاکٹر علامہ محمد اقبال	1945	شملہ کانفرنس
1885	انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی گئی	1945-1946	عام انتخابات
1897-1951	چوہدری رحمت علی	1946	کابینہ مشن
1817-1898	سرسید احمد خان	1946	دہلی کنونشن
1905	تقسیم بنگال	1947	لارڈ ماؤنٹ بیٹن وائسرائے بنایا گیا
1906	مسلم لیگ کا قیام	1947	3 جون کا منصوبہ
1911	تنسیخ بنگال	1947	قانون آزادی ہند
1913	قائداعظم کی مسلم لیگ میں شمولیت	1949	قراردادِ مقاصد
1914-1918	پہلی جنگ عظیم	1956	پہلا آئین
1916	میثاق لکھنؤ	1958	پہلا مارشل لاء
1919	تحریک خلافت	1960	سندھ طاس معاہدہ
1927	سائمن کمیشن	1962	دوسرا آئین
1928	نہرو رپورٹ	1969	دوسرا مارشل لاء
1929	قائداعظم کے چودہ نکات	1971	سقوط ڈھاکہ
1930	خطبۂ الٰہ آباد	1973	تیسرا آئین
1930-1932	گول میز کانفرنسیں	1977	تیسرا مارشل لاء
1933	رسالہ ''اب یا کبھی نہیں'' کی اشاعت	1979	بھٹو کی پھانسی
1933	چوہدری رحمت علی نے لفظ پاکستان تخلیق کیا	1998	پہلا ایٹمی دھماکہ
1934	قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت سنبھالی	1999	چوتھا مارشل لاء
1935	قانون آزادی ہند		
1939-1945	دوسری جنگ عظیم		

JOIN FOR MORE!!!

مراجع و مصادر

مطالعہ پاکستان، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

مطالعہ پاکستان (ڈگری کلاسز کیلئے)، ڈاکٹر محمد اعظم چوہدری

مطالعہ پاکستان (انٹرمیڈیٹ کلاسز کیلئے)، پروفیسر میاں کمال الدین

مطالعہ پاکستان، مطبوعہ اقراء پبلی کیشنز

Pakistan Studies, M.D Zafar, Prof. M.A. Raja

Pakistan Studies, Published by Oxford University Press

Pakistan Studies for Degree Classes, Dr. M. Azam Chaudhry

Pakistan Studies for Intermediate Classes, Dr. M. Azam Chaudhry

Introduction to Pakistan Studies, M. Ikram Rabbani

A Hand Bood of Pakistan Studies, Dr. Muhammad Ameen Shairf

Internet

JOIN FOR MORE!!!

Exertion of:

M. Haris Basim

Lecturer in NCR-CET College

Lecturer in Newports Institute of Communication & Economics

Lecturer in Al-Hamd College of Professional Education

Lecturer in Adamjee Coaching Centre (Campus 13 & 14)

****

Email: haris.basim@yahoo.com

Facebook: www.facebook.com / cs.mhb

Twitter: www.twitter.com / HarisBasim

Website: www.harisbasim.tk